باسمہٖ تعالیٰ

نماز میں
ہاتھ باندھنے کا طریقہ

مصنف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی

باسمہٖ تعالیٰ

نماز میں

ہاتھ باندھنے کا طریقہ

نماز میں قیام کی حالت میں مَردوں اور عورتوں کو ہاتھ کس طرح باندھنے چاہئیں؟

اور کس جگہ باندھنے چاہئیں؟

فقہائے کرام اور احادیث و روایات کی روشنی میں مدلّل و مفصّل بحث

اور اس سلسلہ میں پائے جانے والے مختلف شبہات کا ازالہ

مصنف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی

پاسبان حق @ یاہو ڈاٹ کام

نام کتاب: نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ

مؤلف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اوّل: رمضان ۱۴۳۰ اگست 2009ء

صفحات: ۱۱۲

قیمت: روپے

ملنے کے پتے

کتب خانہ ادارہ غفران: چاہ سلطان گلی نمبر 17 راولپنڈی، پاکستان۔	فون:051-5507270
کتب خانہ رشیدیہ: مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی	فون:051-5771798
ادارۂ اسلامیات: ۱۹۰ انارکلی، لاہور۔	فون:042-7353255
مکتبہ قاسمیہ: الفضل مارکیٹ ۱۷، اردو بازار، لاہور۔	فون:042-7232536
دارالاشاعت: اردو بازار، کراچی۔	فون:021-2631861
مکتبہ سید احمد شہید: 10-الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور	فون:0427228272
ادارہ اشاعت الخیر: شاہین مارکیٹ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان	فون:061-4514929
مکتبہ سراجیہ: بالمقابل جامعہ مفتاح العلوم، چوک سٹیلائیٹ ٹاؤن، سرگودھا	فون048-3226559
ملت پبلیکیشرز بک شاپ: شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد	فون: 051-2254111
مکتبہ العارفی: جامعہ امدادیہ اسلامیہ، گلشن امداد، احمد آباد، ستیانہ روڈ، فیصل آباد	فون:041-8715856
مکتبہ اسلامیہ: گامی اڈہ، ایبٹ آباد	فون:0992-340112
ادارۃ المعارف: احاطہ دارالعلوم کراچی	فون:021-5032020
مکتبۃ القرآن: دوکان نمبر 30، گورومندر، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی	فون:021-4856701
مکتبہ سرحد: خیبر بازار، پشاور	فون:091-2212535
مکتبہ القرآن: رسول پلازہ، امین پورہ بازار، فیصل آباد	فون:041-2601919
اسلامی کتاب گھر: خیابانِ سرسید، سیکٹر 2، عظیم مارکیٹ، راولپنڈی	فون:051-4830451
مکتبہ صفدریہ: دکان نمبر 6، الممدود پلازہ، مصریال روڈ، چوہڑ چوک، راولپنڈی	فون:051-5461469
اکلیل پبلشنگ ہاؤس: فضل داد پلازہ، اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی	فون:051-5553248
ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان	فون:061-4540513
قرآن محل: اقبال روڈ، اقبال مارکیٹ، کمیٹی چوک، راولپنڈی	فون: 0321-5123698

فہرست

شمار نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۱	تمہید	۶
۲	رائے گرامی مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب زید مجدہٗ (جامعہ خیر المدارس، ملتان)	۷
۳	نماز میں ہاتھ کس طرح اور کس جگہ باندھے جائیں؟	۱۰
۴	سوال	//
۵	جواب	۱۱
۶	(۱) نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کی تحقیق	//
۷	پہلی روایت	//
۸	دوسری روایت	۱۲
۹	تیسری روایت	۱۳
۱۰	چوتھی روایت	۱۴
۱۱	پانچویں روایت	۱۶
۱۲	چھٹی روایت	//
۱۳	ساتویں روایت	۱۸
۱۴	آٹھویں روایت	۱۹

۱۵	نویں روایت	۱۹
۱۶	دسویں روایت	۲۰
۱۷	گیارہویں روایت	۲۱
۱۸	بارہویں روایت	۲۲
۱۹	تیرہویں روایت	۲۳
۲۰	فقہائے احناف کی احادیث پر عمل کی عمدہ تطبیق	۲۵
۲۱	(۲) **نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے یا اوپر رکھنے کی تحقیق**	۲۷
۲۲	نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے یا اوپر رکھنے کے متعلق فقہاء کے اقوال	۲۹
۲۳	فقہ حنفی کی عبارات	۳۰
۲۴	فقہ حنبلی کی عبارات	۳۵
۲۵	فقہ شافعی کی عبارات	۴۵
۲۶	فقہ مالکی کی عبارات	۴۹
۲۷	خلاصہ	//
۲۸	نماز میں ناف کے نیچے یا اوپر ہاتھ باندھنے کے متعلق روایات وآثار	۵۰
۲۹	پہلی روایت	//
۳۰	دوسری روایت	۵۱
۳۱	تیسری روایت	۵۲
۳۲	چوتھی روایت	۵۵
۳۳	پانچویں روایت	//

۳۴	چھٹی روایت	۵۹
۳۵	ساتویں روایت	۶۱
۳۶	آٹھویں روایت	۶۷
۳۷	نویں روایت	۶۹
۳۸	دسویں روایت	۷۱
۳۹	گیارہویں روایت	۷۲
۴۰	بارہویں روایت	//
۴۱	تیرہویں روایت	۷۳
۴۲	چودہویں روایت	۷۴
۴۳	پندرہویں روایت	۷۵
۴۴	سولھویں روایت	۷۶
۴۵	سترہویں روایت	۷۸
۴۶	اٹھارہویں روایت	۷۹
۴۷	انیسویں روایت	۸۰
۴۸	بیسویں روایت	۸۲
۴۹	اکیسویں روایت	۸۷
۵۰	بائیسویں روایت	۹۲
۵۱	تیئسویں روایت	۹۴
۵۲	فقہائے احناف کی مختلف روایات میں ترجیح وتطبیق	۹۵
۵۳	عبدالرحمٰن کی ''تحت السرۃ'' والی روایت کی سند پر مفصل کلام	۱۰۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

احادیث وروایات میں مذکور الفاظ کا مطلب ومراد سمجھنے اوران کو قابلِ عمل بنانے سے پہلے؛ امت کے تعامل اور خاص کر خیرالقرون کے دور کے عمل کو دیکھنا ضروری ہے، ورنہ بعض اوقات اس سے بڑی بڑی غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اس اصول کی خلاف ورزی کرنے کے نتیجہ میں بعض لوگ نماز میں ہاتھ باندھنے کی جگہ کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہوئے، اور انہوں نے مرد وعورت سب کے لئے سینہ پر ہاتھ باندھنے کو سنت بلکہ ایسا ضروری عمل قرار دیا کہ اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کو موردِ الزام اور طعن وتشنیع کا ہدف بنانے سے بھی گریز نہیں کیا۔

اور اس مسئلہ کی ان لوگوں نے عوام الناس میں اس انداز میں تبلیغ وتشہیر شروع کی کہ جیسا کہ کسی فرض واجب عمل کی تبلیغ تشہیر کر رہے ہوں۔

حالانکہ نماز میں مرد وعورت سب کے لئے سینہ پر ہاتھ باندھنے کو سنت قرار دینا اور اس پر اصرار کر اور اس کی زور دار انداز میں تبلیغ وتشہیر کرنا امت کے تعامل کے خلاف ہے، جو کہ احادیث کے مطلب کو غلط سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔

اسی مسئلہ کی توضیح اور بعض حضرات کی طرف سے پیدا کردہ غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے ایک سوال کے جواب میں آنے والا مضمون تحریر کیا گیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کو سمجھنے اور اعتدال پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

آمین

محمد رضوان

۳/رمضان المبارک ۱۴۳۰ بمطابق 25/اگست 2009ء بروز منگل

رائے گرامی

مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب زید مجدہٗ

(جامعہ خیر المدارس، ملتان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں خالقِ ارض وسما کے لئے ہیں اور رحمت کاملہ سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل واصحاب واتقیاء کیلئے ہے۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد اہلِ اسلام خصوصاً اہلسنت والجماعت کی خدمت میں عرض ہے کہ:

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

(تم ہی سر بلند ہو اگر تم مومن ہو)

کہ فرمانِ ذیشان سے یہ بات واضح ہے کہ مومن کے پاس اسلام اور ایمان سے بڑا کوئی سربلندی کا ہتھیار نہیں اور مشاہدہ بھی یہی ہے کہ جتنا ایمان کمزور ہوتا ہے اتنا ہی مومن پستی کے گڑھے میں گرتا چلا جاتا ہے اور سلف سے بداعتمادی ایمان کیلئے زہرِ قاتل ہے اور یہ مرض اس وقت امت میں زوروں پر ہے حتیٰ کہ دن رات میں پانچ وقت بطور فرض پڑھی جانے والی نماز کے بارہ میں بھی شکوک وشبہات پیدا کر دیئے گئے کہ یہ وہ نماز نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کو دی تھی جہان میں پھیلنے والی نماز یہ امتیوں کی بنائی ہوئی نماز ہے، یہ کوئی نماز ہے مکی مدنی نماز نہیں۔

اور چند اجتہادی مسائل میں سے بعض شوافع اور حنابلہ کے دلائل چرا کر عوام کے سامنے پیش کرنے شروع کئے کہ دیکھو حدیث یہ کہتی ہے اور امامِ ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس کے خلاف کہتے ہیں اب بتاؤ کہ امام کو ماننا ہے یا نبی کو تو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں عوام ایسے شور کے پیچھے لگ کر بالآخر اپنے ایمان کھو دیتے ہیں۔

لیکن کسی بھلے مانس کو یہ سوچنے کی توفیق نہیں ہوتی کہ اگر پانچ وقت پڑھی جانے والی نماز ہمارے بڑوں نے ہمیں غلط پہنچائی ہے تو باقی دین جو نماز سے کم درجہ کا متواتر ہے اس کے بارہ میں کیا اعتماد

رہے گا کہ وہ ہمیں صحیح دیا ہو مثلاً قرآن پاک کا تواتر نماز کے تواتر سے کم ہے کیونکہ پورا قرآن روزانہ کوئی نہیں پڑھتا نماز روزانہ پانچ مرتبہ بطور فرض پڑھی جاتی ہے اور نوافل پڑھنے والے بھی تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہر شہر، ہر محلے بلکہ ہر گھر میں ایسے اشخاص مل جائیں گے۔

قرآن ہر مسلمان کو زبانی یاد نہیں نماز ہر مسلمان بچے تک کو یاد ہے جن لوگوں نے ہمیں یہ نماز دی ہے انہوں نے قرآن دیا انہوں نے ہی صحاح ستہ دی اگر نماز غلط ہوگئی تو باقی صحاح ستہ اور قرآن کا کیا اعتبار؟

پھر اجتہادی مسائل میں شوافع اور حنابلہ کے بعض متدلات پیش کرتے ہیں اور احناف کے متدلات کا اولاً انکار کرتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی دلیل ہی نہیں ہے اور اگر وہ احادیث پیش کی جائیں تو فوراً ان کو ضعیف کہتے ہیں اور اپنے پیچھے لگنے والے عوام کو کہتے ہیں کہ ہم نے تمہیں حضور ﷺ کے ساتھ ملا دیا ہے جب کہ یہ بات سو فیصد دھوکہ ہے اور مزاجِ شریعت کے خلاف ہے۔

قرآن پاک اور احادیثِ مبارکہ میں بیسیوں جگہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ذکر ہے کہ معروف پر عمل کرو اور منکر سے روکو۔ اس کا تقاضا تھا کہ وہ احادیث جو عملاً معروف ہو چکی ہیں ان پر خود بھی عمل کیا جائے اور عوام کو بھی ان پر عمل کرنے کی دعوت دی جائے اور نہی عن المنکر کا تقاضا تھا کہ جو روایات عملاً منکر ہیں ان پر نہ خود عمل کیا جائے اور دوسروں کو بھی ان پر عمل کرنے سے روکا جائے مگر یار لوگوں نے معاملہ بالکل برعکس کر دیا کہ وہ معروف نماز جس کو پڑھ کر بڑے بڑے ولی بنے اس کی مخالفت شروع کر دی اور وہ روایات جو اس علاقہ میں منکر سمجھی جاتی تھیں ان پر عمل کی دعوت دی اور آہستہ آہستہ اجماعی مسائل میں بھی شکوک وشبہات پیدا کرنے شروع کر دیئے۔

چنانچہ حضرت سید انور شاہ صاحب رحمہ اللہ فیض الباری میں فرماتے ہیں کہ سینہ پر مرد کا ہاتھ باندھنا ائمہ اربعہ کے اجماع کے خلاف ہے۔ [۱]

اور مرد کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا اس علاقے کا متواتر عمل تھا اس کے خلاف شکوک وشبہات پیدا کرنے شروع کر دیئے۔

---

[۱] ثم إنه وقع عند ابن خزيمة في حديث وائل لفظ: على الصدر أيضا، وهو معلول عندي قطعا، لأنه لم يعمل به أحد من السلف، ولا ذهب إليه أحد من الأئمة (فيض الباري، باب رفع اليدين إذا قام من الركعتين)

حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب زید علمہٗ وعملہٗ نے اس مسئلہ پر پیدا کئے جانے والے شبہات کے جواب میں یہ کتابچہ لکھا اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے دلائل ذخیرۂ احادیث سے اکٹھے کئے۔

اب عوام کا فرض ہے کہ ان نام نہاد اہلحدیثوں سے کم از کم یہ تو پوچھ لیں کہ آیا ہماری پیش کردہ روایات جن پر عمل کر کے بڑے بڑے اولیاء کرام تیار ہوئے ان کو چھوڑنے کا حکم اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے یا غیر مقلد نے، اگر یہ حکمِ خدا یا فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو ہمیں بھی بتائیں کہ خدا یا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں حکم دیا ہے؟

اگر ان احادیث کو چھوڑنے کا نبوی حکم نہیں ہے تو پھر یہ جھوٹ نہ بولیں کہ ہم نے حنفی مسئلہ چھڑا کر محمدی مسئلہ پر عمل کرایا ہے بلکہ صاف صاف بات لوگوں کو بتائیں کہ ہم نے ایک جاہل غیر مقلد کے کہنے کی وجہ سے ایک مجتہد اعظم جس کی بات ماننے کا حکم قرآن وسنت میں ہے اس کو چھوڑ دیا ہے۔

جب غیر مقلد اس سوال پر لاجواب ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی ساری روایات ضعیف ہیں تو ہمارا سوال ہے کہ آیا ان روایات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ضعیف کہا ہے یا کسی امتی نے تو امامِ نووی اور امام احمد وغیرہ کا نام لیتے ہیں تو معلوم ہوا کہ ان روایات کے ضعیف قرار دینے کا فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں بلکہ امتی کا ہے پھر بھی اس فیصلہ کو محمدی فیصلہ کہنا غلط ہے گویا کہ امامِ اعظم رحمہ اللہ کو چھوڑ کر جو صحابہ کرام کے شاگرد ہیں ایک تبع تابعی یا چھٹی صدی ہجری کے بزرگ کا قول نقل کر کے اس کو محمدی فیصلہ کہتے ہیں۔

بہر حال حضرت مفتی صاحب نے فنی طور پر بھی احناف کی روایات کی صحت کو بمالا مزید فیہ مدلل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس فرضِ کفایہ کی ادائیگی پر حضرت مفتی صاحب مدظلہ کو دنیا وآخرت میں اجرِ عظیم عطا فرمائیں اور اس رسالہ کو اہلسنت والجماعت کی مسلک پر ثابت قدمی کا ذریعہ اور شکوک وشبہات کے شکار لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے (آمین)

یَرْحَمُ اللّٰہُ عَبْدًا قَالَ اٰمِیْنًا

کتبہٗ محمد انور اکاڑوی عفا اللہ عنہ

نماز میں ہاتھ کس طرح اور کس جگہ باندھے جائیں؟

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱)......ہم لوگ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر اس طرح رکھتے ہیں کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی اور گٹے پر آجاتی ہے، اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑ لیتے ہیں، اور دائیں ہاتھ کی باقی تین انگلیاں بائیں ہاتھ کی کلائی پر سیدھی رکھی ہوئی ہوتی ہیں۔

جبکہ بعض حضرات اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک پہنچا کر کہنیوں کو پکڑ لیتے ہیں، اور اس طریقہ کو حدیث کے مطابق قرار دیتے ہیں۔

اور ہمارے طریقہ کو احادیث اور سنت کے خلاف قرار دیتے ہیں۔

ان میں سے صحیح طریقہ کون سا ہے؟

(۲)......اسی طرح ہم لوگ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں، اور ہماری خواتین سینے پر ہاتھ باندھتی ہیں۔

جبکہ بعض لوگ اس کے برعکس مرد وعورتوں سب کو سینے پر ہاتھ باندھنے پر زور دیتے ہیں۔

اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا صرف حنفی فقہاء کا مسلک ہے، اور حنفیوں کے علاوہ دوسرے فقہاء سینے پر ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔

اور یہ بھی کہتے ہیں کہ سینہ پر ہاتھ باندھنے کا طریقہ احادیث سے ثابت ہے، اور ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کا کسی حدیث سے ثبوت نہیں۔

آپ سے درخواست ہے کہ اس سلسلہ میں مفصل تحقیق سے مستفید فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

(۱)

نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کی تحقیق

صحیح احادیث سے نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے اور بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑنے کا ثبوت موجود ہے۔

بعض احادیث میں یہ وضاحت بھی ہے، کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی اور گٹے کی پشت پر رکھا جائے۔

لہٰذا بعض لوگوں کا نماز میں اس طرح ہاتھ باندھنا کہ دونوں ہاتھ بڑھا کر کہنیوں تک پہنچا دینا اور کہنیوں کو پکڑ کر کھڑے ہونا سنت کے خلاف ہے۔

اس سلسلہ میں بہت سی احادیث موجود ہیں۔

یہاں چند احادیث پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

پہلی روایت

(۱)......حضرت قبیصہ بن ھلب اپنے والد حضرت ھلب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ (ابن ماجة حديث نمبر ۸۰۱، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب وضع اليمين على الشمال في الصلاة، واللفظ لهٗ، مسند احمد حديث نمبر ۲۰۹۷۰، وحديث نمبر ۲۰۹۷۱، و حديث نمبر ۲۰۹۷۲، المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۱۷۸۷۹، شرح السنة للبغوي، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء)

ترجمہ: نبی ﷺ ہماری امامت فرماتے تھے تو اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیا

کرتے تھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث کو کئی محدثین نے روایت کیا ہے، اور اس کو سند کے لحاظ سے عمدہ حدیث قرار دیا ہے۔ [1]

اس حدیث میں بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑنے کا ذکر ہے، اور پکڑنے کے لئے ہتھیلی اور انگلیاں استعمال ہوتی ہیں، اور دیگر احادیث سے صاف طور پر بائیں ہاتھ کو گٹے کے قریب سے پکڑنا معلوم ہوتا ہے۔

دوسری روایت

(۲)...... حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ (بخاری، باب وضع اليمنى على اليسرى فى الصلاة حديث نمبر ۷۹۸، موطا امام مالک، باب وضع اليدين إحداهما على الأخرى فى الصلاة، حديث نمبر ۳۴۰)

ترجمہ: لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں بازو پر رکھیں۔

فائدہ: اس صحیح حدیث میں دائیں ہاتھ کو بائیں بازو پر رکھنے کا ذکر ہے، لیکن ہاتھ کے مخصوص حصہ کا ذکر نہیں ہے۔

البتہ دوسری احادیث میں ہتھیلی اور گٹے وغیرہ کی وضاحت ہونے کی وجہ سے وہی متعین حصہ مراد لیا جائے گا، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ [2]

---

[1] قال البغوی:
هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَقَبِيصَةُ بْنُ هُلْبٍ الطَّائِيُّ، وَاسْمُ هُلْبٍ يَزِيدُ بْنُ قُنَافَةَ (شرح السنة، حوالہ بالا)

[2] چنانچہ بخاری شریف کے مشہور شارح علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
قوله على ذراعه أبهم موضعه من الذراع وفى حديث وائل عند أبى داؤد والنسائى ثم وضع يده اليمنى على ظهر كفه اليسرى والرسغ والساعد وصححه ابن خزيمة وغيره وأصله فى صحيح مسلم بدون الزيادة والرسغ بضم الراء وسكون السين المهملة بعدها معجمة هو المفصل بين الساعد والكف وسيأتى أثر على نحوه فى أواخر الصلاة (فتح البارى، باب وضع اليمنى على اليسرى فى الصلاة)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، اوران کا یہ فرمانا کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا، یہ حضور ﷺ کے حکم دینے پر محمول ہے، اور آپ کے اس ارشاد سے اس حکم کا مرفوع حدیث یعنی حضور ﷺ کا حکم ہونا معلوم ہوتا ہے۔

تیسری روایت

(۳)......اور مسند احمد میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں:

كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ أَنْ يَّضَعُوا الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ

(مسند احمد حدیث نمبر ۲۱۷۸۲)

ترجمہ: لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں اپنے دائیں (ہاتھ) کو اپنے بائیں (ہاتھ) پر رکھیں (ترجمہ ختم)

فائدہ: یہ روایت سند کے لحاظ سے صحیح بلکہ بخاری کی شرط پر ہے۔ [۱]

محدثین نے دوسری احادیث کے پیشِ نظر بائیں ہاتھ سے ہتھیلی اور گٹا مراد لیا ہے، اور یہی صورت خشوع کے زیادہ قریب بھی ہے۔ [۲]

---

۱ چنانچہ مؤطا امام مالک کے حوالہ سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی جو روایت پہلے ذکر کی گئی، اس کی سند مندرجہ ذیل ہے:

وَ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ (مؤطا امام مالک، حوالہ مذکورہ)

اور بخاری شریف کی سند مندرجہ ذیل ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ (حوالہ مذکورہ)

اور مسند احمد کی مندرجہ بالا حدیث کی سند مندرجہ ذیل ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ (مسند احمد حدیث نمبر ۲۱۷۸۲)

حضرت مالک کی سند تک تینوں روایتوں کے راوی یکساں ہیں، البتہ مسند احمد کی روایت میں مالک سے پہلے عبدالرحمٰن بن مہدی ہیں، اور عبدالرحمٰن بن مہدی بخاری کے رجال میں سے ہیں، لہٰذا یہ روایت بخاری کی شرط کے مطابق ہوئی۔

۲ چنانچہ امام مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

(كان يضع اليمنى على اليسرى في الصلاة) أي يضع يده اليمنى على ظهر كفه اليسرى والرسغ من الساعد كما في حديث وائلة عن أبي داؤد والنسائي وصححه ابن خزيمة وذلك لأنه أقرب إلى الخشوع وأبعد عن العبث واستحب الشافعي أن يكون الوضع المذكور فويق السرة والحنفية تحتها (فيض القدير للمناوي، تحت حديث رقم ۷۰۸۳)

چوتھی روایت

(۴)......حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ فِي الصَّلَاةِ (دارقطنی، باب فی أخذ الشمال بالیمین فی الصلاة، حدیث نمبر ۱۱۰۴، واللفظ لهٗ، المعجم الکبیر للطبرانی)

ترجمہ: بے شک نبی ﷺ نماز میں اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت کی سند عمدہ ہے۔ [۱]

---

[۱] یعنی اس روایت کی سند حسن درجہ میں داخل ہے۔

چنانچہ سنن دارقطنی کی مندرجہ بالا روایت کی سند یہ ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدِ بْنُ صَاعِدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ الْوَرَّاقُ حَدَّثَنِي مِنْدَلٌ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ (دارقطنی، حوالہ بالا)

اس روایت کے پہلے راوی ابومحمد یحییٰ بن محمد بن صاعد ہیں، جو کہ امام اور حافظ الحدیث اور محدثِ عراق ہیں:

ابن صاعد *يحيى بن محمد بن صاعد بن كاتب، الامام الحافظ المجود، محدث العراق، أبو محمد الهاشمى البغدادى، مولى الخليفة أبى جعفر المنصور، رحال جوال، عالم بالعلل والرجال (سير اعلام النبلاء ج۱۴ ص۵۰۱، تحت رقم الترجمة ۲۸۳)

اور دوسرے راوی علی بن مسلم ہیں، یہ بھی امام، محدث اور ثقہ ہیں:

على بن مسلم (خ، د، س) ابن سعيد الامام المحدث الثقة، مسند العراق، أبو الحسن الطوسى ثم البغدادى (سير اعلام النبلاء ج۱۱ ص۵۲۵، تحت رقم الترجمة ۱۴۸)

اور تیسرے راوی اسماعیل بن ابان ہیں، یہ بھی مشہور حافظ الحدیث ہیں:

إسماعيل بن أبان (خ) الوراق الكوفى الحافظ (سير اعلام النبلاء ج۱۰ ص۳۴۷، تحت رقم الترجمة ۸۵)

اور چوتھے راوی مندل بن علی ہیں، جن کو بعض نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن شدید ضعیف قرار نہیں دیا، اور بعض نے ان کو صدوق اور اورع اور جائز الحدیث قرار دیا ہے، لہٰذا ان کی مندرجہ بالا حدیث مقبول اور دیگر احادیث کے مؤیدات کے تناظر میں حسن درجہ میں داخل ہے۔

-د ق :مندل بن على العنزى ، أبو عبد الله الكوفى ، أخو حبان بن على ، يقال :اسمه عمرو ومندل لقب غلب عليه .قال عبد الله بن أحمد بن حنبل : سألته ، يعنى أباه ، عن مندل بن على فقال :ضعيف الحديث .فقلت :حبان أخوه ؟ فقال :لا ، هو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو﴾

ں حدیث میں بھی بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑنے کا ذکر ہے۔

﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

صح منه، يعنى مندلا اصلح من اخيه ، وقال مرة :ما اقربهما .وقال احمد بن سعد بن ابى مريم ، عن يحيى بن معين :ليس به باس ، يكتب حديثه .وقال ابو بكر بن ابى خيثمة ، عن يحيى بن معين : ليس بشيء .وقال عثمان بن سعيد الدارمي ، عن يحيى بن معين :لا باس به ،وقال عباس الدورى ، عن يحيى بن معين :مندل ، وحبان ضعيفان وهما احب إلى من قيس بن البيع .وقال إسماعيل بن عمرو البجلى ، عن معاذ بن معاذ العنبرى :دخلت الكوفة فلم ار احدا اورع من مندل بن على.وقال يعقوب بن شيبة :مندل بن على العنزى من انفسهم ، كان اشهر من اخيه حبان ، وهو اصغر سنا من اخيه حبان ، واصحابنا يحيى بن معين ، وعلى بن المدينى ، وغيرهم من نظرائهم يضعفونه فى الحديث ، وكان خيرا فاضلا صدوقا ,وهو ضعيف الحديث ، وهو اقوى من اخيه فى الحديث ، وقد كان المهدى اشخصه وحبان من الكوفة ,فلما دخلا عليه سلما ، فقال :ايكما مندل ؟ فقال مندل وكان اصغر سنا :هذا حبان يا أمير المؤمنين .وقال العجلى :مندل بن على جائز الحديث (تهذيب الكمال ج۲۸ ص۴۹۳، تحت رقم الترجمة ۶۱۷۶)

۔ پانچویں راوی ابنِ ابی لیلیٰ ہیں، جن پر اگرچہ بعض حضرات نے جرح کی ہے، لیکن ان کو فقیہ اور صدوق قرار دیا گیا ہے، اور ان کی حدیث کو حسن درجہ میں داخل مانا گیا ہے:

ابن ابى ليلى الامام العلم مفتى الكوفة وقاضيها أبو عبد الرحمن محمد بن عبد الرحمن بن ابى ليلى الفقيه المقرء حدث عن (اخيه عيسى) والشعبى وعطاء والحكم ونافع وعمرو بن مرة وطائفة، وكان ابوه من كبار التابعين فلم يدرك الاخذ عنه .حدث عنه شعبة والسفيانان وزائدة ووكيع والحريبى وابو نعيم وخلائق .قال احمد بن يونس :كان ابن ابى ليلى افقه اهل الدنيا.وقال العجلى: كان فقيها صدوقا صاحب سنة جائز الحديث قارئا عالما بالقرآن قرأ عليه حمزة .وقال أبو زرعة ليس هو باقوى ما يكون.وقال احمد :مضطرب الحديث.قلت حديثه فى وزن الحسن ولا يرتقى إلى الصحة لانه ليس بالمتقن عندهم .ومناقبه كثيرة.مات فى شهر رمضان سنة ثمان واربعين ومائة(تذكرة الحفاظ ج ا ص ۱۷۱)

۔ چھٹے راوی قاسم بن عبدالرحمٰن ہیں، یہ اور ان کے بعد کے راویوں کے معتبر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

القاسم *ابن عبدالرحمن بن صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم، عبدالله بن مسعود الهذلى الامام المجتهد، قاضى الكوفة، أبو عبد الرحمن الكوفى، عم القاسم بن معن الفقيه.ولد فى صدر خلافة معاوية، وحدث عن أبيه، وعبد الله بن عمر، وجابر بن سمرة، ومسروق، وطائفة(سير اعلام النبلاء ، ج۵ص ۱۹۶)

قال ابن سعد كان ثقة كثير الحديث وقال اسحاق بن منصور عن ابن معين ثقة وقال على بن المدينى لم يلق من الصحابة غير جابر بن سمرة قيل له فلقى ابن عمر قال كان يحدث عن ابن عمر بحديثين ولم يسمع منه شيئا وقال العجلى كان على قضاء الكوفة وكان لا ياخذ على القضاء أجرا وكان ثقة رجلا صالحا(تهذيب التهذيب ؛حرف القاف، ج۸ ص ۲۸۸)

للطبرانی حدیث نمبر ۱۸۸۴ ؛ مسند ابوداوٗد طیالسی، حدیث نمبر ۲۷۶۷)

ترجمہ: میں نے نبی علیہ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ:

ہم انبیاء کی جماعت کو حکم دیا گیا ہے:

افطار میں (غروب ہوتے ہی) جلدی کرنے، اور سحری میں تاخیر کرنے (یعنی رات کے آخری حصے میں صبح صادق ہونے سے پہلے) اور نماز میں دائیں ہاتھوں کو بائیں ہاتھوں پر رکھنے کا (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ [1]

---

[1] قال الهيثمي:

رواه الطبراني في الكبير ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۰۵)

ملحوظ رہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں طلحہ بن عمرو کی سند سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو روایت کرنے کے بعد یہ فرمایا ہے کہ:

هٰذَا حَدِيثٌ يُعْرَفُ بِطَلْحَةَ بْنِ عَمْرٍو الْمَكِّيِّ وَهُوَ ضَعِيفٌ (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الصوم، باب ما يستحب من تعجيل الفطر وتأخير السحور)

لیکن ایک تو طلحہ بن عمرو کو ابنِ حبان نے ثقات میں شمار کیا ہے، دوسرے معجم کبیر طبرانی، صحیح ابنِ حبان اور معجم اوسط طبرانی کی روایت میں طلحہ بن عمرو مکی موجود نہیں۔

لہٰذا اس روایت کا مدار طلحہ بن عمرو مکی کے تفرد پر نہ ہوا۔

البتہ ایک شبہ یہ باقی رہ جاتا ہے کہ امام طبرانی نے معجم اوسط میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے:

لم يرو هذا الحديث عن عمرو بن الحارث إلا ابن وهب تفرد به حرملة بن يحيى (المعجم الاوسط للطبراني، حواله بالا)

مگر یہ کہ حرملہ بن یحییٰ اور ابنِ وہب مسلم کے رجال میں سے ہیں، اور امام مسلم نے حرملہ بن یحییٰ اور ابنِ وہب کی سند سے متعدد احادیث اپنی صحیح مسلم میں روایت کی ہیں۔

جس کی نمونہ دو سندیں ذکر کی جاتی ہیں:

وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ (صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب سجود التلاوة)

وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ (صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم في الليل الخ)

لہٰذا مذکورہ حدیث کی سند کے درست ہونے اور علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کے مندرجہ بالا فیصلے کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

ساتویں روایت

(۷)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أُمِرْنَا مَعَاشِرَ الْأَنْبِيَاءِ أَنْ نُعَجِّلَ إِفْطَارَنَا وَنُؤَخِّرَ سُحُوْرَنَا وَنَضْرِبَ بِأَيْمَانِنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِى الصَّلَاةِ (سنن الدارقطنی، حدیث نمبر ۱۱۰۶)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم انبیاء کی جماعت کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم افطار میں (غروب ہوتے ہی) جلدی کریں، اور ہم سحری میں تاخیر کریں (یعنی رات کے آخری حصے میں صبح صادق ہونے سے پہلے سحری کھائیں) اور ہم نماز میں اپنے داہنے ہاتھوں کو بائیں ہاتھوں پر رکھیں (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث کی سند عمدہ ہے۔ [1]

---

[1] مندرجہ بالا حدیث کی سند یہ ہے:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَاعِدٍ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ ابْنِ أَبِى لَيْلَى عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ

اور اس حدیث کے تمام راوی معتبر ہیں، البتہ نضر بن اسماعیل کو بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن یحیٰ بن معین نے صدوق اور امام عجلی نے ان کو ثقہ فرمایا ہے، اور امام دار قطنی نے ان کو صالح فرمایا ہے۔

لہٰذا یہ حدیث حسن لعینہ میں داخل ہے، اور دیگر احادیث کے پیشِ نظر حسن لغیرہ میں بھی داخل ہے۔

ابن صاعد *یحیی بن محمد بن صاعد بن كاتب، الامام الحافظ المجود، محدث العراق(سير اعلام النبلاء، ج۱۴ ص ۵۰۱، رقم الترجمة ۲۸۳)

زياد بن أيوب ابن زياد، الامام المتقن الحافظ الكبير (سير اعلام النبلاء ج۱۲ ص ۱۲۰)

النضر بن إسماعيل بن حازم البجلى، ابو المغيرة القاص الكوفى، امام مسجد الكوفة... قال الليث بن عبدة المصرى، عن يحيى بن معين :كان صدوقا، وكان لا يدرى ما يحدث به .وقال العجلى :كوفى ثقة، وكان امام مسجد الجامع.

وقال يعقوب بن شيبة :صدوق، ضعيف الحديث .وقال يعقوب بن سفيان : ضعيف .وقال أبو عبيد الآجرى عن أبى داود :تجىء عنه مناكير .وقال أبو زرعة، والنسائى :ليس بالقوى .وقال الدارقطنى :صالح .وقال أبو أحمد بن عدى :ارجو انه لا باس به(تهذيب الكمال، ج۱۲ ص ۳۷۲، تحت رقم الترجمة ۶۲۱۶)

عبد الرحمن بن أبى ليلى أبو عيسى الأنصارى الكوفى تابع كبير(غاية النهاية فى طبقات القراء المؤلف :ابن الجزرى، ج۱ ص ۱۶۶، باب العين)

آٹھویں روایت

(۸)......حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

مِنْ أَخْلَاقِ النَّبِيِّيْنَ وَضْعُ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ (مصنف ابنِ ابی شیبة، وضع الیمین علی الشمال)

ترجمہ: نبیوں کے اخلاق میں سے نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: یہ حدیث سند کے لحاظ سے صحیح ہے؛ بلکہ بخاری کی شرط پر ہے۔ [۱]

نویں روایت

(۹)...... اور ایک روایت میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں:

مِنْ أَخْلَاقِ النَّبِيِّيْنَ التَّبْكِيْرُ فِي الْإِفْطَارِ وَالْإِبْلَاغُ فِي السُّحُوْرِ وَوَضْعُ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ (مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب الصیام، فی تعجیل الافطار وماذکر فیہ)

ترجمہ: نبیوں کے اخلاق میں سے افطار میں جلدی کرنا، اور سحری میں تاخیر کرنا، اور نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: یہ حدیث بھی سند کے لحاظ سے صحیح ہے، بلکہ بخاری کی شرط پر ہے۔ [۲]

---

۱ چنانچہ مندرجہ بالا حدیث کی سند درج ذیل ہے:

حدثنا وکیع عن إسماعیل بن أبی خالد عن الاعمش عن مجاهد عن مورق العجلی عن أبی الدرداء قال

وکیع اور اسماعیل بن ابی خالد اور اعمش اور مجاہد اور مورق عجلی بخاری کے رجال میں سے ہیں۔

۲ چنانچہ اس روایت کی سند یہ ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حوالہ بالا)

اس روایت کے راوی پہلی روایت والے ہی ہیں، سوائے ابومعاویہ کے، اور ابومعاویہ بھی بخاری کے رجال میں سے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ مضمون مختلف صحابہ وتابعین سے مروی ہے، چنانچہ مصنف عبدالرزاق میں حضرت ابنِ جریج سے مروی ہے:

قال :أخبرني غير واحد من أهل العلم أن من أخلاق الانبياء عليهم السلام تعجيل الفطر ، وتأخير السحور ، ووضع اليد اليمنى على اليسرى في الصلاة (مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۷۶۱۵)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو﴾

دسویں روایت

(۱۰)......حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى قَرِيْباً مِنَ الرُّصْغِ (سنن دارمی، باب قبض اليمين على الشمال فى الصلاة، حديث نمبر ۱۲۸۸)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر گٹے کے قریب رکھا ہوا تھا (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت کی سند صحیح ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

ثَلاثَةٌ مِنَ النُّبُوَّةِ تَعْجِيلُ الإِفْطَارِ وَتَأْخِيرُ السُّحُورِ وَوَضْعُ الْيَدِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِى الصَّلاةِ (سنن الدارقطنى، باب فى اخذ الشمال، حديث نمبر ۱۱۰۵، السنن الكبرىٰ للبيهقى، باب وضع اليد اليمنى على اليسرى فى الصلاة، حديث نمبر ۲۴۲۳)

یہ حدیث اگرچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر موقوف ہے، مگر حکماً مرفوع ہے، کیونکہ یہ بات عقل وقیاس سے نہیں کی جاسکتی، اور اس مضمون کے دیگر شواہد موجود ہیں، البتہ بعض محدثین کے بقول اس حدیث کے ایک راوی محمد بن ابان انصاری کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع ثابت نہیں۔

لیکن محمد بن ابان انصاری کے خیر القرون میں ہونے کے باعث یہ ارسال متعدد حضرات کے نزدیک مضر نہیں۔

اور اگر اس کے باوجود بھی کسی کو اتفاق نہ ہو، تو اس کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ ہمارے مبحوث فیہ مسئلے کے ثبوت کا مدار تنہا اس روایت کی سند پر موقوف نہیں ہے۔ محمد رضوان۔

۱ اس روایت کی سند یہ ہے:

أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِى إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ (سنن دارمی، حوالہ بالا)

اس روایت کے راویوں میں سے ابونعیم، زہیر اور ابواسحاق تو بخاری کے رجال میں سے ہیں، اور عبدالجبار بن وائل مسلم کے رجال میں سے ہیں۔

گیارھویں روایت

(۱۱)......اور معجم کبیر طبرانی میں یہ الفاظ ہیں:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ قَرِيْبًا مِنَ الرُّسْغِ (المعجم الكبير حديث نمبر ۱۷۵۲۱)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر گٹے کے قریب رکھا ہوا تھا (ترجمہ ختم)

فائدہ: یہ حدیث سند کے لحاظ سے حسن درجہ میں داخل ہے۔ ۱

---

۱ اس حدیث کی پوری سند یہ ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بن أَحْمَدَ، ثنا عَمْرُو بن عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بن عَيَّاشٍ، عَنْ يُونُسَ بن أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بن وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: (المعجم الكبير للطبراني حواله بالا)

۲ اس روایت کے راوی معتبر اور ثقہ ہیں، اور یونس بن ابی اسحاق پر اگرچہ کلام ہے مگر ان کو حسن الحدیث قرار دیا گیا ہے، اور اسمٰعیل بن عیاش پر بھی محدثین کا کچھ کلام ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ ثقہ ہیں، البتہ شامیوں کے علاوہ دیگر حضرات سے ان کی مرویات میں اختلاط قرار دیا گیا ہے، اور اگرچہ یونس بن ابی اسحاق غیر شامی یعنی کوفی ہیں، اس لئے اس روایت میں ضعف کا شبہ ہوسکتا ہے، مگر کیونکہ یہ روایت دیگر معتمد مرویات (بالخصوص اس سے ماقبل کی روایت) کے موافق ہے، اس لئے دیگر مؤیدات کے پیشِ نظر اس روایت میں اختلاط کی جرح مؤثر معلوم نہیں ہوتی۔

مذکورہ روایت کے راویوں پر کلام کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(۱)...... (عبدان بن أحمد) من الحفاظ المشهورين (السلسلة الصحيحة للالباني تحت حديث رقم ۳۲۹۸)

عبدان بن أحمد ثقة حافظ مشهور (ايضاً تحت حديث رقم ۳۳۸۵)

(۲)...... عمرو بن عثمان *(د، س، ق) ابن سعيد بن كثير بن دينار، الحافظ الثبت، أبو حفص الحمصي، مولى قريش (سير اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۳۰۵)

(۳)...... إسماعيل بن عياش (د، ت، س، ق) ابن سليم، الحافظ الامام محدث الشام، بقية الاعلام، أبو عتبة............وهو فيه كثير الغلط بخلاف أهل بلده، فإنه يحفظ حديثهم، ويكاد أن يتقنه، إن شاء الله (سير اعلام النبلاء ج۸ ص ۳۱۱، ۳۱۲)

إسماعيل بن عياش بن سليم العنسي بالنون أبو عتبة الحمصي صدوق في روايته عن أهل بلده مخلط في غيرهم من الثامنة مات سنة إحدى أو اثنتين وثمانين وله بضع وسبعون سنة (تقريب التهذيب ج ۱ ص ۹۸)

رواه الطبراني في الكبير والاوسط فيه اسماعيل ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بارھویں روایت

(۱۲)......اور ایک روایت میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے:
فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ قَامَ وَكَبَّرَ ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا بِأُذُنَيْهِ ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى ، وَالرُّسْغِ مِنَ السَّاعِدِ (السنن الكبرىٰ للبيهقي ، كتاب الصلاة، باب وضع اليد اليمنى على اليسرى في الصلاة)

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ کی طرف دیکھا، آپ کھڑے ہوئے، اور آپ نے تکبیرِ تحریمہ کہی، اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دونوں کانوں تک اٹھائے، پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر اور بازو کے گٹے پر رکھا (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت کی سند بھی درست ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ بن عياش وفيه كلام وقد وثق(مجمع الزوائد ج۳ص ۲۰)
إسماعيل بن عياش ضعفه قوم ووثقه آخرون (فيض القدير للمناوى، حديث نمبر ۳۶۱۲)
وقال المنذرى :متنه حسن وشواهده كثيرة (ايضاً، حديث نمبر ۸۷۵۸)
وقد وثقه ابن حبان و أبو عمران صالح الحديث قاله أبو حاتم (المحرر فى الحديث لابن عبد الهادى، حديث نمبر ۱۲۸۸)
(۴)...... يونس بن أبى إسحاق عمرو بن عبدالله الهمدانى السبيعى الكوفى، محدث الكوفة، أبو إسرائيل، وابن محدثها، ووالد الحافظين :إسرائيل وعيسى، وأخو إسحاق، وعم يوسف بن إسحاق . كان أحد العلماء الصادقين، يعد فى صغار التابعين ...... قلت : ابناه أتقن منه، وهو حسن الحديث(سيراعلام النبلاء ج۷ص ۲۶)
ابواسحاق اور عبدالجبار اور حضرت وائل کے بارے میں بحث اس سے پہلی روایت کے ذیل میں گزر چکی۔

[1] مندرجہ بالا روایت کی سند یہ ہے:
وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ :أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيُّ الخ
ابوعبداللہ تو جلیل القدر حافظ الحدیث ہیں، اور ابوالحسن احمد بن محمد عنزی، عثمان بن سعید اور عبداللہ بن رجاء بھی معتبر راوی ہیں اور ان کے بعد کے راویوں پر کلام پہلے گزر چکا ہے۔
(۱)...... الطرائفى .الشيخ المسند الأمين، أبو الحسن أحمد بن محمد بن عبدوس بن سلمة، العنزى النيسابورى الطرائفى......قال الحاكم :كان صدوقا(سيراعلام النبلاء ج۱۵ص ۵۱۹، ۵۲۰)
﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

تیرہویں روایت

(۱۳)......اور صحیح ابنِ حبان کی ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَـنَـظَـرْتُ إِلَيْـهِ حِيْنَ قَامَ ، فَكَبَّرَ ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ ، ثُمَّ وَضَعَ يَـدَهُ الْيُـمْـنٰى عَـلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى ، وَالرُّسْغِ ، وَالسَّاعِدِ (صحيح ابن حبان، حديث نمبر ۱۸۶۰)

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ کی طرف دیکھا، آپ کھڑے ہوئے، پھر آپ نے تکبیرِ تحریمہ کہی، اور اپنے دونوں ہاتھ دونوں کانوں تک اٹھائے، پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی پشت اور گٹے اور بازو پر رکھا (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت کے تمام راوی معتبر ہیں، اور اس روایت کی سند صحیح ہے۔ لے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(۲)...... الدارمی *عثمان بن سعيد بن خالد بن سعيد :الامام، العلامة، الحافظ، الناقد، شيخ تلك الديار، ابو سعيد، التميمي، الدارمي، السجستاني، صاحب "المسند الكبير والتصانيف.(سيراعلام النبلاء ج۱۳ ص۳۱۹)

(۳)...... عبد الله بن رجاء بن عمر ، ويقال :ابن المثنى ، الغدانى ، أبو عمر ، ويقال : ابو عمرو ، البصرى......قال عثمان بن سعيد الدارمی ، عن يحيى بن معين :كان شيخا صدوقا ، لا بأس به (سيراعلام النبلاء ج۱۰ ص۴۹۵)

عبد الله بن رجاء الحافظ الثقة أبو عمرو الغدانى البصرى (تذكرة الحفاظ ج۱ ص۴۰۴)

لغدانی البصری عبد الله بن رجاء الغدانى البصرى، أبو عمرو .روى عنه البخارى وابن ماجة، وروى النسائی وابن ماجة بواسطةٍ عنه وإبراهيم الحربى .قال أبو حاتم :ثقةٌ رضيٌ .وتوفى سنة عشرين ومائتين(الوافى بالوفيات للصفدى ج۵ ص۳۸۷)

لے س روایت کی پوری سند یہ ہے:

خبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْحُبَابِ ، قَالَ :حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ ، قَالَ :حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ ، قَالَ :حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ ، قَالَ :حَدَّثَنِي أَبِي ، أَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيَّ ، خبَرَهُ قَالَ :قُلْتُ :لَأَنْظُرَنَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّى ،فَنَظَرْتُ لخ (صحيح ابن حبان حواله بالا)

صحیح ۔ن حبان کی روایت کے راویوں کے بارے میں کلام درجِ ذیل ہے:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعینہٖ مذکورہ الفاظ کے ساتھ ابنِ خزیمہ نے بھی اپنی سند کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے۔
(ملاحظہ ہو: صحیح ابن خزیمة، باب وضع بطن الكف اليمنى على كف اليسرى والرسغ والساعد جميعا، حديث نمبر ۴۶۴)
اور ابنِ خزیمہ کی روایت کی سند بھی درست ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(۱)......أبو خليفة الامام العلامة، المحدث الاديب الاخبارى، شيخ الوقت، أبو خليفة، الفضل بن الحباب، واسم الحباب: عمرو بن محمد بن شعيب، الجمحى البصرى الاعمى ...... وكان ثقة صادقا مأمونا (سير اعلام النبلاء للذهبى ج۱۴ ص۷)

(۲)......أبو الوليد الطيالسى (ع) هشام بن عبدالملك، الامام الحافظ الناقد، شيخ الاسلام أبو الوليد الباهلى، مولاهم البصرى، الطيالسى (سير اعلام النبلاء للذهبى ج۱۰ ص۳۴۱)

(۳)......زائدة بن قدامة الثقفى، أبو الصلت الكوفى (تهذيب الكمال ج۹ ص۲۷۳)
زائدة بن قدامة الثقفى أبو الصلت الكوفى ثقة ثبت صاحب سنة من السابعة مات سنة ستين وقيل بعدها (تقريب التهذيب ج۱ ص۳۰۷)

(۴)......عاصم بن كليب بن شهاب ابن المجنون الجرمى الكوفى......قال أبو بكر الأثرم، عن أحمد بن حنبل: لا بأس بحديثه. وقال أحمد بن سعد بن أبى مريم، عن يحيى بن معين: ثقة. وكذلك قال النسائى. وقال أبو حاتم: صالح. (تهذيب الكمال ج۱۳ ص۵۳۷)

(۵)......كليب بن شهاب الجرمى والد عاصم بن كليب يقال إن له صحبة (ثقات ابن حبان ج۳ ص۳۵۶)
كليب بن شهاب الجرمى عن أبيه وعمر وعدة وعنه ابنه عاصم وغيره وثق (من له رواية فى الكتب الستة، ج۲ ۱۴۹۱، تحت رقم الترجمة ۴۶۷۱)

[1] صحیح ابنِ خزیمہ کی روایت کی سند یہ ہے:
نا محمد بن يحيى، نا معاوية بن عمرو، نا زائدة، نا عاصم بن كليب الجرمى، حدثنى أبى أن وائل بن حجر أخبره قال: (صحيح ابن خزيمة، حواله بالا)
اس سند میں مذکور محمد بن یحیٰی اور معاویہ بن عمرو جلیل القدر، حافظ الحدیث ہیں، اور باقی راویوں کے بارے میں کلام پہلے گزر چکا ہے۔
(۱)......محمد بن يحيى بن عبدالله بن خالد بن فارس بن ذؤيب، الامام العلامة الحافظ البارع، شيخ الاسلام، وعالم أهل المشرق، وإمام أهل الحديث بخراسان، أبو عبد الله الذهلى مولاهم، النيسابورى. مولده سنة بضع وسبعين ومئة (سير اعلام النبلاء ج۱۲ ص۲۷۳)
(۲)......معاوية بن عمرو (ع) ابن المهلب بن عمرو، الامام الحافظ الصادق أبو عمرو الازدى المعنى البغدادى (سير اعلام النبلاء ج۱۰ ص۲۱۴)

مطلب یہ ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی پشت پر اس طریقہ سے تھا کہ گٹے اور بازو کے کچھ حصہ تک پہنچا ہوا تھا۔ ۱

۔۔ س کی شکل یہ ہوتی ہے کہ بائیں ہاتھ کی پشت اور گٹے پر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی اور دائیں ہاتھ کی ۔ٹھی بائیں ہاتھ کے گٹے سے آگے کچھ بازو پر رکھی ہوئی ہوں۔

ن احادیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ دونوں ہاتھ کہنیوں تک پہنچا کر کہنیوں کو پکڑ لیتے ہیں، ان کا یہ عمل سنت کے صریح خلاف ہے۔

۔۔ زیں یہ طریقہ تواضع والا نہیں ہے، بلکہ متکبرین کا طریقہ ہے، اور نماز میں اللہ تعالیٰ کے حضور تواضع اختیار کرنے کا حکم ہے، اس لئے بھی یہ طریقہ درست نہیں ہے۔

فقہائے احناف کی احادیث پر عمل کی عمدہ تطبیق

معلوم رہے کہ گزشتہ بعض احادیث میں بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑنے اور بعض احادیث میں ۔ئیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا ذکر ہے۔

۔ ے فقہائے کرام نے دونوں قسم کی احادیث پر عمل کی جو صورت راجح قرار دی ہے وہ یہ ہے کہ ۔ئیں ہاتھ کی ہتھیلی اور درمیان کی تین انگلیوں کو تو بائیں ہاتھ پر رکھ دیا جائے (اس سے دائیں ہاتھ ۔۔ئیں ہاتھ پر رکھنے والی احادیث پر عمل ہو جائے گا)

۔۔ ئیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑ لیا جائے (اس سے بائیں ۔تھ کو پکڑنے والی احادیث پر عمل ہو جائے گا)

نہ بعض حضرات کا اس طریقہ کو احادیث اور سنت کے خلاف قرار دینا درست نہیں۔ ۲

---

۱ ۔ فيه على ذراعه أبهم موضعه من الذراع وفي حديث وائل عند أبي داود والنسائي ثم وضع يده اليمنى على ظهر كفه اليسرى والرسغ والساعد وصححه ابن خزيمة وغيره واصله في صحيح ۔۔۔ دون الزيادة والرسغ بضم الراء وسكون السين المهملة بعدها معجمة هو المفصل بين ۔۔۔ والكف (فتح البارى -لابن حجر ،باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة)

۲ ۔ مستورات تو صرف ہتھیلی پر ہتھیلی رکھنے پر اکتفاء کرنا چاہیے، کیونکہ انہیں نماز میں ضم اور ملنے اور جسم کے حصوں کو سکیڑ ۔ے کا حکم ہے، اس میں ان کے لیے پردہ کی زیادہ رعایت ہے ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے فقہائے کرام نے اس سلسلہ میں پائی جانے والی مختلف احادیث وروایات کو ممکنہ حد تک قابلِ عمل بنایا ہے۔

اور کسی ایک قسم کی احادیث کو مہمل نہیں چھوڑا، اور مختلف قسم کی احادیث میں تطبیق کا یہ اصول ہمارے فقہائے کرام کے نزدیک بہت اہمیت رکھتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

(اس کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ ''مرد وعورت کی نماز میں فرق کا ثبوت'' میں کردی ہے)

وَأَمَّا صِفَةُ الْوَضْعِ فَفِي الْحَدِيثِ الْمَرْفُوعِ لَفْظُ الْأَخْذِ ، وَفِي حَدِيثِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ لَفْظُ الْوَضْعِ وَاسْتَحْسَنَ كَثِيرٌ مِنْ مَشَايِخِنَا الْجَمْعَ بَيْنَهُمَا بِأَنْ يَضَعَ بَاطِنَ كَفِّهِ الْيُمْنَى عَلَى ظَاهِرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَيُحَلِّقَ بِالْخِنْصَرِ وَالْإِبْهَامِ عَلَى الرُّسْغِ لِيَكُونَ عَامِلًا بِالْحَدِيثَيْنِ (المبسوط للسرخسي، كتاب الصلاة، كيفية الدخول في الصلاة)

وَقَالَ مُحَمَّدٌ :يَضَعُهَا كَذَلِكَ وَيَكُونُ الرُّسْغُ وَسَطَ الْكَفِّ ، وَقِيلَ يَأْخُذُ الرُّسْغَ بِالْإِبْهَامِ وَالْخِنْصَرِ :يَعْنِي وَيَضَعُ الْبَاقِيَ فَيَكُونُ جَمْعًا بَيْنَ الْأَخْذِ وَالْوَضْعِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ (فتح القدير، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

قوله (آخذا رسغها) أى مفصلها وهو بضم فسكون أو بضمتين كما فى القاموس قوله (بخنصره وإبهامه) أى يحلق الخنصر والإبهام على الرسغ ويبسط الأصابع الثلاث كما فى شرح المنية ونحوه فى البحر والنهر والمعراج والكفاية والفتح والسراج وغيرها وقال فى البدائع ويحلق إبهامه وخنصره وبنصره ويضع الوسطى والمسبحة على معصمه وتبعه فى الحلية ومثله فى شرح الشيخ إسماعيل عن المجتبى قوله (هو المختار) كذا فى الفتح والتبيين وهذا ما استحسنه كثير من المشايخ ليكون جامعا بين الأخذ والوضع المرويين فى الأحاديث وعملا بالمذهب احتياطا كما فى المجتبى وغيره قال سيدى عبد الغنى فى شرح هدية ابن العماد وفى هذا نظر لأن القائل بالوضع يريد وضع الجميع والقائل بالأخذ يريد أخذ الجميع فأخذ البعض ووضع البعض ليس أخذا ولا وضعا بل المختار عندى واحد منهما موافقة للسنة اهـ قلت وهذا البحث منقول ففى المعارج بعد نقله ما مر عن المجتبى والمبسوط والظهيرية وقيل هذا خارج عن المذاهب والأحاديث فلا يكون العمل به احتياطا اهـ ثم رأيت الشرنبلالى ذكر فى الإمداد هذا الاعتراض ثم قال قلت فعلى هذا ينبغى أن يفعل بصفة أحد الحديثين فى وقت وبصفة الآخر فى غيره ليكون جامعا بين المرويين حقيقة اهـ أقول يرد عليه أنه فى كل وقت عمل بأحدهما يكون تاركا فيه العمل بالآخر والوارد فى الأحاديث ذكر فى بعضها الوضع وفى بعضها الأخذ بلا بيان الكيفية والذى استحسنه المشايخ فيه العمل بهما جميعا إذ لا شك أن فى الأخذ وضعا وزيادة والقاعدة الأصولية أنه متى أمكن الجمع بين المتعارضين ظاهرا لا يعدل عن أحدهما فتأمل (ردالمحتار، ج ۱ ص ۴۸۷، كتاب الصلاة، مطلب بيان المتواتر والشاذ)

(۲)

نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے یا اوپر رکھنے کی تحقیق

حضور ﷺ سے براہِ راست قولی طریقہ پر نماز میں ہاتھوں کے ناف کے اوپر یا نیچے باندھنے کا حکم منقول نہیں۔

ور صحابۂ کرام، تابعین اور اتباعِ تابعین نیز فقہائے کرام میں سے بعض حضرات ناف سے نیچے اور بعض حضرات ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔

م ترمذی رحمہ اللہ نے اسی وجہ سے فرمایا کہ اس مسئلہ میں گنجائش ناف سے اوپر اور نیچے دونوں کی پئی جاتی ہے۔

چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِيْنِهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَغُطَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ حَدِيْثُ هُلْبٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ يَرَوْنَ أَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ يَمِيْنَهُ عَلٰى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ وَرَاٰى بَعْضُهُمْ أَنْ يَّضَعَهُمَا فَوْقَ السُّرَّةِ وَرَاٰى بَعْضُهُمْ أَنْ يَّضَعَهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ وَكُلُّ ذٰلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ (ترمذی، باب ما جاء فی وضع الیمین علی الشمال فی الصلاۃ)

ترجمہ: قبیصہ بن ہلب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہماری امامت فرماتے تھے، تو اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیا کرتے تھے اور اس باب میں حضرت وائل بن حجر، سے اور غطیف بن حارث سے اور ابنِ عباس

سے اور ابنِ مسعود سے اور سہل بن سعد سے احادیث مروی ہیں، اور ھلب کی (مذکورہ) حدیث ''حسن'' ہے، اور اسی پر نبی علیہ السلام کے صحابۂ کرام، اور تابعین اور ان کے بعد کے اہلِ علم (تبع تابعین) حضرات کا عمل ہے، جو یہ فرماتے ہیں کہ آدمی نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے۔

اور ان (صحابہ، تابعین، اور تبعِ تابعین) میں سے بعض اہلِ علم حضرات ہاتھوں کو ناف کے اوپر اور بعض ناف کے نیچے رکھنے کے قائل ہیں، اور ان سب (یعنی ناف سے اوپر اور نیچے ہاتھ رکھنے) کی ان کے نزدیک گنجائش ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ کے مذکورہ کلام سے معلوم ہوا کہ بعض صحابہ، وتابعین اور ان کے بعد کے اہلِ علم حضرات ناف کے اوپر اور بعض ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔

اور صحابۂ کرام اور ان کے بعد کے اہلِ علم حضرات کا اس مسئلہ میں اختلاف رائے کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام سے قولاً وفعلاً دونوں صورتیں اخذ کی ہیں۔

چنانچہ محدث شیخ مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَلَيْسَ هٰذَا الْإِخْتِلَافُ بَيْنَ الصَّحَابَةِ إِلَّا لَمَّا رَأَوْا مِنَ الْإِخْتِلَافِ فِيْ فِعْلِهٖ ﷺ اَوْ لِثُبُوْتِ حَدِيْثِ الْجَانِبَيْنِ عِنْدَهٗ ، وَلَوْ ثَبَتَ عِنْدَهُمُ الْوَضْعُ فَوْقَ السُّرَّةِ فَقَطْ، لَاقْتَصَرُوْا عَلَيْهِ كُلُّهُمْ (درهم الصرة فی وضع الیدین تحت السرة، ص ۸۲، مطبوعه: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیه، کراچی)

ترجمہ: پس صحابۂ کرام کے درمیان یہ اختلاف صرف اسی وجہ سے ہوا کہ یا تو انہوں نے نبی علیہ السلام کے فعل کو مختلف دیکھا، یا پھر ان کے نزدیک دونوں طرح کی حدیثیں ثابت ہوں گی، ورنہ اگر صرف ناف کے اوپر کی حدیث ہی ثابت ہوتی تو سب اسی پر اکتفاء کرتے (ترجمہ ختم)

اور ناف سے نیچے اور ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے میں کوئی زیادہ فرق بھی نہیں ہے۔ اس لئے یہ اختلاف کوئی بڑا اختلاف نہیں ہے۔

(جس کی تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ آگے ذکر کی جائے گی)

نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے یا اوپر رکھنے کے متعلق فقہاء کے اقوال

فقہائے کرام میں سے امام مالک رحمہ اللہ تو نماز میں ہاتھوں کے ارسال (یعنی ہاتھ باندھے بغیر نیچے کو چھوڑے رکھنے) کے قائل ہیں، جبکہ جمہور فقہاء نماز میں ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔

جمہور فقہائے کرام کی متدل چند احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔

پھر جمہور فقہائے کرام میں سے امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ سے نماز میں ہاتھ رکھنے کی جگہ کے سلسلہ میں مختلف روایات مروی ہیں، ایک روایت ناف کے نیچے، دوسری ناف کے اوپر اور تیسری دونوں کے درمیان اختیار ہونے کی مروی ہے، لیکن بقول بعض مشہور روایت ان سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی ہے، اور اس روایت کو علامہ ابنِ قیم جوزی وغیرہ نے زیادہ صحیح قرار دیا ہے، اور بیشتر حنبلی حضرات نے اسی کو اختیار فرمایا ہے، اور امام احمد سے سینے پر ہاتھ باندھنے کے عمل کا مکروہ ہونا بھی مروی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ اور بعض مالکی حضرات ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں، البتہ شوافع میں سے اسحاق مروزی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔

نیز حضرت سفیان ثوری اور اسحاق بن راہویہ بھی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔ [1]

---

[1] وروی عن سعید بن جبیر أنه قال :فوق السرة ، وقال أحمد بن حنبل :فوق السرة قلیلا ، وإن کانت تحت السرة فلا بأس .وقال آخرون :وضع الأیدی علی الأیدی تحت السرة ، روی هذا القول عن علی بن أبی طالب ، وأبی هریرة ، وإبراهیم النخعی ، وأبی مجلز(الاوسط لابن المنذر در تحت حدیث نمبر ۱۲۴۱ ، کتاب صفة الصلاة، ذکر وضع بطن کف الیمنی علی ظهر کف الیسری والرسغ والساعد جمیعا)

مذهب ابی حنیفة وسفیان الثوری وابن راهویه وابی اسحاق المروزی من الشافعیة تحت السرة ، وعند الشافعی تحت صدره، کما فی الوسیط وعامة کتب الشافعیة ، وهی المذکورة فی الام وهی المعمولة والمختارة عند اصحابه ، وهی روایة عن مالک ایضا ، او علی صدره کما فی الحاوی وهی روایة النادرة، وعن احمد روایتان کالمذهبین ، وثالثة فی التخییر وجعل ابن هبیرة الروایة المشهورة عن احمد مذهب امامنا ابی حنیفة ، افاده شیخنا فی تعلیقاته ،قال وکذا فی المیزان، وفیه واختارها الخرقی ، وقال ابوالطیب المدنی ، قال الترمذی لم یأخذ احد من الاربعة بالوضع علی الصدر(معارف السنن ج۲ ص۴۳۶، باب ماجاء فی وضع الیمین علی الشمال فی الصلاة، مطبوعة: المکتبة الرشیدیة ،کراتشی)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے مرد حضرات کے حق میں تواضع اور عاجزی کے اصول کو ملحوظ رکھتے ہوئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایات کو راجح قرار دیا ہے، اور عورتوں کے حق میں ستر اور پردہ کے اصول کو ملحوظ رکھتے ہوئے سینہ پر ہاتھ باندھنے کی روایت کو راجح قرار دیا ہے۔

اور اس طرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ترجیح وتطبیق دونوں اصولوں کو بروئے کار لائے، اور دونوں قسم کی روایات کو معمول بہا بنایا، اور کسی ایک قسم کی روایات کو بالکلیہ مہمل نہیں چھوڑا۔

(مزید تفصیل روایات کے بعد آرہی ہے)

فقہ حنفی کی عبارات

نماز کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور بندے کی طرف سے تواضع پر ہے۔

لہٰذا ہاتھ باندھنے کی جو حالت تواضع کے زیادہ قریب ہوگی، اور اس میں غیروں کے ساتھ مشابہت بھی نہ ہوگی، اس پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہوگا، اور یہ بات حدیث سے بھی معلوم ہوتی ہے۔

(۱)......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد، امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَنِيْفَةَ ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَمِدُ بِإِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى فِي الصَّلَاةِ ، يَتَوَاضَعُ لِلّٰهِ تَعَالٰى قَالَ مُحَمَّدٌ :وَيَضَعُ بَطْنَ كَفِّهِ الْأَيْمَنِ عَلٰى رُسْغِهِ الْأَيْسَرِ تَحْتَ السُّرَّةِ فَيَكُوْنُ الرُّسْغُ فِيْ وَسْطِ الْكَفِّ (كتاب الآثار ص ٢٤، حديث نمبر ١٢٠، باب الصلاة قاعدا والتعمد على شيئ او يصلي الى ستره)

ترجمہ: ہمیں امام ابوحنیفہ نے خبر دی، حضرت ابراہیم نخعی سے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنے ایک (یعنی دائیں) ہاتھ کو دوسرے (یعنی بائیں) ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع (وعاجزی) اختیار کرتے ہوئے رکھ لیا کرتے تھے۔

امام محمد نے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے اندرونی حصے کو بائیں ہاتھ کے گٹے پر ناف کے نیچے رکھ لے، جس سے اس کے بائیں ہاتھ کا گٹا دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے

درمیان میں آ جائے گا (ترجمہ ختم)

فائدہ: کیونکہ ناف کے نیچے مذکورہ طریقہ پر ہاتھ رکھنے میں بندے کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور زیادہ تواضع وعاجزی اور اللہ تعالیٰ کی زیادہ تعظیم پائی جاتی تھی، اس لیے ہمارے فقہاء نے اس طریقے کو ترجیح دی۔

(امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے حوالے سے یہ حدیث اور اس کے مرسل ہونے کے باوجود حجت ہونے کی بحث آگے آ رہی ہے)

(۲)......امام محمد رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں کہ:

يَنْبَغِي لِلْمُصَلِّيْ إِذَا قَامَ فِيْ صَلَاتِهٖ أَنْ يَّضَعَ بَاطِنَ كَفِّهِ الْيُمْنٰى عَلٰى رُسْغِهِ الْيُسْرٰى تَحْتَ السُّرَّةِ ، وَيَرْمِيْ بِبَصَرِهٖ إِلٰى مَوْضِعِ سُجُوْدِهٖ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ (الموطا للإمام محمد بن الحسن، باب وضع اليمين على اليسار فى الصلاة، درذيل حديث نمبر ۲۹۰)

ترجمہ: نماز پڑھنے والے کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ جب نماز میں کھڑا ہو تو اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کا اندرونی حصہ اپنے بائیں ہاتھ کے گٹے پر ناف کے نیچے رکھ لے، اور (کھڑے ہونے کی حالت میں) اپنی نظر کو اپنے سجدہ کی جگہ رکھے، اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے (ترجمہ ختم)

(۳)......احناف کی کتاب بدائع الصنائع میں ہے:

وَأَمَّا مَحَلُّ الْوَضْعِ فَمَا تَحْتَ السُّرَّةِ فِيْ حَقِّ الرَّجُلِ وَالصَّدْرُ فِيْ حَقِّ الْمَرْأَةِ (بدائع الصنائع، فصل فى سنن حكم التكبير)

ترجمہ: رہا ہاتھ رکھنے کی جگہ کا معاملہ تو وہ مرد کے حق میں ناف کے نیچے اور عورت کے حق میں سینے پر ہاتھ رکھنا ہے (ترجمہ ختم)

(۴)......اور احناف کی کتاب مبسوط سرخسی میں ہے:

وَلَنَا حَدِيْثُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَمَا رَوَيْنَا وَالسُّنَّةُ إِذَا أُطْلِقَتْ تَنْصَرِفُ إِلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ثُمَّ الْوَضْعُ تَحْتَ

السُّرَّةِ أَبْعَدُ عَنِ التَّشَبُّهِ بِأَهْلِ الْكِتَابِ وَأَقْرَبُ إِلٰى سَتْرِ الْعَوْرَةِ فَكَانَ أَوْلٰى

(المبسوط للسرخسي، كتاب الصلاة، كيفية الدخول في الصلاة)

ترجمہ: اور ہماری دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے (جس میں ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کو سنت فرمایا گیا ہے) جیسا کہ ہم نے نقل کیا؛ اور سنت کا لفظ جب (مطلق) بولا جائے تو اس سے رسول اللہ ﷺ کی سنت مراد ہوا کرتی ہے، پھر ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے میں اہلِ کتاب کے ساتھ تشبہ سے بھی حفاظت پائی جاتی ہے، اور سترِ عورت وشرمگاہ کو چھپانے کی بھی زیادہ رعایت پائی جاتی ہے، اس لیے ناف سے نیچے ہاتھ رکھنا بہتر ہے (ترجمہ ختم) [1]

(۵)...... نیز احناف ہی کی کتاب تبیین الحقائق میں ہے:

وَلَنَا حَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ ؛ وَلِأَنَّهُ أَقْرَبُ إِلَى التَّعْظِيمِ كَمَا بَيْنَ يَدِي الْمُلُوكِ وَوَضْعُهَا عَلَى الْعَوْرَةِ لَا يَضُرُّ فَوْقَ الثِّيَابِ فَكَذَا بِلَا حَائِلٍ ؛ لِأَنَّهَا لَيْسَ لَهَا حُكْمُ الْعَوْرَةِ فِي حَقِّهِ وَلِهٰذَا تَضَعُ الْمَرْأَةُ يَدَيْهَا عَلٰى صَدْرِهَا وَإِنْ كَانَ عَوْرَةً (تبيين الحقائق، سنن الصلاة)

ترجمہ: اور ہماری دلیل حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ سنت دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے، اور (دوسرے) اس لیے بھی کہ ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا تعظیم کے بھی زیادہ قریب ہے، جیسا کہ بادشاہوں کے سامنے

---

[1] اور احناف ہی کی کتاب الجوہرۃ النیرۃ میں ہے:

(قَوْلُهُ : وَيَعْتَمِدُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى) وَقَالَ مَالِكٌ يُرْسِلُ يَدَيْهِ لَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاظَبَ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَضَعَ الْمُصَلِّيْ يَمِينَه عَلَى شِمَالِهِ تَحْتَ السُّرَّةِ فِي الصَّلَاةِ (الجوهرة النيرة، باب صفة الصلاة)

ترجمہ: اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے، اور امام مالک نے فرمایا کہ ارسال کرے، اور ہماری دلیل نبی ﷺ کی ہاتھ باندھنے پر مواظبت (اور ہمیشگی) کا عمل ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے (ترجمہ ختم)

بھی (یہی طریقہ تعظیم کا رائج ہے) اور ہاتھ کا ستر پر کپڑے کے اوپر سے رکھنا مضر نہیں ہے، پس اسی طریقہ سے بغیر کپڑے کے حائل کے بھی مکروہ نہیں ہے، اس لیے کہ خود آدمی کے اپنے حق میں اس (ناف کے نیچے والے حصہ کے) ستر ہونے کا حکم نہیں ہے، اور اسی وجہ سے عورت اپنے ہاتھوں کو اپنے سینے پر رکھے گی، اگرچہ اس (عورت) کے حق میں یہ (سینہ) ستر ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ بعض حضرات کا مرد کے حق میں ناف سے نیچے ہاتھ رکھنے کو اس وجہ سے منع کرنا کہ ناف کے نیچے والا حصہ تو ستر میں داخل ہے، یہ وجہ ممنوع ہونے کی نہیں بن سکتی، کیونکہ خود اپنے ہاتھ رکھنے کے اعتبار سے یہ حصہ ستر کا حکم نہیں رکھتا، جس طرح عورت اپنے سینہ پر ہاتھ باندھے گی، حالانکہ عورت کا سینہ بھی ستر میں داخل ہے۔

ہمارے فقہ حنبلی کی کتب کے حوالہ سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر اس کے ستر والا حصہ ہونے کے شبہ کا ایک اور عمدہ جواب آتا ہے۔

(۲)......محدث شیخ مخدوم محمد ہاشم سندھی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَجَعْنَا اِلَى الْكَلَامِ فِى التَّرْجِيْحِ لَايَخْفٰى اَنَّ الْمُجْتَهِدِيْنَ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰى لَمَّا وَجَدُوْا الْاَحَادِيْثَ فِى الْبَابِ مُتَعَارِضَةً رَجَّحُوْا بَيْنَهَا بِوُجُوْهٍ كَثِيْرَةٍ، فَنُقِلَ بَعْضٌ مِنْهَا فِىْ كُتُبِ اَتْبَاعِهِمْ،فَرَجَّحَ الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ اَبُوْحَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى وَضْعَ الْيَدَيْنِ تَحْتَ السُّرَّةِ بِكَوْنِهٖ هَيْئَةَ التَّوَاضُعِ وَالتَّعْظِيْمِ.

وَلِهٰذَا كَانَ مَعْهُوْدًا عِنْدَالْقِيَامِ بَيْنَ يَدَىِ الْمُلُوْكِ وَالْاُمَرَاءِ، فَيَنْبَغِىْ اَنْ يَّكُوْنَ هُوَ الْمَنْدُوْبُ حَالَةَ الْقِيَامِ بَيْنَ يَدَىِ اللهِ تَعَالٰى سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى.

وَبِاَنَّ فِيْهِ التَّحَرُّزَ عَنِ التَّشَبُّهِ بِاَهْلِ الْكِتَابِ فَاِنَّهُمْ يَضَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ عَلٰى صُدُوْرِهِمْ فِىْ حَالَةِ صَلَاتِهِمْ. كَمَا يَضَعُوْنَهَا عَلَيْهِ بَعْدَ مَوْتِهٖ .

فَكَانَ مَا فِيْهِ التَّحَرُّزَ اَوْلٰى .وَبِاَنَّ الْوَارِدَ فِىْ جَانِبِ الْوَضْعِ تَحْتَ السُّرَّةِ

لَفظَةُ "اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ كَذَا" وَالنُّصُوصُ الْوَارِدَةُ فِي الْوَضعِ عَلَى الصَّدْرِ لَيسَ فِيهَا ذٰلِكَ، وَاِنَّمَا هِيَ وَقَائِعُ اَحْوَالٍ لَاعُمُوْمَ لَهَا اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْوُجُوهِ الَّتِىْ ذَكَرْنَا بَعْضَهَا فِىْ دِرْهَمُ الصُّرَّةِ مِنْ قَبْلُ (درهم الصرة فی وضع الیدین تحت السرة، ص۸۷ و ص۸۸ من منشورات ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة، کراتشی، باکستان)

ترجمہ: ہم ترجیح دینے کے کلام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

یہ بات مخفی نہیں ہے کہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ نے جب اس باب میں متعارض احادیث کو پایا، تو انہوں نے ان کے درمیان بہت سی وجوہات کے پیش نظر ترجیح کو اختیار کیا۔

پس ان میں سے بعض وجوہات ان کے متبعین کی کتب میں منقول ہیں، اور امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے دونوں ہاتھ ناف سے نیچے رکھنے کو تواضع اور تعظیم کی حالت ہونے کی وجہ سے ترجیح دی، اور اسی وجہ سے بادشاہوں اور امیروں کے سامنے (تعظیماً) اس طرح (ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر) کھڑا ہونا رائج ہے۔

پس مناسب ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سامنے بھی (بدرجہ اولیٰ) اسی طرح (تواضع کی حالت میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر) کھڑا ہونا مستحب ہو، اور (دوسرے) اس لیے بھی کہ اس طریقہ میں اہلِ کتاب کے ساتھ تشبہ سے بھی حفاظت ہے، کیونکہ وہ اپنی نماز کی حالت میں اپنے ہاتھوں کو سینہ پر رکھتے ہیں، جیسا کہ مرنے کے بعد بھی (میت کے ہاتھ سینے پر ہی) رکھتے ہیں، پس جس طریقہ میں ان کے طریقہ سے حفاظت ہو، وہ بہتر ہے۔

اور (تیسرے) اس لیے بھی کہ ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کے بارے میں (حضرت علی وابوہریرہ کی روایت میں) سنت ہونے کا لفظ آیا ہے، اور سینہ پر ہاتھ رکھنے کے بارے میں یہ لفظ نہیں آیا۔

بلکہ وہ تو احوال کا واقعہ ہے، جس کو عموم نہیں ہوتا، اور اس کے علاوہ بھی ترجیح کی اور

وجوہات ہیں، جن میں سے بعض کا ذکر ہم نے اس سے پہلے ''درہم الصرة'' میں کر دیا ہے۔ (ترجمہ ختم)

فائدہ: شیخ محدث مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ کی مزید تحقیق روایات و آثار کے بعد آرہی ہے۔

فقہ حنبلی کی عبارات

(۱) ......ابو یعقوب اسحاق بن منصور بن بہرام کوسج تمیمی مروزی (المتوفی ۲۵۱ھ) فرماتے ہیں:

قُلْتُ :أَيْنَ يَضَعُ يَمِينَهُ عَلٰى شِمَالِهٖ؟ قَالَ :كُلُّ هٰذَا عِنْدِيْ وَاسِعٌ قُلْتُ :إِذَا وَضَعَ يَمِينَهُ عَلٰى (شِمَالِهٖ) أَيْنَ (يَضَعُهُمَا) قَالَ :فَوْقَ السُّرَّةِ وَتَحْتَهُ ، كُلُّ هٰذَا وَاسِعٌ كُلُّ هٰذَا لَيْسَ بِذَاكَ .قَالَ (إِسْحَاقُ) كَمَا قَالَ تَحْتَ السُّرَّةِ أَقْوٰى فِي الْحَدِيْثِ وَأَقْرَبُ إِلَى التَّوَاضُعِ (مسائل الإمام أحمد بن حنبل و ابن راهويه ، ج ا ص ۱۳۹، مسئله نمبر ۲۱۱)

ترجمہ: میں نے کہا کہ اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر کہاں رکھے گا؟ تو امام احمد نے فرمایا کہ میرے نزدیک اس سب (یعنی ناف سے نیچے و اوپر) کی گنجائش ہے، میں نے کہا اور جب اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے گا تو کس جگہ رکھے گا؟ تو امام احمد نے فرمایا کہ ناف سے اوپر اور نیچے، اس سب کی گنجائش ہے، اور کسی میں کوئی حرج نہیں، اسحاق بن راہویہ نے امام احمد بن حنبل کی طرح ناف کے نیچے رکھنے کو اقوی فی الحدیث اور اقرب الی التواضع فرمایا ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اسحاق بن راہویہ امام بخاری، امام احمد بن حنبل، اسحاق بن منصور کوسج اور دیگر متعدد ائمہ حدیث کے شیوخ میں شمار ہوتے ہیں، اور ثقہ، حافظ و مجتہد بھی ہیں۔ [1]

---

[1] اسحاق بن إبراهيم بن مخلد الحنظلي أبو محمد بن راهويه المروزي ثقة حافظ مجتهد قرين أحمد بن حنبل ذكر أبو داوٗد أنه تغير قبل موته بيسير مات سنة ثمان وثلاثين وله اثنتان وسبعون (تقريب التهذيب ج ا ص ۷۸)

اسحٰق بن إبراهيم بن مخلد بن إبراهيم بن مطر الحنظلي ، أبو يعقوب المروزي المعروف بابن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لہٰذا حضرت اسحاق بن راہویہ کا ناف کے نیچے کی حدیث کو قوی تر اور تواضع کے زیادہ لائق قرار دینا ان کے نزدیک اس حدیث کے نقلاً وعقلاً معتبر و مستند ہونے کی دلیل ہے۔

(۲)......فقہ حنبلی کے مشہور ترجمان علامہ ابنِ قدامہ حنبلی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۸۲ھ) فرماتے ہیں:

مَسْأَلَةٌ :قَالَ :(وَيَجْعَلُهُمَا تَحْتَ سُرَّتِهِ) اِخْتَلَفَتُ الرِّوَايَةُ فِيْ مَوْضِعِ وَضْعِهِمَا ، فَرُوِيَ عَنْ أَحْمَدَ ، أَنَّهُ يَضَعُهُمَا تَحْتَ سُرَّتِهِ .رُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ عَلِيّ ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ وَأَبِيْ مِجْلَزٍ ، وَالنَّخعِيّ ، وَالثَّوْرِيّ ، وَإِسْحَاق ؛ لِمَا رُوِيَ عَنْ عَلِيّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ .رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ ، وَأَبُوْ دَاوُدَ .وَهٰذَا يَنْصَرِفُ إِلٰى سُنَّةِ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِأَنَّهُ قَوْلُ مَنْ ذَكَرْنَا مِنَ الصَّحَابَةِ . وَعَنْ أَحْمَدَ ؛ أَنَّهُ يَضَعُهُمَا فَوْقَ السُّرَّةِ .وَهُوَ قَوْلُ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، وَالشَّافِعِيّ ؛ لِمَا رَوَى وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ قَالَ (: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى صَدْرِهِ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى) . وَعَنْهُ أَنَّهُ مُخَيَّرٌ فِيْ ذٰلِكَ ؛ لِأَنَّ الْجَمِيْعَ مَرْوِيٌّ ،وَالْأَمْرُ فِيْ ذٰلِكَ وَاسِعٌ (المغنی لابن قدامة الحنبلی، ج۲ص ۳۳۱)

ترجمہ: مسئلہ: (اور دونوں ہاتھ اپنی ناف کے نیچے رکھ دے) دونوں ہاتھ رکھنے کی جگہ کے بارے میں امام احمد سے مختلف روایات مروی ہیں، ایک روایت یہ ہے کہ ناف کے نیچے رکھے، اور یہی حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما، اور (جلیل القدر

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

راهويه ، نزيل نيسابور أحد أئمة المسلمين ، وعلماء الدين ، اجتمع له الحديث ، والفقه ، والحفظ ، والصدق ، والورع ، والزهد ، ورحل إلى العراق ، والحجاز ، واليمن، والشام ، وعاد إلى خراسان ، فاستوطن نيسابور إلى أن مات بها ، وانتشر علمه عند أهلها(تهذيب الكمال ج۲ص ۳۷۳)

وعنه الجماعة سوى ابن ماجة وبقية بن الوليد ويحيى بن آدم وهما من شيوخه واحمد بن حنبل واسحاق الكوسج ومحمد بن رافع ويحيى بن معين وهؤلاء من اقرانه (تهذيب التهذيب ج۱ص ۱۹۰)

تابعین) حضرت ابومجلز، ابراہیم نخعی، اور ثوری اور اسحاق سے مروی ہے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سنت دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے، اس کو امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے، اور یہ (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد) نبی علیہ کی سنت ہونے کی طرف لوٹتا ہے، اور ایک دلیل یہ بھی ہے کہ یہ مذکورہ صحابہ کرام کا بھی قول ہے۔

اور امام احمد سے ایک روایت ناف کے اوپر ہاتھ رکھنے کی بھی ہے، اور یہ حضرت سعید بن جبیر اور امام شافعی کا بھی قول ہے، بوجہ اس کے کہ حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے، کہ میں نے نبی علیہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سینہ پر ایک دوسرے کے اوپر رکھے ہوئے تھے۔ [1]

اور امام احمد سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ نمازی کو اس میں اختیار ہے (خواہ ناف کے نیچے رکھے یا اوپر) کیونکہ یہ سب مروی ہے، اور اس معاملہ میں وسعت ہے (ترجمہ ختم)

(۳)......اور ایک مقام پر فرماتے ہیں:

فَإِذا فَرَغَ اِسْتَحَبَّ وَضْعُ يَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ لِمَا رَوَى هُلْبٌ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا فَيَأْخُذُ شِمَالَهٗ بِيَمِيْنِهٖ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَيَجْعَلُهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ لِمَا رُوِىَ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهٗ قَالَ السُّنَّةُ وَضْعُ الْكُفِّ عَلَى الْكُفِّ فِى الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وعَنْهُ فَوْقَ السُّرَّةِ وَعَنْهُ أَنَّهٗ مُخَيَّرٌ (الكافى فى فقه الإمام المبجل أحمد بن حنبل لعبد الله بن قدامة المقدسى أبو محمد، ج ۱ ص ۱۲۹)

ترجمہ: پس جب (تکبیر سے) فارغ ہوجائے، تو مستحب ہے کہ اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھے، بوجہ اس کے کہ حضرت ھلب نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ

---

[1] ... پر آگے بحث آرہی ہے کہ دوسری روایت کے پیش نظر شوافع نے ''علٰی صدرہ'' سے مراد ''عند صدرہ'' لیا ہے، اور ... ''تحت الصدر'' ہاتھ باندھنے پر استدلال کیا ہے۔

علیہ وسلم ہماری امامت فرماتے تھے، پس بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے تھے، ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔
اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھ لے، بوجہ اس کے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نماز میں سنت ہتھیلی کا ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا ہے، اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد سے ایک روایت ناف کے اوپر ہاتھ رکھنے کی ہے، اور ایک روایت میں دونوں کا اختیار ہے (ترجمہ ختم)

(۴)...... نیز نماز کے افعال کی سنتوں کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَلنَّوْعُ الثَّانِیُ سُنَنُ الْأَفْعَالِ وَھِیَ اِثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ (الیٰ ان قال) ...... وَوَضْعَ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی وَجَعَلَھُمَا تَحْتَ السُّرَّۃِ (الکافی فی فقہ الإمام المبجل احمد بن حنبل عبد اللہ بن قدامۃ المقدسی ابو محمد ج ۱ ص ۱۴۶)

ترجمہ: دوسری نوع نماز کے افعال کی سنتوں کے بیان میں ہے، اور وہ بائیس سنتیں ہیں (کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں) اور (ایک سنت) دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا، اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھنا ہے (ترجمہ ختم)

(۵)...... اور علامہ ابنِ قیم جوزی (المتوفی ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

وَاخْتُلِفَ فِیْ مَوْضِعِ الْوَضْعِ فَعَنْهُ فَوْقَ السُّرَّةِ وَعَنْهُ تَحْتَهَا وَعَنْهُ أَبُوْ طَالِبٍ سَأَلْتُ أَحْمَدَ أَيْنَ يَضَعُ يَدَهُ إِذَا كَانَ يُصَلِّيْ؟ قَالَ " :عَلَى السُّرَّةِ أَوْ أَسْفَلَ وَكُلُّ ذٰلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُ إِنْ وَضَعَ فَوْقَ السُّرَّةِ أَوْ عَلَيْهَا أَوْ تَحْتَهَا "عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ" :مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضْعُ الْأَكُفِّ عَلَى الْأَكُفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ "عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلُ تَفْسِيْرِ عَلِيٍّ إِلَّا أَنَّهُ غَيْرُ صَحِيْحٍ، وَالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ قَالَ فِيْ رِوَايَةِ الْمُزَنِيِّ : "أَسْفَلَ السُّرَّةِ بِقَلِيْلٍ وَيَكْرَهُ أَنْ يَجْعَلَهُمَا عَلَى الصَّدْرِ "وَذٰلِكَ لِمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ التَّكْفِيْرِ وَهُوَ وَضْعُ الْيَدِ

عَلَى الصَّدْرِ .مُؤَمَّلٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلٍ "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى صَدْرِهِ "فَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ سُفْيَانَ لَمْ يَذْكُرْ ذٰلِكَ، وَرَوَاهُ شُعْبَةُ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ لَمْ يَذْكُرَا خِلَافَ سُفْيَانَ (بدیع الفوائد، ج۳ص۱۳۸)

ترجمہ: ہاتھ رکھنے کی جگہ کے بارے میں اختلاف ہے، پس امام احمد سے ناف کے اوپر کی بھی روایت ہے اور ناف سے نیچے کی بھی، اور امام احمد سے ابو طالب نے روایت کیا ہے کہ میں نے امام احمد سے پوچھا کہ جب نماز پڑھے تو اپنا ہاتھ کہاں رکھے؟ تو جواب میں فرمایا کہ ناف پر یا ناف سے نیچے، اور ان کے نزدیک ہر صورت کی گنجائش ہے، خواہ ناف سے اوپر رکھے، یا خاص ناف پر، یا ناف سے نیچے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں سنت ہتھیلی کا ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا ہے اور عمرو بن مالک نے ابی الجوزاء سے اور انہوں نے ابن عباس سے حضرت علی کی تفسیر کے مثل روایت کیا ہے، مگر یہ روایت صحیح نہیں ہے، اور صحیح تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے (جو پیچھے گزری) مزنی کی روایت میں امام احمد نے فرمایا کہ ناف سے تھوڑا سا نیچے ہاتھ رکھے، اور ہاتھوں کو سینے پر رکھنا مکروہ ہے۔

اور یہ اس وجہ سے ہے کہ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے تکفیر سے منع فرمایا، اور تکفیر سے مراد ہاتھ کا سینہ پر رکھنا ہے اور مؤمل نے سفیان سے انہوں نے عاصم بن کلیب سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے وائل سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھا، اس حدیث کو عبداللہ بن ولید نے سفیان سے روایت کیا ہے، مگر اس میں اس (سینہ پر ہاتھ رکھنے) کا ذکر نہیں، اور شعبہ اور عبدالواحد نے بھی سفیان کے خلاف ذکر نہیں کیا (یعنی ان کی روایات میں بھی سینے پر ہاتھ رکھنے کا ذکر نہیں، لہٰذا مؤمل کی روایت میں سینہ پر ہاتھ رکھنے کا ذکر معتبر نہیں) (ترجمہ ختم)

فائدہ: حضرت سفیان ثوری خود بھی ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کے قائل ہیں، اس لیے مؤمل کی

روایت میں سینے پر ہاتھ رکھنے کا ذکر معتبر معلوم نہیں ہوتا، جس پر کلام آگے آتا ہے۔

(۶)......ابو القاسم عمر بن الحسین بن عبد اللہ خرقی حنبلی (متوفیٰ ۳۳۴ھ) فرماتے ہیں:

ثُمَّ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى كَوْعِهِ الْيُسْرٰى وَيَجْعَلُهُمَا تَحْتَ سُرَّتِهٖ (متن الخرقی علی مذهب ابی عبد الله احمد بن حنبل الشيبانی، ج ۱ ص ۲۲، باب استقبال القبلة)

ترجمہ: پھر اپنا داہنا ہاتھ اپنے بائیں گٹے پر رکھے، اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے (ترجمہ ختم) [۱]

---

[۱] اور خرقی کے متن کی شرح میں شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ زرکشی مصری حنبلی (المتوفی ۷۷۲ھ) فرماتے ہیں:

ثم وضع اليمنى على اليسرى ، رواه أحمد ومسلم وفي لفظ لأحمد وابي داؤد :وضع يده اليمنى على ظهر كفه اليسرى ، والرسغ والساعد .قال :ويجعلهما تحت سرته .

ش :هذا إحدى الرواية عن أحمد .لما روى أحمد ، أبو داود ، عن علی رضی الله عنه قال :من السنة وضع الأكف في الصلاة تحت السرة .والسنة المطلقة تنصرف إلى سنة رسول الله(ﷺ) (والرواية الثانية) : الأفضل جعلهما تحت صدره .لما روى قبيصة بن هلب ، عن أبيه قال :رأيت النبی يضع يده على صدره ووصف يحيى بن سعيد اليمنى على اليسرى ، فوق المفصل ، رواه أحمد (والثالثة) : التخيير بين الصفتين ، اختارها ابن أبي موسى ، وأبو البركات ، لورود الأمر بهما .قال أبو البركات :وعلى الروايات فالأمر (في الأمرين) واسع ، لا كراهة لواحد منهما (والله أعلم) (شرح الزركشی على مختصر الخرقی، ج ۱ ص ۱۷۹، باب صفة الصلاة)

ترجمہ: پھر اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ لے، اس کو احمد اور مسلم نے روایت کیا ہے، اور احمد اور ابوداؤد میں یہ ہے کہ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی اور گٹے اور بازو پر رکھے، پھر فرمایا کہ دونوں ہاتھ اپنی ناف کے نیچے رکھ لے، امام احمد سے ایک روایت یہی ہے، کیونکہ امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سنت ہتھیلی کو نماز میں ناف کے نیچے رکھنا ہے، اور سنت کا اطلاق رسول اللہ ﷺ کی سنت کی طرف لوٹتا ہے (یعنی اس سے رسول اللہ ﷺ کی سنت مراد ہوا کرتی ہے) اور دوسری روایت یہ ہے کہ افضل سینے کے نیچے (ناف کے اوپر) ہے۔ بوجہ اس کے کہ قبیصہ بن ھلب نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا ہوا تھا، اور یحییٰ بن سعید نے اس کا طریقہ دائیں کو بائیں پر اس کے جوڑ (یعنی گٹے) پر رکھنا بتلایا ہے، اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ اور تیسری روایت مذکورہ دونوں صورتوں میں اختیار ہونے کی ہے (کہ چاہے ناف کے نیچے باندھے، یا اوپر) اس کو ابن ابی موسیٰ اور ابوالبرکات نے اختیار کیا ہے، کیونکہ دونوں کے بارے میں روایت وارد ہے۔ ابوالبرکات نے فرمایا کہ ان روایات کے پیش نظر دونوں صورتوں میں وسعت ہے، دونوں میں سے کسی میں کراہت نہیں۔ واللہ اعلم (ترجمہ ختم)

(۸)......فقہ حنبلی کی مشہور کتاب ''المقنع'' میں ہے:

ثُمَّ یَضَعُ کَفَّ یَدِہِ الْیُمْنٰی عَلٰی کُوْعِ الْیُسْرٰی وَیَجْعَلُھُمَا تَحْتَ سُرَّتِہٖ (المقنع)

ترجمہ: پھر اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں گٹے پر رکھ لے، اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھ لے (ترجمہ ختم)

(۹)......اور اس کی شرح میں برہان الدین ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن مفلح حنبلی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۸۴ھ) فرماتے ہیں:

"وَیَجْعَلُھُمَا تَحْتَ سُرَّتِہٖ "فِیْ أَشْھَرِ الرِّوَایَاتِ وَصَحَّحَھَا ابْنُ الْجُوْزِیُّ وغَیْرُہٗ لِقَوْلِ عَلِیٍّ (رَضِی اللہُ عَنْہُ) مِنَ السُّنَّۃِ وَضْعُ الْیُمْنٰی عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّۃِ رَوَاہُ أَحْمَدَ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَذَکَرَ فِی التَّحْقِیْقِ أَنَّہٗ لا یَصِحُّ قِیْلَ لِلْقَاضِیْ ھُوَ عَوْرَۃٌ فَلَا یَضَعُھُمَا عَلَیْہِ کَالْعَانَۃِ وَالْفَخِذِ فَأَجَابَ بِأَنَّ الْعَوْرَۃَ أَوْلٰی وَأَبْلَغُ بِالْوَضْعِ عَلَیْہِ لِحِفْظِہٖ. وَعَنْہُ تَحْتَ صَدْرِہٖ وَفَوْقَ سُرَّتِہٖ وَعَنْہُ یُخَیَّرُ اِخْتَارَہٗ فِی الْإِرْشَادِ لِأَنَّ کُلًّا مِنْھُمَا مَأْثُوْرٌ وَظَاھِرُہٗ یُکْرَہُ وَضْعُھُمَا عَلٰی صَدْرِہٖ نَصَّ عَلَیْہِ مَعَ أَنَّہٗ رَوَاہُ (المبدع شرح المقنع لابن المفلح الحنبلی، ج ۱ ص ۳۷۹، باب صفۃ الصلاۃ)

ترجمہ: اور اپنے دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھ لے، مشہور روایت یہی ہے، اور اس روایت کو ابنِ قیم جوزی وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کی وجہ سے کہ سنت دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے، اس کو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ اور تحقیق میں ذکر کیا ہے، کہ یہ صحیح نہیں ہے، قاضی سے کہا گیا کہ ناف سے نیچے تو ستر ہے، لہٰذا اس پر ہاتھ نہیں رکھنا چاہیے، جیسا کہ ناف سے نیچے کا (پیشاب گاہ سے اوپر کا) حصہ اور ران، تو قاضی نے اس کا یہ جواب دیا کہ ناف سے نیچے کے حصہ کا ستر ہونا اس پر ہاتھ رکھنے کے زیادہ لائق ہے، تاکہ اس کی بہتر طریقہ سے حفاظت ہو (یعنی ستر اچھی طرح سے چھپ جائے) اور امام احمد سے ایک

روایت سینہ سے نیچے اور ناف سے اوپر کی بھی مروی ہے، اور ایک روایت میں (ناف سے نیچے اور اوپر کا) اختیار ہے، ارشاد میں اسی کو اختیار کیا ہے کیونکہ (ناف سے نیچے اور اوپر) دونوں منقول ہیں، اور ظاہر یہ ہے کہ سینے پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے، امام احمد نے اس کی تصریح کی ہے، باوجودیکہ اس کو روایت بھی کیا ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ امام احمد نے سینے پر ہاتھ رکھنے کی روایت بھی فرمائی ہے، لیکن اس کے باوجود سینے پر ہاتھ رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اس روایت کو قابلِ عمل نہیں سمجھا، یا اس کا مطلب کچھ اور سمجھا (مثلاً سینے سے مراد سینے کے قریب اور اس سے نیچے ہے، جیسا کہ دیگر بعض فقہاء نے بھی یہی مطلب مراد لیا ہے)

اور مندرجہ بالا عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا ستر کے اصول کے خلاف تو کیا ہوتا؟ ستر کے اصول کے تقاضے کے مطابق ہے، کیونکہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے سے ستر والا حصہ کافی حد تک مخفی ہو جاتا ہے۔ [1]

---

[1] منصور بن یونس بن ادریس بہوتی حنبلی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۰۵۱ھ) فرماتے ہیں:

ثُمَّ (وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى كَفِّهِ الْيُسْرَى ، وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ) (وَيَجْعَلُهُمَا تَحْتَ سُرَّتِهِ) رُوِىَ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِى هُرَيْرَةَ لِقَوْلِ عَلِيٍّ (مِنْ السُّنَّةِ وَضْعُ الْيُمْنَى عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ) رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُد وَذَكَرَ فِي التَّحْقِيقِ : أَنَّهُ لَا يَصِحُّ قِيلَ لِلْقَاضِي : هُوَ عَوْرَةٌ فَلَا يَضَعُهَا عَلَيْهِ كَالْعَانَةِ وَالْفَخِذِ ؟ وَأَجَابَ : بِأَنَّ الْعَوْرَةَ أَوْلَى وَأَبْلَغُ بِالْوَضْعِ عَلَيْهِ لِحِفْظِهِ (وَمَعْنَاهُ) أَيْ مَعْنَى وَضْعِ كَفِّهِ الْأَيْمَنِ عَلَى كُوعِهِ الْأَيْسَرِ وَجَعْلِهَا تَحْتَ سُرَّتِهِ : أَنَّ فَاعِلَ ذَلِكَ ذُو (ذُلٍّ بَيْنَ يَدَيْ ذِي عِزٍّ) نَقَلَهُ أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الرَّقِّيُّ . (وَيُكْرَهُ) جَعْلُ يَدَيْهِ (عَلَى صَدْرِهِ) نَصَّ عَلَيْهِ ، مَعَ أَنَّهُ رَوَاهُ . قَالَهُ فِي الْمُبْدِعِ (كشاف القناع، ج۲ ص۲۷۶، باب صفة الصلاة وبيان ما يكره فيها وأركانها وواجباتها وسننها وما يتعلق بذلك)

ترجمہ: پھر اپنی دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی پر اور گٹے اور بازو پر رکھے، اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھ لے، حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ سنت دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے، اس کو امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ اور تحقیق میں ذکر کیا ہے، کہ یہ صحیح نہیں ہے، قاضی کو کہا گیا کہ ناف سے نیچے تو ستر ہے، لہٰذا اس پر ہاتھ نہیں رکھنا چاہیے، جیسا کہ ناف سے نیچے کا (پیشاب گاہ سے اوپر کا) حصہ اور ران، تو قاضی نے اس کا یہ جواب دیا کہ ناف سے نیچے کے حصہ کا ستر ہونا اس پر ہاتھ رکھنے کے زیادہ مناسب ہے، تاکہ اس کی بہتر طریقہ سے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو﴾

اور فقہائے احناف نے عورت کے حق میں اس ستر کی حفاظت کے اصول کی رعایت سینے پر ہاتھ باندھنے میں دیکھی، کیونکہ اس سے عورت کے سینے کا پردہ ہوجاتا ہے، اور عورت کو سکڑ کر اور اپنے اعضاء ملا کر نماز پڑھنے کے اصول کی بھی رعایت ہوجاتی ہے (جس کا روایات میں ذکر ہے)

(۹)...... نیز منصور بن یونس بہوتی حنبلی (المتوفی ۱۰۵۱ھ) شرح منتہی الارادات میں فرماتے ہیں:

(وَ) سُنَّ لَهُ أَيْضًا (جَعْلُهُمَا) أَيْ يَدَيْهِ (تَحْتَ سُرَّتِهِ) لِقَوْلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ "مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ" رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَمَعْنَاهُ :ذُلٌّ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (شرح منتهى الإرادات، باب صفة الصلاة وما يكره فيها وأركانها وواجباتها وسننها وما يتعلق بها، ج ۱ ص ۲۱۳)

ترجمہ: اور یہ بھی سنت ہے کہ دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کی وجہ سے کہ ''سنت دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے'' اس کو امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے، اور اس کی وجہ اللہ عزوجل کے سامنے اپنی

﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

حفاظت ہو (یعنی ستر اچھی طرح سے چھپ جائے)

اور دائیں ہتھیلی کو بائیں گٹے پر رکھ کر ناف کے نیچے کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایسا کرنے والا اللہ عزوجل کے سامنے ذلت کا اظہار کرنے والا شمار ہوتا ہے، اس کو احمد بن یحییٰ رقی نے نقل کیا ہے۔

اور اپنے ہاتھوں کو سینے پر رکھنا مکروہ ہے، امام احمد نے اس کی صراحت کی ہے، باوجودیکہ اس کو روایت بھی کیا ہے، مبدع میں اسی طرح فرمایا (ترجمہ ختم)

۔۔۔اپنی کتاب الروض المربع میں فرماتے ہیں:

ثم إذا فرغ من التكبير يقبض كوع يسراه بيمينه ويجعلهما تحت سرته استحبابا لقول علي رضي الله عنه :من السنة وضع اليمين على الشمال تحت السرة .رواه أحمد وأبو داوٗد (الروض المربع شرح زاد المستقنع في اختصار المقنع، ج ۱ ص ۶۸، باب صفة الصلاة)

ترجمہ: پھر جب تکبیر (تحریمہ) سے فارغ ہوجائے تو اپنے بائیں گٹے کو دائیں ہاتھ سے پکڑے، اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے، یہ مستحب ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کی وجہ سے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے، اس کو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے (ترجمہ ختم)

ذلت کو ظاہر کرنا ہے (ترجمہ ختم) [1]

فائدہ: ملحوظ رہے کہ امام احمد سے جو تیسری روایت اختیار کی مروی ہے، وہ بھی کوئی مستقل مذہب نہیں، کیونکہ یہ اختیار بھی ناف سے نیچے اور ناف کے اوپر (اور سینے سے نیچے) تک محدود ہے۔

لہٰذا ہاتھ باندھنے کی جگہ کے بارے میں فقہائے کرام کے اصل اقوال بنیادی طور پر دو ہی ہیں:

ایک ناف سے نیچے۔

اور دوسرا ناف سے اوپر۔

---

[1] اور مصطفیٰ سیوطی رحیبانی حنبلی (المتوفی ۱۲۴۳ھ) فرماتے ہیں:

(وَيَجْعَلُهُمَا) أَيْ :يَدَيْهِ (تَحْتَ سُرَّتِهِ) ، لِقَوْلِ عَلِيٍّ "مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ ، تَحْتَ السُّرَّةِ " .رَوَاهُ أَحْمَدُ ، وَأَبُو دَاوُد .

(وَمَعْنَاهُ ذُلٌّ بَيْنَ يَدَيْ عِزٍّ .وَيُكْرَهُ) جَعْلُهُمَا (عَلَى صَدْرِهِ) ، نَقَلَهُ أَحْمَدُ عَنْ يَحْيَى الرَّقِّيِّ(مطالب اولی النهیٰ فی شرح غایة المنتهیٰ، ج۲ ص۴۸۲، باب صفة الصلاة وما يكره فيها ، وأركانها ، وواجباتها ، وسننها ، وما يتعلق بها)

ترجمہ: اور دونوں ہاتھ اپنی ناف کے نیچے رکھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کی وجہ سے کہ دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر رکھنا ناف کے نیچے سنت ہے، اور اس کو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا، اور اس کی وجہ اللہ عزوجل کے سامنے اپنی ذلت کا پیش کرنا ہے (یعنی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے میں اپنی ذلت وتحقیر اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم پائی جاتی ہے) اور دونوں ہاتھ سینے پر باندھنا مکروہ ہے، احمد نے یحییٰ رقی سے اس کو روایت کیا ہے (ترجمہ ختم)

اور ابن ضویان، ابراہیم بن محمد بن سالم (المتوفی ۱۳۵۳ھ) نماز کی سنتوں کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(ووضع اليمين على الشمال، وجعلهما تحت سرته) لحديث وائل بن حجر وفيه ثم وضع اليمنى على اليسرى رواه أحمد، ومسلم .وقال علي رضي الله عنه :إن من السنة في الصلاة وضع الأكف على الأكف تحت السرة رواه أحمد(منار السبيل في شرح الدليل ج ۱ ص ۹۲)

ترجمہ: اور (نماز کی سنت یہ بھی ہے کہ) دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا اور ان دونوں کو ناف کے نیچے کرنا، وائل بن حجر کی حدیث کی وجہ سے، جس میں یہ ہے کہ پھر اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا، اس کو احمد اور مسلم نے روایت کیا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: نماز میں (دائیں ہاتھ کی) ہتھیلی کو (بائیں ہاتھ کی) ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے، اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے (ترجمہ ختم)

فقہ شافعی کی عبارات

)......امام محیی الدین ابی زکریا یحییٰ بن شرف النووی شافعی (المتوفی ٦٧٦ھ) رحمہ اللہ فرماتے
ہیں:

ويجعلهما تحت صدره فوق سرّته، هذا مذهبنا المشهور، وبه قال الجمهور، وقال أبو حنيفة وسفيان الثوري وإسحاق بن راهويه وأبو إسحاق المروزي من أصحابنا: يجعلهما تحت سرّته، وعن علي بن أبي طالب رضي الله عنه روايتان كالمذهبين، وعن أحمد روايتان كالمذهبين، ورواية ثالثة أنه مخيّر بينهما ولا ترجيح، وبهذا قال الأوزاعي وابن المنذر، وعن مالك رحمه الله روايتان إحداهما يضعهما تحت صدره، والثانية يرسلهما ولا يضع إحداهما على الأخرى، وهذه رواية جمهور أصحابه وهي الأشهر عندهم، وهي مذهب الليث بن سعد، وعن مالك رحمه الله أيضا استحباب الوضع في النفل، والإرسال في الفرض، وهو الذي رجّحه البصريّون من أصحابه (شرح النووي، باب وضع يده اليمنى على اليسرى بعد تكبيرة الاحرام)

ترجمہ: اور دونوں ہاتھ اپنے سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر رکھ لے، ہمارا مشہور مذہب یہی ہے اور یہی قول جمہور (شوافع) کا ہے، اور امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری اور اسحاق بن راہویہ اور ہمارے فقہاء میں سے ابواسحاق مروزی کا قول یہ ہے کہ دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے۔ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے دونوں مذہبوں کی طرح دو روایتیں ہیں۔ [1]

اور امام احمد سے بھی دونوں مذہبوں کی طرح دو روایتیں ہیں، اور تیسری روایت یہ ہے

[1] حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ روایت جس میں ناف پر ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے، اس پر ان شاء اللہ تعالیٰ بحث آگے آئے گی۔

کہ ان دونوں کے درمیان نمازی کو اختیار ہے، اور دونوں میں کوئی ترجیح نہیں ہے، اور یہی قول اوزاعی اور ابنِ منذر کا ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ سے دو روایتیں ہیں، ایک روایت تو سینے کے نیچے رکھنے کی ہے، اور دوسری روایت ارسال کرنے اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر نہ رکھنے کی ہے۔

اور یہی (ارسال کرنے اور ایک ہاتھ کو دوسرے پر نہ رکھنے کی) روایت امام مالک کے جمہور اصحاب کی ہے، اور ان کے نزدیک مشہور بھی یہی ہے، اور لیث بن سعد کا مذہب بھی یہی ہے۔

اور امام مالک رحمہ اللہ سے ایک روایت نفل نماز میں ہاتھ رکھنے اور فرض نماز میں ارسال کرنے (یعنی ہاتھ چھوڑے رکھنے) کی ہے، اور امام مالک کے بصرہ کے اصحاب نے اسی کو ترجیح دی ہے (ترجمہ ختم) [1]

---

[1] اور امام نووی رحمہ اللہ اپنی ایک اور تالیف میں فرماتے ہیں:

وَيَجْعَلُهُمَا تَحْتَ صَدْرِهِ وَفَوْقَ سُرَّتِهِ، هَذَا هُوَ الصَّحِيحُ الْمَنْصُوصُ، وَفِيهِ وَجْهٌ مَشْهُورٌ لِأَبِي إِسْحَاقَ الْمَرْوَزِيِّ أَنَّهُ يَجْعَلُهُمَا تَحْتَ سُرَّتِهِ، وَالْمَذْهَبُ الْأَوَّلُ (المجموع شرح المهذب ج۷ص ۱۲۱)

ترجمہ: اور دونوں ہاتھ اپنے سینے کے نیچے اور اپنی ناف کے اوپر رکھ لے، یہی صحیح ہے، جو کہ (فقہ شافعی میں) منصوص ہے، اور اس میں ابو اسحاق مروزی کی مشہور وجہ ہے کہ وہ ہاتھوں کو اپنی ناف کے نیچے کرے، اور (امام شافعی کا) مذہب اوّل ہے (یعنی ناف کے اوپر اور سینے کے نیچے) (ترجمہ ختم)

نیز فرماتے ہیں:

فرع :فِي مَذَاهِبِهِمْ فِي مَحَلِّ مَوْضِعِ الْيَدَيْنِ :قَدْ ذَكَرْنَا أَنَّ مَذْهَبَنَا أَنَّ الْمُسْتَحَبَّ جَعْلُهُمَا تَحْتَ صَدْرِهِ فَوْقَ سُرَّتِهِ وَبِهَذَا قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَدَاوُد، وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَالثَّوْرِيُّ وَإِسْحَاقُ يَجْعَلُهُمَا تَحْتَ سُرَّتِهِ، وَبِهِ قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ الْمَرْوَزِيُّ مِنْ أَصْحَابِنَا كَمَا سَبَقَ، وَحَكَاهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالنَّخَعِيِّ وَأَبِي مِجْلَزٍ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه رِوَايَتَانِ، إحْدَاهُمَا :فَوْقَ السُّرَّةِ، وَالثَّانِيَةُ تَحْتَهَا، وَعَنْ أَحْمَدَ ثَلَاثُ رِوَايَاتٍ هَاتَانِ، وَالثَّالِثَةُ يَتَخَيَّرُ بَيْنَهُمَا وَلَا تَفْضِيلَ وَقَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ فِي غَيْرِ الْأَشْرَافِ أَظُنُّهُ فِي الْأَوْسَطِ :لَمْ يَثْبُتْ عَنْ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي ذَلِكَ شَيْءٌ وَهُوَ مُخَيَّرٌ بَيْنَهُمَا (المجموع شرح المهذب ج۷ص ۱۲۵)

ترجمہ: تفصیل فقہاء کے ہاتھ باندھنے کی جگہ کے بارے میں ہم نے یہ ذکر کر دی ہے کہ ہمارے مذہب میں سینے سے نیچے اور ناف سے اوپر ہاتھ باندھنا مستحب ہے ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو﴾

(۲)......اور امام نووی رحمہ اللہ روضۃ الطالبین میں فرماتے ہیں:

ثُمَّ يَضَعُ يَدَيْهِ كَمَا ذَكَرْنَا تَحْتَ صَدْرِهِ وَفَوْقَ سُرَّتِهِ عَلَى الصَّحِيحِ (روضة الطالبين وعمدة المفتين ،الباب الرابع فی صفة الصلاة، فصل فی القيام)

ترجمہ: پھر رکھ لے اپنے ہاتھ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اپنے سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر صحیح قول یہی ہے (ترجمہ ختم)

(۳)......اور شہاب الدین احمد بن محمد بن حجر ہیتمی شافعی (المتوفی ۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

مَا تَحْتَ صَدْرِهِ أَیْ وَفَوْقَ سُرَّتِهِ (تحفة المحتاج فی شرح المنهاج ، باب صفة الصلاة)

ترجمہ: اپنے سینے کے نیچے اور اپنی ناف کے اوپر (ہاتھ باندھے) (ترجمہ ختم) ۱؎

﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

اور یہی قول سعید بن جبیر اور داؤد کا ہے، اور امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری اور اسحاق بن راہویہ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ ناف کے نیچے رکھے گا، اور ہمارے اصحابِ شوافع میں سے اسحاق مروزی بھی اسی کے قائل ہیں، جیسا کہ گزر چکا، اور ابنِ منذر نے ابوہریرہ اور ابراہیم نخعی اور ابومجلز سے بھی یہی روایت کیا ہے۔

اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے دو روایتیں ہیں، ایک ناف سے اوپر کی اور دوسری ناف سے نیچے کی، اور امام احمد سے تین روایتیں ہیں، دو تو یہی (یعنی ناف سے اوپر اور نیچے کی) اور تیسری ان دونوں کے درمیان اختیار ہونے کی اور دونوں میں کسی ایک کے افضل نہ ہونے کی، اور ابنِ منذر نے غیر اشراف میں اور میرا گمان ہے کہ اوسط میں فرمایا کہ نبی ﷺ سے (براہِ راست) اس بارے میں کچھ ثابت نہیں، اور نمازی کو دونوں (یعنی ناف سے نیچے اور اوپر) میں اختیار ہے (ترجمہ ختم)

۱؎ اور شمس الدین محمد بن احمد شربینی شافعی (المتوفی ۹۷۷ھ) فرماتے ہیں:

(وَ) يُسَنُّ (جَعْلُ يَدَيْهِ تَحْتَ صَدْرِهِ) وَفَوْقَ سُرَّتِهِ (مغنی المحتاج إلى معرفة ألفاظ المنهاج، باب صفة الصلاة)

ترجمہ: اور سنت ہے اپنے ہاتھ اپنے سینے سے نیچے اور ناف کے اوپر رکھنا (ترجمہ ختم)

۲؎ ابو یحییٰ زکریا بن محمد بن زکریا الانصاری شافعی (المتوفی ۹۲۶ھ) فرماتے ہیں:

(وَيَضَعُهُمَا) أَیْ الْيَدَيْنِ (بَيْنَ السُّرَّةِ، وَالصَّدْرِ) (أسنى المطالب، الباب الرابع فی صفة الصلاة، الركن الثانی تكبيرة الاحرام)

ترجمہ: اور اپنے دونوں ہاتھ ناف اور سینے کے درمیان (والی جگہ) میں رکھ لے (ترجمہ ختم)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو﴾

فائدہ: ان عبارات سے معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مشہور مذہب سینے سے نیچے اور ناف کے اوپر ہاتھ رکھنے کا ہے۔ [1]

﴿ گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ ﴾

نیز اپنی ایک دوسری تصنیف میں فرماتے ہیں:

(وَقَبْضَ) فِي قِيَامٍ أَوْ بَدَلِهِ (بِيَمِينٍ كُوعَ يَسَارٍ) وَبَعْضَ سَاعِدِهَا وَرُسْغِهَا (تَحْتَ صَدْرِهِ) فَوْقَ سُرَّتِهِ (حاشية الجمل، باب صفة الصلاة، ج۳ص۴۷۴)

ترجمہ: اور قیام یا اس کے متبادل (مثلاً بیٹھ کر نماز پڑھنے) کی حالت میں اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ کے (انگوٹھے کے قریب ہاتھ کے) جوڑ کا کنارا اور کچھ بازو اور گٹے کو پکڑ لے سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر (ترجمہ ختم)

عثمان بن سلیمان سویفی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(وَضْعُ) بَطْنِ كَفِّ (الْيَمِينِ عَلَى) ظَهْرِ (الشِّمَالِ) بِأَنْ يَقْبِضَ فِي قِيَامٍ أَوْ بَدَلِهِ بِيَمِينٍ كُوعَ يَسَارِهِ وَبَعْضَ سَاعِدِهَا وَرُسْغِهَا تَحْتَ صَدْرِهِ وَفَوْقَ سُرَّتِهِ (حاشية البجيرمي على الخطيب، كتاب الصلاة، فصل في اركان الصلاة، سنن الصلاة ج۴ص۳۴۳)

ترجمہ: اور اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے اندرونی حصہ کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھنا، اس طرح سے کہ پکڑ لے قیام یا اس کے متبادل (مثلاً بیٹھ کر نماز پڑھنے) کی حالت میں اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ کے (انگوٹھے کے قریب ہاتھ کے) جوڑ کا کنارا اور کچھ بازو اور گٹے کو سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر (ترجمہ ختم)

[1] ملحوظ رہے کہ شوافع نے سینے کے نیچے ہاتھ باندھنے کی یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ اس سے ہاتھ دل کی محاذات میں ہو جائیں گے اور دل میں یکسوئی رہے گی، اور ایمان کا محل بھی دل ہے، مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ دل کی محاذات میں ہونے سے تقریبی محاذات مراد ہے نہ کہ حقیقی۔

(قَوْلُهُ وَحِكْمَةُ ذَلِكَ) أَيْ جَعْلِهِمَا تَحْتَ صَدْرِهِ ،نِهَايَةٌ .

(قَوْلُهُ يُحَاذِيهِ) أَيْ الْقَلْبُ فَإِنَّهُ تَحْتَ الصَّدْرِ مِمَّا يَلِي جَانِبَ الْأَيْسَرِ ، نِهَايَةٌ .أَيْ فَالْمُرَادُ بِالْمُحَاذَاةِ التَّقْرِيبِيَّةُ لَا الْحَقِيقِيَّةُ خِلَافًا لِمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الطَّلَبَةِ مِنْ جَعْلِ الْكَفَّيْنِ فِي الْجَنْبِ الْأَيْسَرِ مُحَاذِيَيْنِ لِلْقَلْبِ حَقِيقَةً فَإِنَّهُ مَعَ مَا فِيهِ مِنْ الْحَرَجِ يُخَالِفُ قَوْلَهُمْ وَجَعْلُ يَدَيْهِ تَحْتَ صَدْرِهِ فَإِنَّ الْيُسْرَى حِينَئِذٍ يُجْعَلُ جَمِيعُهَا تَحْتَ الثَّدْيِ الْأَيْسَرِ بَلْ فِي الْجَنْبِ الْأَيْسَرِ لَا تَحْتَ الصَّدْرِ .

(قَوْلُهُ مَا قُلْنَاهُ) أَيْ مِنْ حِفْظِ قَلْبِهِ عَنْ الْخَوَاطِرِ (تحفة المحتاج في شرح المنهاج ، باب صفة الصلاة)

(وكذا في حواشي الشرواني على تحفة المحتاج بشرح المنهاج ، باب صفة الصلاة، ج۲ص۱۰۳)

فقہ مالکی کی عبارات

امام نووی رحمہ اللہ کے حوالے سے امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک معلوم ہو چکا، اس لیے ان کے فقہ کی مستقل عبارات کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

خلاصہ

مذکورہ ان تمام مستند فقہاء کی عبارات سے معلوم ہوا کہ بعض صحابہ اور جلیل القدر تابعین (مثلاً ابومجلز وابراہیم نخعی) سمیت فقہائے احناف اور اسحاق بن راہویہ وسفیان ثوری جیسے محدث وفقیہ اور مشہور روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور شوافع میں سے ابواسحاق مروزی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔

اور بعض فقہاء ناف سے اوپر اور سینے سے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔

اور مرد کے حق میں خاص سینے کے اوپر ہاتھ باندھنے کا چاروں فقہاء میں سے کوئی بھی قائل نہیں، بلکہ امام احمد ابنِ حنبل رحمہ اللہ سے تو سینہ پر ہاتھ باندھنے کا مکروہ ہونا منقول ہے، اور سینے پر ہاتھ باندھنے میں غیروں کے ساتھ مشابہت بھی لازم آتی ہے۔

لہٰذا سوال میں بعض حضرات کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قول کو صرف حنفی حضرات کی طرف منسوب کرنا، اور سینہ پر ہاتھ باندھنے کی دیگر فقہاء کی طرف نسبت کرنا درست نہیں۔ [1]

---

[1] بلکہ متعدد حضرات نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ مرد کے حق میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا فقہائے اربعہ میں سے کسی کا مسلک نہیں، اور یہ خرقِ اجماع ہے، واللہ اعلم۔

فانحصر مذهب المسلمين فى ثلاثة ،احدها الوضع تحت السرة، وثانيها فوق السرة تحت الصدر، وثالثها الارسال، بل انحصر الوضع فى هيئتين، تحت الصدر. وتحت السرة، ولم يوجد على ماقال الشوكانى مذهب من مذهب المسلمين ان يكون الوضع على الصدر ، فقول الوضع على الصدر قول خارج من مذاهب المسلمين ، وخارق لاجماعهم المركب(بذل المجهود ج۲ ص۲۵ ، باب وضع اليمنى على اليسرى فى الصلاة، مطبوعة، مكتبه قاسميه، ملتان)

قلت وقد مر عن معارف السنن ان الرواية على الصدر عن الشافعى رواية النادرة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو﴾

اور اسی طرح سے یہ کہنا بھی درست نہیں کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا روایات سے ثابت نہیں۔
کیونکہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے عمل کا ثبوت احادیث اور صحابہ وتابعین وغیرہ کی روایات وآثار کے ساتھ ساتھ عقل وقیاس کے اصول سے بھی ثابت ہے۔
جیسا کہ آگے آنے والی تفصیل سے معلوم ہوگا۔

نماز میں ناف کے نیچے یا اوپر ہاتھ باندھنے کے متعلق روایات وآثار

اب وہ روایات اور آثار ذکر کیے جاتے ہیں، جن سے ناف کے نیچے یا ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے پر فقہاء نے استدلال کیا ہے۔

پہلی روایت

(۱)...... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد، امام ابو یوسف رحمہ اللہ حضرت ابراہیم نخعی سے مرسلاً روایت فرماتے ہیں:

قَالَ ثَنَا يُوسُفُ بنُ أَبِي يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- كَانَ يَعْتَمِدُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ يَتَوَاضَعُ بِذٰلِكَ لِلّٰهِ تَعَالٰى (الآثار لابی یوسف، روایت نمبر ۳۳۲)

ترجمہ: ہم سے یوسف بن ابی یوسف نے اپنے والد ابو یوسف کی طرف سے حدیث

﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

کما قال:

وعند الشافعی تحت صدره، کما فی الوسیط وعامة کتب الشافعیة، وهی المذکورة فی الام والمعمولة والمختارة عند اصحابه، وهی روایة عن مالک ایضا، او علی صدره کما فی الحاوی وهی روایة النادرة، وعن احمد روایتان کالمذهبین، وثالثة فی التخییر وجعل ابن هبیرة الروایة المشهورة عن احمد مذهب امامنا ابی حنیفة، افاده شیخنا فی تعلیقاته، قال وکذا فی المیزان، وقال واختارها الخرقی، وقال ابو الطیب المدنی، قال الترمذی لم یأخذ احد من الاربعة بالوضع علی الصدر (معارف السنن ج۲ ص۴۳۶، باب ماجاء فی وضع الیمین علی الشمال فی الصلاة)

بیان کی، انہوں نے امام ابوحنیفہ سے، اور انہوں نے ابراہیم نخعی سے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع (وعاجزی) اختیار کرتے ہوئے رکھ لیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت کے تمام راوی معتبر ہیں۔ ۱

بہ حضرت ابراہیم نخعی نے اس حدیث کو مرسلاً روایت کیا ہے، لیکن حضرت ابراہیم نخعی کی مرسل حدیث کو محدثین نے قبول کیا ہے۔ لہٰذا مذکورہ حدیث کے مرسل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ ۲

اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا تواضع وعاجزی کے زیادہ قریب اور نیز ان متکبرین کے طریقے ومشابہت سے پاک ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اس روایت کے راوی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا مروی ہے (جیسا کہ آگے آتا ہے)

اور ہمارے فقہائے کرام نے بھی مندرجہ بالا حدیث سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر استدلال کیا ہے (جیسا کہ امام محمد رحمہ اللہ کے حوالے سے پہلے گزر چکا ہے)

دوسری روایت

(۲)......مصنف ابنِ ابی شیبۃ میں روایت ہے کہ:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ رَبِيعٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: يَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ (المصنف لابن ابی شیبۃ، وضع الیمین علی الشمال)

---

۱ یوسف القاضی صاحب التصانیف فی السنن، الامام الحافظ الفقیہ الکبیر الثقۃ القاضی (سیر اعلام النبلاء، جزء ۱۴، صفحہ ۸۵)

۲ أن مراسیل إبراهيم النخعي أقوى من مسانيده وهو لعمرى كذلك (التمهيد لما في الموطاء، تذييل مقدمة، جزء ۱ صفحہ ۳۸)

وأما مَرَاسِيل النَّخعي فقال ابن معين مَرَاسِيل إبراهيم أحب إليّ من مَرَاسِيل الشَّعبي (تدريب الراوى فى شرح تقريب النووى)

فمراسيل سعيد بن المسيب، ومحمد بن سيرين، وإبراهيم النخعي عندهم صحاح (شرح علل الترمذي كاملا، جزء ۱ صفحہ ۱۲۷)

وراجع للتفصيل قواعد فى علوم الحديث، صفحہ ۱۳۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰

ترجمہ: ہم سے حضرت وکیع نے بیان کیا، انہوں نے حضرت ربیع سے، اور انہوں نے حضرت ابو معشر سے اور انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی سے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت کی سند معتبر ہے، چنانچہ اس روایت میں پہلے راوی وکیع بن جراح بن ملیح ہیں، جو کہ ثقہ ہیں۔ [1]

اور باقی راویوں کے بارے میں تحقیق آگے آرہی ہے۔

تیسری روایت

(۳)......اور امام محمد رحمہ اللہ روایت فرماتے ہیں کہ:

أَخبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ صَبِيحٍ ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخعِيُّ أَنَّهُ كَانَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى تَحتَ السُّرَّةِ.

قَالَ مُحَمَّدٌ :وَبِهِ نَأْخُذُ ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ (كتاب الآثار ص ۲۴، حديث نمبر ۱۲۱،باب الصلاة قاعدا والتعمد على شيء الخ)

ترجمہ: ہمیں ربیع بن صبیح نے خبر دی، انہوں نے ابو معشر سے روایت کیا، اور انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی سے کہ حضرت ابراہیم نخعی اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم اسی کو لیتے ہیں، اور یہی حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت کے تمام راوی قابلِ اعتبار ہیں، اور یہ روایت سند کے اعتبار سے حسن درجے سے کم نہیں ہے۔

---

[1] وكيع بن الجراح بن مليح الرؤاسي بضم الراء وهمزة ثم الركعة أبوسفيان الكوفي ثقة حافظ عابد من كبار التاسعة مات في آخر سنة ست وأول سنة سبع وتسعين وله سبعون سنة(تقريب التهذيب لابنِ حجر ج ۲ ص ۲۸۳)

چنانچہ پہلے راوی ربیع بن صبیح ہیں، جن کی احادیث کو ابنِ عدی نے صالح اور مستقیم قرار دیا ہے۔ ۱
ابنِ معین نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے، اور شعبہ نے ان کو مسلمانوں کا سردار فرمایا ہے۔
یہ غزوۂ ہند میں شریک ہوئے اور سندھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ۲

---

۱ قال ابن عدی:

وللربيع احاديث صالحة مستقيمة ولم ار له حديثا منكرا جدا وارجو انه لا باس به وبرواياته(الكامل لا بن عدی ، من اسمهٗ، ربيع ج۳ص ۱۳۲)

۲ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان کو رجل صالح، اور ابوزرعہ نے ان کو شیخ صالح اور صدوق قرار دیا ہے۔

قال ابن ابی حاتم:

حدثنا عبد الرحمن انا عبد الله بن احمد (بن حنبل -) فيما كتب إلى قال سالت ابی عن الربيع بن صبيح فقال .لا باس به، رجل صالح(الجرح والتعديل لابن ابی حاتم ج۳ص ۴۶۴)

حدثنا عبد الرحمن قال سمعت ابی يقول :الربيع بن صبيح رجل صالح، ومبارک بن فضالة احب إلى منه.

حدثنا عبد الرحمن قال سئل ابو زرعة عن الربيع بن صبيح فقال :شيخ صالح صدوق(الجرح والتعديل لابن ابی حاتم ج۳ص ۴۶۴)

۳ وقال الذهبی:

الربيع بن صبيح البصرى .العابد، الإمام، مولى بنى سعد، من أعيان مشايخ البصرة.
حدث عن :الحسن، ومحمد بن سيرين، وعطاء بن ابی رباح، وثابت البنانی، وجماعة.
وعنه :وكيع، وابن مهدى، وابو داود الطيالسی، وعلى بن الجعد، وابو الوليد، وآخرون .روى :عباس، عن ابن معين :ثقة.وقال احمد :لا باس به .وذكره :شعبة، فقال :هو عندى من سادات المسلمين.
قلت :كان كبير الشان، إلا ان النسائی ضعفه.
وقال حجاج :سالت شعبة عن مبارک والربيع بن صبيح، فقال :مبارک احب إلى.
وقال علی :جهدت بيحيى بن سعيد ان يحدثنى بحديث عن الربيع بن صبيح، فابى علی.وقال ابو الوليد :كان يدلس.قال ابن حبان :كنيته :ابو جعفر.حدث عنه :الثورى، وابن المبارک، ووكيع.وكان من عباد اهل البصرة وزهادهم، كان يشبه بيته بالليل بالنحل، إلا أن الحديث لم يكن من صناعته، فكان يهم كثيرا .توفی :بالسند، سنة ستين ومائة.محمود بن غيلان :حدثنا ابو داود، قال شعبة:لقد بلغ الربيع بن صبيح فی مصرنا هذا ما لا يبلغه الأحنف بن قيس .قال ابو داود :يعنی :فی الارتفاع .قال ابو محمد الرامهرمزى :اول من صنف وبوب -فيما أعلم :-الربيع بن صبيح بالبصرة، ثم ابن ابی عروبة.قلت :توفی غازيا بأرض الهند(سير اعلام النبلاء ج۱۳ ص۳۲۸)

اوراس روایت کے دوسرے راوی ابومعشر کوفی ہیں، جن کا نام زیاد بن کلیب تمیمی حنظلی ہے۔
امام عجلی اورامام نسائی نے ان کو حدیث میں ثقہ قرار دیا ہے، اور ابنِ حبان نے ان کو حفاظِ متقنین میں سے فرمایا ہے، اوران سے امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی اورنسائی نے روایات کی ہیں۔ ۱

اور جہاں تک حضرت ابراہیم نخعی کا تعلق ہے، تو یہ جلیل القدر تابعی ہونے کے ساتھ حافظ الحدیث اور فقیہ بھی ہیں، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان کو متبع سنت فرمایا ہے۔ ۲

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا یہ قول ہمارے فقہائے کرام کے نزدیک ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے مسئلہ میں سند کی حیثیت رکھتا ہے۔ ۳

---

۱ قال المزی:
زیاد بن کلیب ، التیمی ، الحنظلی ، أبو معشر الکوفی.
روی عن :إبراهیم النخعی (وقال بعد اسطر)
قال أحمد بن عبد الله العجلی : کان ثقة فی الحدیث ، قدیم الموت .وقال ابو حاتم : صالح ، من قدماء أصحاب إبراهیم ، لیس بالمتین فی حفظه ، وهو احب إلی من حماد بن أبی سلیمان.وقال النسائی :ثقة.وقال شهاب بن خراش ، عن الحجاج بن دینار : کان أول من سدس مسروق ، فذکر الحدیث ، قال :وسدسوا أصحاب إبراهیم : الحکم ، وحماد ، والأعمش ، وأبو معشر زیاد بن کلیب ، والحارث العکلی ، ومنصور.
قال أبو بکر بن أبی عاصم :مات سنة عشر ومئة.وقال ابن حبان :کان من الحفاظ المتقنین ، مات سنة تسع عشرة ومئة .روی له مسلم ، وأبو داود ، والترمذی ، والنسائی.(تهذیب الکمال ج۹ ص۵۰۴)

۲ قال الذهبی:
إبراهیم النخعی أبو عمران بن یزید بن قیس (ع)الإمام، الحافظ، فقیه العراق(سیر اعلام النبلاء ج۸ ص۸۶)
قال أحمد بن عبد الله العجلی :لم یحدث عن أحد من أصحاب النبی -صلی الله علیه وسلم -وقد أدرک منهم جماعة، ورأی عائشة.
وکان مفتی أهل الکوفة هو والشعبی فی زمانهما، وکان رجلا صالحا، فقیها، متوقیا، قلیل التکلف وهو مختف من الحجاج(سیر اعلام النبلاء ج۸ ص۸۸)
قال أحمد بن حنبل :کان إبراهیم ذکیا، حافظا، صاحب سنة(سیر اعلام النبلاء ج۸ ص۹۵)

۳ چنانچہ قواعد فی علوم الحدیث میں ہے:
قَوْلُ اِبْرَاهِیْمِ النَّخَعِیِّ حُجَّةٌ عِنْدَنَا اِذَالَمْ یُخَالِفْ قَوْلَ الصَّحَابِیِّ فَمَافَوْقَهٗ (قواعد فی علوم الحدیث ،مقدمه اعلاء السنن صفحه ۱۳۲)

تھی روایت

۴)......اسماعیل بن محمد الصفار؛ احمد بن منصور الرمادی سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ الثَّوْرِيُّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ فَرْقَدٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ :مَا دُوْنَ السُّرَّةِ ، يَعْنِيْ تَحْتَهَا (الآمالي في آثار الصحابة لعبد الرزاق صنعاني، حديث نمبر ۵۴)

ترجمہ: امام عبدالرزاق نے فرمایا کہ حضرت سفیان ثوری نے سعید (بن ابی عروبۃ) سے اور انہوں نے فرقد (بن یعقوب سنجی) سے اور انہوں نے ابراہیم (نخعی) سے روایت کیا کہ ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ (نماز میں ہاتھ) ناف سے نیچے رکھے (ترجمہ ختم)

ائدہ: حضرت سفیان ثوری خود بھی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں اور علم حدیث وغیرہ ن بڑے اونچے درجے کے امام شمار ہوتے ہیں۔ [1]

ور اس روایت کے راوی معتبر ہیں، البتہ فرقد بن یعقوب کو بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے، یمن ابنِ معین نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ [2]

ور سفیان ثوری وابراہیم نخعی سے دوسری سند سے بھی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ثبوت ہے، لہٰذا یہ روایت حسن درجے سے کم نہیں۔

انچویں روایت

۵)......اور مصنف ابنِ ابی شیبۃ میں روایت ہے کہ:

حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ ، قَالَ :أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ حَسَّانَ ، قَالَ :سَمِعْتُ

---

[1] كان إماماً في علم الحديث وغيره من العلوم، واجمع الناس على دينه وورعه وزهده ولقته، وهو احد الأئمة المجتهدين(وفيات الاعيان لابن خلكان ج۲ ص ۳۸۶، تحت ترجمة سفيان الثورى)

[2] (فرقد بن يعقوب السبخى ت ق ابو يعقوب البصرى الحائك .احد العباد الأعلام.)

عن سعيد بن جبير وإبراهيم النخعى وربعى بن حراش ومرة الطيب وأبى الشعثاء . وقيل إنه روى عن أنس بن مالك .وعنه سعيد بن ابى عروبة وحماد بن سلمة وهمام وصدقة بن موسى وحماد بن زيد وغيرهم .ولقه ابن معين .وقال احمد بن حنبل :ليس بقوى .وقال الدار قطنى :ضعيف.(تاريخ الاسلام للذهبى ج۸ ص ۲۰۱)

أَبَـا مِـجْـلَزٍ أَوْ سَأَلْتُهُ ، قَالَ :قُلْتُ كَيْفَ يَضَعُ ؟ قَالَ :يَـضَـعُ بَاطِنَ كَفِّ يَـمِيْنِهٖ عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهٖ وَيَجْعَلُهَا أَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ (المصنف لابن ابی شیبة،وضع الیمین علی الشمال)

ترجمہ: ہم سے یزید بن ہارون نے حدیث بیان کی (انہوں نے کہا کہ) ہمیں حجاج بن حسان نے خبر دی، انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابومجلز سے سنا، یا ان سے سوال کیا، میں نے کہا کہ (نماز میں ہاتھ) کس طرح رکھے گا؟

حضرت ابومجلز نے فرمایا کہ اپنی دائیں ہتھیلی کے اندرونی حصہ کو اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے گا، اور اس (ہاتھ) کو ناف کے نیچے رکھے گا (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت کے تمام راوی مستند اور معتبر ہیں۔

چنانچہ سب سے پہلے راوی یزید بن ہارون ہیں، جو کہ بہت اعلیٰ درجے کے حافظ الحدیث اور ثقہ وصالح راوی ہیں۔ [1]

---

[1] یزید بن هارون (ع) ابن زاذی ، الامام القدوة، شیخ الاسلام، أبو خالد السلمی مولاهم الواسطی، الحافظ .مولده فی سنة ثمان عشرة ومئة .وسمع من :عاصم الاحول، ویحیی بن سعید الانصاری القاضی، وسلیمان التیمی، وسعید الجریری، وحمید الطویل، وداوٗد بن أبی هند، وبهز بن حکیم، ومحمد بن عمرو بن علقمة، وعبد الله بن عون، وحریز بن عثمان، وأبی الاشهب جعفر بن الحارث، وسالم بن عبید، وشیبان النحوی، وشعبة بن الحجاج، ومبارک، وعاصم بن محمد العمری، وعبد الملک بن أبی سلیمان، وسعید بن أبی عروبة، ومحمد بن إسحاق، وفضیل بن مرزوق، وسفیان بن حسین، وجویبر بن سعید، وشریک بن عبدالله، وإسماعیل بن عیاش، وقیس بن الربیع، وخلق کثیر .وکان رأسا فی العلم والعمل، ثقة حجة، کبیر الشان .حدث عنه : بقیة بن الولید مع تقدمه، وعلی بن المدینی، وأحمد بن حنبل، وأبو بکر بن أبی شیبة، وزهیر بن حرب، ومحمد بن عبدالله بن نمیر، والحسن بن عرفة، وأبو إسحاق الجوزجانی، وأحمد بن عبید الله النرسی، وأحمد بن عبید بن ناصح، وأحمد بن الولید الفحام، وإسحاق الکوسج، والحسن بن علی الخلال، والزعفرانی، وسلمة بن شبیب، وسلیمان بن سیف الحرانی، وعباس الدوری، وعبد الله بن منیر، ومحمد ابن أحمد بن أبی العوام، وعبد بن حمید، وعبد الله الدارمی، وأحمد بن الفرات، وأحمد بن سنان، وأحمد بن سلیمان الرهاوی، وأبو قلابة الرقاشی، ومحمد بن عبدالملک الدقیقی، ویعقوب الدورقی، والحسن بن مکرم،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو﴾

اوراس روایت کے دوسرے راوی حجاج بن حسان ہیں، جو حسن درجے سے کم نہیں ہیں۔ ل

﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

والحارث بن أبی أسامة، ومحمد بن مسلمة الواسطی، ومحمد بن ربح البزاز، وإدريس بن جعفر العطار، وأحمد بن عبدالرحمن السقطی، وهو خاتمة من روی عنه. يقال: إن أصله من بخاری. قال علی بن المدينی: ما رأيت أحفظ من يزيد بن هارون. وقال يحيی بن يحيی التميمی: هو أحفظ من وكيع. وقال أحمد بن حنبل: كان يزيد حافظا متقنا. وقال زياد بن أيوب: ما رأيت ليزيد كتابا قط، ولا حدثنا إلا حفظا. وقال علی بن شعيب: سمعت يزيد بن هارون يقول: أحفظ أربعة وعشرين ألف حديث بالاسناد ولا فخر، وأحفظ للشاميين عشرين ألف حديث لا أسأل عنها. قلت: لانه أكثر إلی الغاية عن محدثی الشام: ابن عياش وبقية، وكان ذاک نازلا عنده، وإنما حسن سماع ذلک من أصحابهما فی أيام أحمد بن حنبل ونحوه. قال المفضل بن زياد: سمعت أبا عبدالله وقيل له: يزيد بن هارون له فقه؟ قال: نعم، ما كان أذكاه وأفهمه وأفطنه. قال أحمد بن سنان القطان: ما رأينا عالما قط أحسن صلاة من يزيد بن هارون، لم يكن يفتر من صلاة الليل والنهار. قال أبو حاتم الرازی: يزيد ثقة إمام، لا يسأل عن مثله. وروی عمرو بن عون، عن هشيم، قال: ما بالمصرين مثل يزيد بن هارون. وقال مؤمل بن يهاب: سمعت يزيد بن هارون يقول: ما دلست حديثا قط إلا حديثا واحدا عن عوف الاعرابی، فما بورک لی فيه. عن عاصم بن علی قال: كنت أنا ويزيد بن هارون عند قيس بن الربيع، فأما يزيد، فكان إذا صلی العتمة، لا يزال قائما حتی يصلی الغداة بذلک الوضوء نيفا وأربعين سنة. وقال محمد بن إسماعيل الصائغ نزيل مكة: قال رجل ليزيد بن هارون: كم جزؤک؟ قال: وأنام من الليل شيئا؟ إذا لا أنام الله عينی. وقال يحيی بن أبی طالب: سمعت من يزيد ببغداد، وكان يقال: إن فی مجلسه سبعين ألفا. قلت: احتفل محدثو بغداد وأهلها لقدوم يزيد، وازدحموا عليه لجلالته وعلو إسناده. قال أحمد بن عبدالله العجلی: يزيد بن هارن ثقة ثبت متعبد حسن الصلاة جدا، يصلی الضحی ست عشرة ركعة، بها من الجودة غير قليل، قال: وكان قد عمی. قال أبو بكر بن أبی شيبة: ما رأيت أحدا أتقن حفظا من يزيد بن هارون. قال أحمد بن سنان: كان يزيد وهشيم معروفين بطول صلاة الليل والنهار. وقال يعقوب بن شيبة: كان يزيد يعد من الآمرين بالمعروف والناهين عن المنكر (سير اعلام النبلاء للذهبی، جزء۹، درذيل راوی نمبر ۱۱۸)

وحديثه كثير جدا فی مسند أحمد، وفی الكتب الستة، وفی أجزاء كثيرة (ايضاً)

ل حجاج بن حسان القيسی البصری. روی عن: أنس بن مالک، وصخر بن عبد الله بن بريدة، وأبی سفيان طلحة بن نافع، وعبد الله بن بريدة، وعكرمة مولی ابن عباس، ومقاتل بن حيان (مد)، وأبی مجلز لاحق بن حميد، وأبی محمد الحنفی، وأخته المغيرة بنت حسان. روی عنه،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت ابو مجلز جلیل القدر تابعی ہیں، جنہوں نے صحابۂ کرام کی صحبت اُٹھائی ہے۔

ظاہر ہے کہ انہوں نے یہ عمل صحابۂ کرام کو دیکھ کر اور ان سے سُن کر ہی، بیان کیا ہے، خود اپنی عقل و قیاس سے نہیں فرمایا۔

اور ہمارے فقہاء کے نزدیک اُن کا یہ قول بھی حجت رکھتا ہے۔ لے

﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

روح بن عبادة ، وأبو عبيدة عبد الواحد بن واصل الحداد ، ومسلم بن إبراهيم ، وموسى بن إسماعيل ، ويحيى بن سعيد القطان ، ويزيد بن هارون (مد)قال عبد الله بن احمد بن حنبل ، عن أبيه :ليس به باس ، وقال مرة :ثقةوقال إسحاق بن منصور ، عن يحيى بن معين :صالح.وقال النسائى :ليس به باس (تهذيب الكمال للامام المزى، جزء ۵ صفحه ۴۳۴)

حجاج بن حسان القيسى البصرى .روى عن أنس وعكرمة ومقاتل بن حيان وابى مجلز وغيرهم.وعنه روح بن عبادة ويزيد بن هارون والقطان ومسلم بن ابراهيم وابو سلمة. قال أحمد ليس به باس وقال مرة ثقة وقال ابن معين صالح وقال النسائى ليس به باس. قلت :وذكره ابن حبان فى الثقات (تهذيب التهذيب لابن حجر العسقلانى، جزء ۲ صفحه ۱۷۶)

لے واما قولكم :ان اثر النخعى وابى مجلز ليس بدليل؛لان قول التابعين ليس بحجة على غيرهم الخ، قلنا:انما ذكرناه دليلا على قول من يرى الاحتجاج به، وهذا القول منسوب الى الحنفية، كما صرح به فى التحرير وغيره، وصنيع الامام محمد فى الآثار يؤيد هذا القول ، وان كان المروى عن الحنفية خلافه ايضا، ثم على القول بعدم كونها حجة لاشك فى كونها مرجحة لغيرها، لعدم كونها دلائل مستقلة (ترصيع الدرة على درهم الصرة، ص ۸۹،مطبوعة، ادارة القرآن، كراتشى)

وقول التابعى وان لم يكن حجة عندالجمهور ، ولكنه حجة عندنا معشر الحنفية على الاصح، اذاكان تابعيا كبيرا ظهرت فتواه فى زمن الصحابة، وابومجلز لاحق بن حميد البصرى كذالك، فانه مات فى سنة مائة او احدى ومائة ، كما قال العينى فى ترجمته بما نصه:اسمه لاحق بن حميد بضم الحاء ابن سعيد البصرى الاعور من التابعين المشهورين ، مات بظهر الكوفة فى سنة مائة او احدى ومائة اهـ،"عمدة القارى"(۲: ۱۸۹)قلت: فهو تابعى كبير قد مات فى زمن الصحابة ، على ان قوله تايد بالمرفوع ايضاً كما سياتى(اعلاء السنن ج۲ص۱۹۲ ، باب وضع اليدين تحت السرة وكيفية الوضع)

لاحق بن حميد بن سعيد السدوسى البصرى ابو مجلز بكسر الميم وسكون الجيم وفتح اللام بعدها زاى مشهور بكنيته ثقة من كبار الثالثة مات سنة ست وقيل تسع ومائة وقيل قبل ذلك (تقريب التهذيب، جزء۲ صفحه ۲۹۴)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

چھٹی روایت

(۶)...... امام طبرانی اور امام ابونعیم اصبہانی رحمہما اللہ اپنی سند کے ساتھ حضرت علقمہ سے اور وہ حضرت وائل حضرمی سے روایت کرتے ہیں:

أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ " :وَلَا الضَّالِّيْنَ " ،

﴿ گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ ﴾

لاحق بن حميد بن سعيد ويقال شعبة ابن خالد بن كثير بن حبيش بن عبد الله بن سدوس السدوسى ، إبو مجلز البصرى الأعور .قدم خراسان مع قتيبة بن مسلم ، وله دار بمرو على الرزيق .روى عن :أسامة بن زيد بن حارثة ، وأنس بن مالك (خ م س) ، وبشير بن نهيك (د ت س) ، وجندب بن عبد الله البجلى (م) ، والحارث بن نوفل (س) ، وحذيفة بن اليمان (د ت) ، مرسل ، والحسن بن على بن أبى طالب (س فق) ، وسمرة بن جندب ، وعامر بن عبد الله (س) ، وعبد الله بن صفوان بن أمية ، وعبد الله بن عباس (ع) ، وعبد الله بن عمر بن الخطاب ، وأبيه عمر ابن الخطاب (س) مرسل ، وعمر بن عبد العزيز وهو أكبر منه ، وعمرو بن العاص ، وعمران بن حصين ، وقيس بن عباد (خ م س ق) ، ومعاوية بن أبى سفيان (بخ د ت) ، والمغيرة بن شعبة ، وأبى بردة بن أبى موسى الاشعرى وهو من أقرانه ، وأبى عبيدة بن عبد الله بن مسعود ، وأبى عثمان النهدى ، وأبى موسى الاشعرى (س) ، وحفصة بنت عمر (س) ، زوج النبى صلى الله عليه وسلم وأم سلمة (س) زوج النبى صلى الله عليه وسلم .روى عنه : إبراهيم بن العلاء أبو هارون الغنوى ، وأمية (د) شيخ لسليمان التيمى إن كان محفوظا ، وأنس بن سيرين (س) ، وأيوب السختيانى ، وحبيب بن الشهيد (بخ د ت) ، والحكم بن عتيبة ، وأبو زهير حيان بن عبد الله بن زهير العدوى البصرى ، وابنه رديني بن أبى مجلز السدوسى ، وسليمان التيمى (خ م س) ، وعاصم الاحول (خ س ق) ، وعباد بن عباد بن علقمة المازنى (سى) ، وأبو حريز عبد الله بن الحسين قاضى سجستان ، وأبو طيبة عبد الله بن مسلم المروزى ، وعمارة بن أبى حفصة (فق) ، وعمران ابن حدير (د ت س) ، وقتادة بن دعامة (م د ت س) ، وأبو غفار المثنى بن سعيد ، ومطهر بن جويرية ، ومنصور بن النعمان ، وأبو مكين نوح بن ربيعة (فق) ، وهشام بن حسان القردوسى ، وأبو التياح يزيد بن حميد الضبعى (م ق) ، ويزيد بن حيان أبو مقاتل ابن حيان (ت ق) ، ويزيد النحوى ، وأبو السود النهدى ، وأبو هاشم الرمانى (خ م س ق) ذكره محمد بن سعد فى الطبقة الثانية من أهل البصرة ، وقال كان ثقة ، وله أحاديث .وذكره الهيثم بن عدى عن عبد الله بن عياش فى الطبقة الثالثة .وقال العجلى بصرى تابعى ثقة ، وكان يحب عليا .وقال أبو زرعة وابن خراش :ثقة .وذكره ابن حبان فى كتاب "الثقات" (تهذيب الكمال، جزء ۱۳، صفحه ۱۷۶، تحت رقم الترجمة ۶۷۷۲)

قَالَ : آمِيْنَ وَأَخْـفٰـى بِهَا صَوْتَهُ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى، وَجَعَلَهَا عَلٰى بَطْنِهِ (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ١٧٥٧٦، معرفة الصحابة لابى نعيم حديث نمبر ٦٤٨٢)

ترجمہ: کہ انہوں نے رسول اللہ علیہ کے ساتھ نماز پڑھی، جب رسول اللہ علیہ نے ''ولا الضالین'' کہا تو آپ نے آہستہ آواز سے آمین کہا، اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اپنے پیٹ کے اوپر رکھا (ترجمہ ختم)

اس روایت کے ایک راوی حجاج بن نصیر کو متعدد محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن بعض نے ان کو شیخ صدوق اور ان کی حدیث کے لابأس بہ ہونے کا حکم لگایا ہے، اور ابنِ عدی نے ان کو صالح قرار دیا ہے۔[۱]

---

[۱] اور اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد ابونعیم اصبہانی فرماتے ہیں:

رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَالْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَلَمَةَ نَحْوَهُ (معرفة الصحابة، حواله بالا)

قال الهيثمي:

حَجَّاجُ بْنُ نُصَيْرٍ ، ضَعَّفَهُ أَبُو حَاتِمٍ وَغَيْرُهُ ، وَوَثَّقَهُ ابْنُ مَعِينٍ وَابْنُ حِبَّانَ (مجمع الزوائد ج ١ ص ٢٤٩)

حجاج الفسطاطى ليس به بأس قاله يحيى (تاريخ اسماء الثقات لابن شاهين تحت رقم الترجمة ٢٦٣)

حجاج بن نصير الفساطيطى بصرى يكنى ابا محمد ثنا الجنيدى قال حدثنا البخارى قال مات حجاج بن نصير ابو محمد الفساطيطى البصرى سنة أربع عشرة او ثلاث عشرة يتكلمون فيه سمعت بن حماد يقول قال البخارى حجاج بن نصير ابو محمد الفساطيطى البصرى عن شعبة سكتوا عنه ثنا بن حماد ثنا معاوية عن يحيى قال الحجاج بن نصير الفساطيطى ضعيف وقال النسائى حجاج بن نصير البصرى ضعيف ثنا عمر بن الحسن بن نصر ثنا عقبة بن مكرم ثنا أبو محمد القيسى حجاج بن نصير الفساطيطى ثنا بن العراد ثنا يعقوب بن شيبة قال سألت يحيى بن معين عن حجاج بن نصير فقال لى صاحب الفساطيط كان شيخا صدوقا ولكنهم أخذوا عليه شيئا من حديث شعبة يعنى انه أخطأ فى أحاديث من أحاديث شعبة......ولحجاج بن نصير احاديث وروايات عن شيوخه ولا اعلم له شيئا منكرا غير ما ذكرت وهو فى غير ما ذكرته صالح (الكامل لابن عدى ج ٢ ص ٢٣١)

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ کسی راوی کے بارے میں جتنی جرحیں موجود ہوتی ہیں، وہ سب مقبول و مؤثر نہیں ہوتیں، بلکہ بعض ان میں سے غیر مقبول وغیر مؤثر بھی ہوتی ہیں، لیکن بعض لوگ بالخصوص بعض غیر مقلد حضرات نفسانی اغراض کی خاطر غیر مقبول وغیر مؤثر بلکہ مردود جرحوں کو نقل کر کے دوسروں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ان کی یہ حدیث حسن درجے میں داخل ہے، بالخصوص جبکہ دیگر روایات اور جمہور کی طرف سے تلقی بالقبول بھی حاصل ہے۔ [1]

یہ بات ظاہر ہے کہ ناف پیٹ کے درمیان میں آتی ہے، اس لئے ناف کے اوپر اور نیچے والا حصہ تو اس میں داخل ہے، اور سینہ اس سے خارج ہے۔ [2]

نویں روایت

(۹)......مصنف ابن ابی شیبۃ میں روایت ہے:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُمَيْرٍ ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ : رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم (وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ)(المصنف لابن ابی شیبة، حدیث نمبر ۳۹۵۹، باب نمبر ۱۶۷، کتاب الصلاۃ، تحقیق وترقیم وتخریج: محمد عوامة؛ الطبعة الثانية: ۱۴۲۸ھ۔مطبوعة: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، پاکستان)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

کیونکہ اگر مقبول وغیر مقبول جرحوں میں امتیاز نہ کیا جائے، اور کسی راوی میں کسی محدث کے طعن وجرح سے اگر وہ راوی ضعیف یا اس کی احادیث ضعیف ہوجایا کریں تو خود امام بخاری بھی ضعیف اوران کی احادیث بھی ضعیف ہوجائیں گی، کیونکہ امام بخاری پر بھی امام محمد بن یحیٰ ذہلی نے جرح کی ہے، دیکھو مقدمہ فتح الباری، نیز بخاری کے بہت سے راویوں پر بعض محدثین نے جرح وطعن کیا ہے، جیسا کہ مقدمہ فتح الباری کے مطالعہ سے واضح ہوگا (ملاحظہ ہو: امداد الاحکام ج۱ص۶۴۹) اس کے باوجود بھی اگر کوئی غیر مقلد اس حدیث کے ضعیف ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ اول حدیث کے رد وقبول کے اصول کتاب وسنت سے بیان کرے، پھر اس حدیث کو ضعیف ثابت کرے، کسی عالم کا قول بیان نہ کرے، کیونکہ ہماری طرف سے پیش کردہ کسی عالم ومحدث وفقیہ کے قول کو جب وہ خود اپنے اوپر حجت نہیں سمجھتا، تو دوسروں پر اس سے حجت قائم کرنے کا اس کو کیا حق ہے؟ دوسرے اگر وہ کسی عالم ومحدث کا قول اپنی تائید میں لائے گا، تو ہم بھی دوسرے عالم ومحدث کا قول اس کے خلاف دکھلاسکتے ہیں (ملاحظہ ہو: امداد الاحکام ج۱ص۶۴۲وص۶۴۸تا۶۴۹)

[1] (وظاهر كلام أبي الحسن بن القطان يرشد إليه فإنه قال)(هذا القسم لا يحتج به كله بل يعمل به في فضائل الأعمال ويتوقف عن العمل به في الأحكام إلا إذا كثرت طرقه أو عضده اتصال عمل أو موافقة شاهد صحيح أو ظاهر القرآن واستحسنه شيخنا -يعني ابن حجر(قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث المؤلف :العلامة جمال الدين القاسمي الدمشقي)

(اس کی مزید تفصیل آگے ''عبدالرحمٰن کی ''تحت السرۃ'' والی روایت کی سند پر مفصل کلام'' کے ضمن میں آتی ہے)

[2] والسُّرةُ :الوَقْبَةُ التي في وَسْطِ البَطْنِ.(المحيط في اللغة،مادة، السين والراء)

ترجمہ: ہم سے وکیع نے بیان کیا، انہوں نے موسیٰ بن عمیر سے انہوں نے علقمۃ بن وائل بن حجر سے، انہوں نے اپنے والد حضرت وائل بن حجر سے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی علیہ کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا ہوا تھا (ترجمہ ختم)

فائدہ: یہ روایت سند کے لحاظ سے قوی ہے۔

اس روایت کے پہلے راوی حضرت وکیع بن جراح ہیں، جو کہ ثقہ ہیں، اوران کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے۔

اوراس روایت کے دوسرے راوی موسیٰ بن عمیر ہیں، یہ بھی ثقہ ہیں۔ [1]

اوراس روایت کے تیسرے راوی علقمۃ بن وائل ہیں، یہ بھی ثقہ ہیں۔ [2]

---

[1] موسى بن عمير التميمي العنبرى الكوفي ثقة من كبار السابعة (تقريب التهذيب لابن حجر العسقلاني، جزء ۲ صفحه ۲۲۷)

موسى بن عمير التميمي العنبرى الكوفي روى عن: الحكم بن عتيبة، وعامر الشعبي، وعبيد الله بن قيس النخعي، وعلقمة بن وائل بن حجر الحضرمي (س) روى عنه: حفص بن غياث، وعبد الله بن المبارك (س)، وعبيد الله بن موسى، وابو نعيم الفضل بن دكين، ووكيع بن الجراح. قال عباس الدوري عن يحيى بن معين، وابو حاتم، ومحمد بن عبد الله بن نمير، وابو بكر الخطيب ثقة. وقال ابو زرعة: لا باس به (تهذيب الكمال للامام المزى، جزء ۲۹، صفحه ۱۲۶)

موسى بن عمير التميمي الكوفي: عن الشعبي، والحكم، وغيرهما. وعنه ابن المبارك، وآخرون. وثقه يحيى. وأبو حاتم، وغيرهما. وذكره ابن حبان في الضعفاء، فظن انه القرشي، وليس به، ثم موسى بن عمير القرشي، فروى أيضًا عن الشعبي، والحكم، وعن جبارة بن المغلس. وقال النسائي ليس بثقة. ذكرته للتمييز بينهما (مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار لابي محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين العينتابى الحنفي بدر الدين العيني، جزء۵ صفحه ۱۰۲)

موسى بن عمير التميمي العنبرى الكوفي. روى عن علقمة بن وائل والشعبي وعبيد الله بن قيس النخعي والحكم بن عتيبة. وعنه حفص بن غياث ووكيع وابن المبارك وعبد الله بن موسى وابو نعيم قال ابن معين وأبو حاتم ومحمد بن عبدالله بن نمير والخطيب ثقة وقال ابو زرعة لا بأس به له في النسائي حديث واحد في الصلاة. قلت: وقال العجلي والدولابى ثقة (تهذيب التهذيب لحافظ ابن حجر العسقلاني، جزء ۱۰ صفحه ۳۲۴)

[2] علقمة بن وائل بن حجر الحضرمي كوفي تابعي ثقة (معرفة الثقات للعجلي، جزء ۲ صفحه ۱۴۹)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

شبہ کیا جائے کہ مؤمل بن اسماعیل نے جو حضرت وائل سے حدیث روایت کی ہے، اس میں تو سینے پر ہاتھ باندھنے کے الفاظ ہیں۔

لہٰذا حضرت وائل کی وہ روایت حضرت وائل ہی کی اس مذکورہ حدیث کے خلاف ہوئی؟

اس کے جواب میں عرض ہے کہ مؤمل بن اسماعیل کی اُس روایت کو جس میں سینے پر ہاتھ باندھنے کے الفاظ ہیں۔ متعدد محدثین نے غیر محفوظ اور ثقہ راویوں کے خلاف قرار دیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ذکره ابن حبان فی کتاب "الثقات" (تهذيب الكمال، جزء ٢٠ صفحه ٣١٢)

هو ثقة بالاتفاق (تهذيب الاسماء واللغات للنووی، جزء ١ صفحه ٣٢٧)

علقمة بن وائل بن حجر بضم المهملة وسكون الجيم الحضرمی الكوفی صدوق إلا انه لم يسمع من أبيه (تقريب التهذيب لابن حجر العسقلانی، جزء ١ صفحه ٦٨٧)

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت علقمہ کے اپنے والد سے سماعت کا حکم لگایا ہے۔

چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

علقمة بن وائل بن حجر الحضرمی الكندی الكوفی سمع اباه (التاريخ الكبير للبخاری ج٧ ص ٤١، تحت رقم الترجمة ١٧٨)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں بھی حضرت علقمہ کے اپنے والد سے سماعت کی تصریح ہے۔

چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ روایت فرماتے ہیں کہ:

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ أَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ:

قَالَ إِنِّي لَقَاعِدٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسلم حديث نمبر ٣١٨١، كتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات، باب صحة الإقرار بالقتل وتمكين ولی القتيل من القصاص واستحباب طلب العفو منه)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی علقمہ کے اپنے والد سے سماعت کی تصریح فرمائی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ (ترمذی حديث نمبر ١٣٥٣، كتاب الحدود عن رسول الله صلی الله عليه وسلم، باب ما جاء فی المرأة إذا استكرهت علی الزنا)

قلتُ: وسماع علقمة من ابيه ثابت (بذل المجهود، جلد ٢ صفحه ٢٣)

لہٰذا علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ کے حضرت علقمہ کے اپنے والد سے عدمِ سماعت کا حکم لگانا درست معلوم نہیں ہوتا۔

[1] قال العلامة النيموی زيادة علی صدره غير محفوظة فان الحديث رواه احمد فی مسنده من طريق عبدالله بن الوليد عن سفيان عن عاصم بن كليب عن ابيه عن وائل بن حجر واحمد والنسائی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ملحوظ رہے کہ مصنف ابن ابی شیبۃ کے بعض نسخوں میں اس حدیث کے آخر میں ''تحت السرۃ'' کے

﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

من طريق زائدة عن عاصم عن ابيه عن وائل وابو داؤد من طريق بشر بن المفضل عن عاصم عن ابيه عن وائل وابن ماجه من طريق عبدالله بن ادريس وبشر بن المفضل عن عاصم عن ابيه عن وائل واحمد من طريق عبدالواحد وزهير بن معاوية وشعبة عن عاصم عن ابيه عن وائل كلهم بغير هذه الزيادة وقد نص ابن القيم في اعلام الموقعين لم يقل على صدره غير مؤمل بن اسماعيل عن سفيان الثوري فثبت انه متفرد في ذلك وقد روى هذا الحديث من طريق علقمة وغيره عن وائل بن حجر وليس فيه هذه الزيادة فلاشك انها غير محفوظة لان الراوي وان كان من الثقات اذا خالف الثقات او اوثق منه فروايته لاتقبل وتكون شاذة غير محفوظة (فتح الملهم ج۲ ص ۳۹)

(باب وضع اليدين على الصدر في الصلوة) ذكر فيه حديث محمد بن حجر الحضرمي حدثني سعيد بن عبد الجبار بن وائل عن ابيه عن امه عن وائل *قلت *محمد بن حجر بن عبد الجبار بن وائل عن عمه سعيد له مناكير قاله الذهبي وام عبد الجبار هي ام يحيى لم اعرف حالها ولا اسمها * قال البيهقي (ورواه مؤمل بن اسمعيل عن الثوري عن عاصم بن كليب) * قلت *مؤمل هذا قيل انه دفن كتبه فكان يحدث من حفظه فكثر خطاء ه كذا ذكر صاحب الكمال وفي الميزان قال البخاري منكر الحديث وقال أبو حاتم كثير الخطاء وقال أبو زرعة في حديثه خطأ كثير لم ذكر البيهقي عن علي (انه قال في هذه الآية فصل لربك وانحر قال وضع يده اليمنى على وسط يده اليسرى ثم وضعهما على صدره) * قلت *تقدم هذا الاثر في باب الذي قبل هذا الباب وفي سنده ومتنه اضطراب لم ذكر من رواية روح ابن المسيب (حدثني عمرو بن مالك النكري عن ابي الجوزاء عن ابن عباس فصل لربك وانحر قال وضع اليمين على الشمال في الصلوة عند النحر) * قلت * روح هذا قال ابن عدى يروى عن ثابت ويزيد الرقاشي احاديث غير محفوظات وقال ابن حبان يروى الموضوعات لا تحل الرواية عنه وقال ابن عدى عمرو النكري منكر الحديث عن الثقات يسرق الحديث ضعفه أبو يعلى الموصلي ذكره ابن الجوزي (الجوهر النقي لابن التركماني ج۲ ص ۳۰)

وحديث وائل هذا رواه احمد في مسنده من طريق عبدالله بن الوليد عن سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر، وأحمد والنسائي من طريق زائدة عن عاصم عن أبيه عن وائل، وأبو داؤد من طريق بشر بن المفضل عن عاصم عن أبيه عن وائل، وابن ماجة من طريق عبدالله بن إدريس وبشر بن المفضل عن عاصم عن أبيه عن وائل، وأحمد من طريق عبدالواحد وزهير بن معاوية وشعبة عن عاصم عن أبيه عن وائل، كلهم بغير زيادة "على صدره" وقد نص ابن القيم في إعلام الموقعين: لم يقل على صدره غير مؤمل بن إسماعيل اه. فثبت أنه متفرد في ذلك كذا في "التعليق الحسن" (اعلاء السنن جلد ۲ ص ۱۹۵)

ويؤيده أن البيهقي مع شدة حرصه على تخريج مايؤيد مذهبه لم يخرجه إلا من طريق مؤمل بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ـفاظ نہیں ہیں، لیکن بعض نسخوں میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ ل

﴿ گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ ﴾

ســماعيل هذا، ولو كان له طريق آخر أمثل عنه لأخرجه ولابد، أو كان عند غيره لنبه عليه ألبتة. علا ـن ابـن الـقيم يدعي: أنه لم يقل: "على صدره" غير مؤمل بن اسماعيل وتوسع ابن القيم في مثل هذا لاينكر (معارف السنن، جلد ٢ صفحه ٤٣٧)

نیز اس روایت کی بعض سندوں میں "علیٰ صدرہ" کے بجائے "عند صدرہ" کے الفاظ ہیں۔

حـدثـنـا محمد بن يحيى ، ثنا محمد بن عاصم ، قال :ثنا مؤمل ، قال :ثنا سفيان ، عن عـاصم بن كليب ، عن أبيه ، عن وائل بن حجر ، قال :رأيت النبي صلى الله عليه وسلم وضـع يـده عـلـى شماله عند صدره (طبقات المحدثين باصبهان لابي الشيخ الاصبهاني حديث نمبر ٤٣٢)

ور مسند بزار کی ایک روایت میں بھی یہی الفاظ ہیں:

وضع يمينه على يساره عند صدره(مسند البزار حديث نمبر ٤٤٨٨)

ور فقہائے کرام میں سے "حقیقی صدر" پر ہاتھ رکھنے کا تو کوئی بھی قائل نہیں، بلکہ بعض فقہاء نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے، ور اس میں اہلِ کتاب و متکبرین کے ساتھ مشابہت بھی پائی جاتی ہے، اسی لئے "عند الصدر" سے "تحت الصدر" مراد لیا گیا ہے، اور "سرۃ" قریب الصدر یا تحت الصدر واقع ہے۔ لہٰذا اس روایت کا مذکورہ مفہوم "تحت السرۃ" کے زیادہ معارض نہیں، اور "فوق السرۃ" کے الفاظ پر تفصیل آ گے ذکر کی جائے گی۔

وهـذا مـع ان لـفـظ "عـنـد صـدره "فيـه توسع ليس في قوله على صدره ، وبالجملة لايكفي مثله في مـعـرض الـخـصـام ، وقـال الحافظ المارديني في الجوهر النقي :مؤمل هذا قيل انه دفن كتبه ،فكان يـحـدث عن حفظه فكثر خطاه اهـ،وقال الذهبي في الميزان:قال ابوحاتم صدوق شديد في السنة ، كثيـر الـخـطأ، وقال البخاري:منكر الحديث. وقال ابوزرعة:في حديثه خطأكثيراهـ(معارف السـنـن ج٢ ص ٤٣٩)

ل چنانچہ مصنف ابنِ ابی شیبۃ کے محقق اور احادیث کے مخرج جناب شیخ محمد عوامۃ نے شیخ محمد عابد سندھی اور شیخ محمد مرتضیٰ ـبیدی کے نسخوں کے متعلقہ صفحات کے عکس بھی مصنف ابنِ ابی شیبۃ کی تیسری جلد کے شروع میں شائع کیے ہیں، جن میں ـحت السرۃ کے الفاظ کی زیادتی موجود ہے، اور ساتھ ہی انہوں نے محدث شیخ محمد ہاشم سندھی کے تین نسخوں میں اس زیادتی کے مشاہدے کا ذکر کیا ہے۔

چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

تـحـت الـسـرة زيـادة ثابتة في ت، ع، كمايرى القارئ الكريم صورتهما في مقدمة هذا الـمجلد، ونـسخة ت كان انتهاء نسخ هذا المجلد منها سنة ١٣٤٧هـ وعليها خط الامام الـعيـنـي فـي مـواضـع كـمـاذكرته في المقدمة صفحه ٣٠. فلايبعد ان الامام القاسم بن قطلوبغا قد وقف عليهاونقل منها هذا الحديث في كتابه "التعريف والاخبار بتخريج

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اوراس سے پہلے جو حضرت وائل کی حدیث ذکر کی گئی، وہ بھی اس زیادتی کے وجود کی مؤید ہے۔ تاہم بعض نسخوں میں ناف کے نیچے کے الفاظ کی زیادتی نہ پائے جانے کی وجہ سے اس کے ثبوت میں قدرے ضعف ضرور پایا جاتا ہے، لیکن حضرت وائل کی گزشتہ روایت اور حضرت علی اور حضرت

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

احادیث الاختیار" وكانت وفاته سنة ٨٧٩هـ. وكلامه فى الورقة ٢٧/ب من النسخة التى بخطه وهى محفوظة فى مكتبة فيض الله باستنبول برقم ٢٩٢، وقال بعد مانقله سنداً ومتنا وهذا اسناد جيد بل ان سياق كلامه واضح فى تقديمه هذه الرواية على رواية ابن خزيمة (٤٧٩) التى فيها زيادة على صدره واعلاله لها براوية ابن ابى شيبة.

وهذه الزيادة فى نسخة العلامة محمد عابد السندى من "التعريف والاخبار" (المصنف لابن ابى شيبة، جلد٣، صفحه ٣٢٠، كتاب الصلاة، تحقيق وترقيم وتخريج: محمد عوامة؛ الطبعة الثانية: ١٤٢٨ھ. مطبوعة: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، پاكستان)

مزید فرماتے ہیں:

فهاتان نسختان ثبت فيهما تحت السرة يضاف اليها ثلاث آخر نسخة العلامة قاسم وقد تكون هى نسخة ت ونسخة العلامة عبدالقادر بن ابى بكر الصديقى مفتى مكة المكرمة ونسخة العلامة محمد اكرم السندى نقل ذالک عنها كالعلامة محمد هاشم التتوى السندى فى رسالته ترصيع الدرة على درهم الصرة (ايضاً صفحه ٣٢١)

اورعلامہ محدث شیخ محمد ہاشم سندھی رحمہ اللہ نے ان الفاظ کے ثبوت پر مدلل کلام فرمایا ہے۔

چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

لفظة تحت السرة وقد وجدت هى فى ثلاث نسخ من مصنف ابى بكر ابن ابى شيبة.
منها النسخة التى نقلها الشيخ قاسم محدث ديار المصرية رحمه الله تعالىٰ وفيه غنى من الكل.
ومنها نسخة الشيخ محمد اكرم النصربورى رأيناها فى بلاد السند.
ومنها نسخة الشيخ عبدالقادر مفتى مكة المعظمة رأيناها فى مكة (ترصيع الدرة على درهم الصرة، صفحه ٨٤)
قد ثبت وجود لفظة "تحت السرة" ملحقة بحديث وائل فى النسخ الثلاث المتقدم ذكرها (ايضاً صفحه ٨٥)

اورعلامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قلت: لو وجدت هذه الزيادة فى نسخة واحدة، فقط لكنا نسلم قولهٗ فلعل بصر الكاتب زاغ من محل الىٰ محل آخر .اه ولكن لما وجدت فى نسخة عديدة فاحتمال زيغ ابصار جميع الكتاب غير مسلم (اعلاء السنن جلد٢ صفحه ١٩٩، باب وضع اليدين تحت السرة وكيفية الوضع)
(مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: معيار النقاد فى تمييز المغشوش عن الجياد، مشمولہ درہم الصرۃ صفحہ ١٠٧، ١٠٨)

ابو ہریرہ کی روایات نیز ابو مجلز وابراہیم نخعی کی روایات اس کی مؤید ہیں، اس لیے مذکورہ ضعف مسئلہ ھذا میں ان شاء اللہ تعالیٰ قادح ومضر نہیں ہوگا۔

آٹھویں روایت

(۸)......امام احمد کے بیٹے عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ:

حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ نَا یَحْیٰی بْنِ زَکَرِیَّا بْنِ زَائِدَۃَ اَبُوْ سَعِیْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقِ عَنْ زِیَادِ بْنِ زَیْدِ السُّوَائِیْ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ قَالَ عَلِیٌّ اِنَّ مِنَ السُّنَّۃِ فِی الصَّلَاۃِ وَضْعُ الْاَکُفِّ عَلَی الْاَکُفِّ تَحْتَ السُّرَّۃِ (مسائل احمد بن حنبل روایۃ ابنہ عبداللہ ج ۱ ص ۷۲، باب صفۃ الصلاۃ) [۱]

ترجمہ: مجھ سے میرے والد (احمد بن حنبل) نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن زکریا بن زائدۃ ابوسعید نے عبدالرحمٰن بن اسحاق سے، انہوں نے زیاد بن زید سوائی سے، انہوں نے ابوجحیفہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
نماز میں (دائیں ہاتھ کی) ہتھیلی کو (بائیں ہاتھ کی) ہتھیلی (کی پشت) پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: ہتھیلی پر ہتھیلی رکھنے کی صورت میں صحیح ہیئت جو بلا تکلف تواضع والی ہوتی ہے، وہ ناف کے نیچے ہی ہے، کیونکہ دونوں ہاتھ جب ہتھیلی پر ہتھیلی رکھ کر جسم کے اگلے حصے پر رکھے جائیں گے، تو ان کا صحیح مقام ناف کے قریب ہی بنتا ہے، نہ کہ سینے پر یا اس کے قریب۔
اس کا ہر شخص جب چاہے مشاہدہ کرسکتا ہے۔
اس روایت میں عبدالرحمٰن بن اسحاق سے روایت کرنے والے یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ ہیں،

---

[۱] کان عبداللہ بن احمد لایکتب الا عن من اذن لہٗ ابوہ بالکتابۃ عنہ، وکان لایاذن لہٗ ان یکتب الا عن اھل السنۃ (تعجیل المنفعۃ لابن حجر، صفحہ ۱۵، ترجمۃ ابراھیم بن الحسن الباھلی)
وقد کان عبداللہ بن احمد لا یکتب الا عن من یاذن لہ ابوہ فی الکتابۃ عنہ ولھذا کان معظم شیوخہ ثقات (ایضاً جزء ۱ صفحہ ۳۵۵)

اور عبدالرحمٰن بن اسحاق، زیاد بن زید سوائی سے روایت کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن اسحاق پر تفصیلی کلام ہم نے مستقل عنوان کے تحت آگے ذکر کردیا ہے، جس کے مطابق ان کی یہ حدیث حسن درجے کی ہے۔

اور زیاد بن زید کو متعدد محدثین نے اگرچہ مجہول قرار دیا ہے، لیکن اولاً تو یہ قرونِ ثلاثہ میں داخل ہیں، جن کو ہمارے نزدیک عدالت پر محمول کیا جائے گا۔ [1]

دوسرے دیگر سندوں میں (جن کا ذکر آگے آرہا ہے) ان کے متابع (یعنی دوسرے راوی) بھی موجود ہیں، لہٰذا ان کی جہالت اس سلسلہ میں ضرر رساں نہیں۔ [2]

مندرجہ بالا روایت میں امام احمد کے بیٹے جن سے اس کو روایت کرتے ہیں، وہ یحییٰ بن زکریا ہیں، جو کہ ثقہ ہیں۔ [3]

---

[1] زیاد بن زید السوائی الأعسم بمهملتين الكوفي مجهول من الخامسة (تقريب التهذيب ج ا ص ۳۲۰)

فجهالة حال الرجل في القرون الثلاثة لاتضر عند الحنفية وتكون محمولة عند العدالة (ترصيع الدرة على درهم الصرة صفحه ۸۱)

[2] وفي اسناده زياد بن زيد وهو مجهول، ولكن اخرج الدارقطني وغيره بثلاثة اسانيد روىٰ في سنديه عن عبدالرحمن بن اسحاق عن زياد بن زيد عن ابي جحيفة عن علي وروىٰ في السند الثالث عن عبدالرحمن بن اسحاق عن النعمان بن سعد عن علي فلايضر جهالة زياد بن زيد (بذل المجهود جلد ۲ صفحه ۲۳، باب وضع اليمنىٰ على اليسرىٰ في الصلاة)

[3] يحيى بن زكريا بن أبى زائدة ، واسمه ميمون ، بن فيروز الهمدانى الوادعى ، أبو سعيد الكوفى ، مولى امرأة من وادعة ، وقيل : مولى محمد بن المنتشر الهمدانى .... وقال عبد الله بن احمد بن حنبل ، عن أبيه ، وإسحاق بن منصور ، واحمد بن سعد بن ابى مريم ، عن يحيى بن معين : ثقة وقال على ابن المدينى : هو من الثقات .وقال فى موضع آخر : لم يكن احد بالكوفة بعد الثورى أثبت من ابن أبى زائدة .وقال فى موضع آخر، انتهى العلم إلى ابن عباس فى زمانه ، ثم إلى الشعبى فى زمانه ، ثم إلى الثورى فى زمانه ، ثم إلى يحيى ابن أبى زائدة فى زمانه وقال محمد بن عبد الله بن نمير : كان ابن أبى زائدة فى الاتقان ، أكبر من ابن إدريس فى الاتقان .وقال أبو حاتم : مستقيم الحديث ، صدوق ثقة .وقال النسائى : ثقة ثبت .وقال العجلى : ثقة ، وهو ممن جمع له الفقه والحديث ، وكان على قضاء المدائن ، ويعد من حفاظ الكوفيين للحديث ، مفتيا ثبتا ، صاحب سنة ، ووكيع إنما صنف كتبه على كتب يحيى ابن أبى زائدة .وذكر عبد الرحمن بن أبى حاتم أن يحيى بن أبى زائدة أول من صنف الكتب بالكوفة (تهذيب الكمال ج ۱۳ ص ۳۰۵)

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے ابوجحیفہ ہیں، جو کہ نبی علیہ کے صحابہ کرام میں
شمار ہوتے ہیں، اور ان کی عدالت پر کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ [1]
چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس روایت کے ثبوت پر بعض حضرات کو شبہ ہے، اس لیے ہم اس روایت کو مختلف محدثین کی کتابوں سے اُن کی الگ الگ سندوں کے ساتھ نقل کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ اس روایت کی اصل موجود ہے، اور یہ بے بنیاد روایت نہیں ہے۔

پہلی روایت

(۹)......مسند احمد میں روایت ہے کہ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَسَدِيُّ لُوَيْنٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ السُّوَائِيِّ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضْعُ الْأَكُفِّ عَلَى الْأَكُفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ (مسند احمد حديث نمبر ٨٣٣، من مسند علی بن أبی طالب رضی الله عنه)

ترجمہ: ہم سے عبداللہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے محمد بن سلیمان الاسدی لوین نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن ابی زائدہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہم سے عبدالرحمٰن بن اسحاق نے زیاد بن زید سے اور انہوں نے ابی جحیفہ سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
نماز میں (دائیں ہاتھ کی) ہتھیلی کو (بائیں ہاتھ کی) ہتھیلی (کی پشت) پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت میں امام احمد بن حنبل کے بیٹے ''عبداللہ'' کے بعد دوسرے راوی محمد بن سلیمان

---

[1] وهب بن عبد الله، ويقال :وهب بن وهب ،أبو جحيفة السوائی ، يقال له :وهب الخير من بنى حرثان بن سواءة بن عامر بن صعصعة ، وكان من صغار أصحاب النبی صلى الله عليه وسلم ، قيل :مات رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يبلغ الحلم ، نزل الكوفة وابتنى بها دارا(تهذيب الكمال ج ٣١ ص ١٣٣)

اسدی ہیں، جو کہ ثقہ ہیں۔ [۱]

ملحوظ رہے کہ متعدد محدثین کے بقول مسند احمد کی اکثر احادیث مقبول درجہ کی ہیں، اور جو اس میں ضعیف بھی ہیں، وہ شدید درجہ کی ضعیف نہیں، بلکہ حسن کے قریب درجہ کی ہیں۔ [۲]

مشہور اور ابنِ قیم کے بقول صحیح روایت میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کے قائل ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ وہ اس حدیث کو مقبول و معتبر درجہ کی سمجھتے ہیں، اور اس سے

---

[۱] محمد بن سليمان بن حبيب الاسدى، أبو جعفر العلاف الكوفى، لم المصيصى، لقبه لوين، بالتصغير، ثقة، من العاشرة، مات سنة خمس او ست وأربعين وقد جاوز المائة. (تقريب التهذيب ج۲ ص۸۲)

[۲] واعلم أن الحافظ جلال الدين السيوطى قال فى خطبة جامعه الكبير ما حاصله: كل ما كان فى مسند أحمد فهو مقبول فإن الضعيف الذى فيه يقرب من الحسن (كشف الخفاء ومزيل الالباس عما اشتهر من الاحاديث على السنة الناس، جزء ۱ صفحه ۱۰)

وكل ما كان فى مسند أحمد فهو مقبول فإن الضعيف الذى فيه يقرب من الحسن (قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث للعلامة جمال الدين القاسمى الدمشقى، الباب التاسع فى كتب الحديث، بيان ما اشتمل على الصحيح فقط او مع غيره من هذه الكتب المرموز بها، جزء ۱ صفحه ۲۱۷)

وعلى كل حال فكلام الامام احمد يحمل على ظاهره وانه يريد الضعيف المتوسط ومافوقه مماهو الى الحسن اقرب، والله اعلم (حاشية اعلاء السنن ج۱۹ ص۱۰۸، كلام استاذ محمد عوامه، ناقل عبدالفتاح ابوغدة)

رواه ابوداؤد وقال سمعت احمد بن حنبل يضعف عبدالرحمن بن اسحاق الكوفى اه. قلت ولم ينسبه احد الى الكذب، وانما يضعف من قبل حفظه، فحاله كحال ابن ابى ليلىٰ وابن لهيعة وغيرهما، فى تهذيب التهذيب (۶: ۱۳۷) قال البزار: ليس حديثه حديث حافظ اهـ، وقال العجلى: ضعيف جائز الحديث يكتب حديث اهـ فالحديث حسن. (متن اعلاء السنن ج۲ ص۱۹۳)

وقال فى شرحه:

والحديث مذكور فى مسند احمد ايضا (۱: ۱۱۰) وقال السيوطى فى خطبة كنز العمال: وكل ما كان فى مسند احمد فهو مقبول، فان الضعيف الذى فيه يقرب من الحسن، كذا فى منتخب كنز العمال (۱: ۹) وقال الحافظ ابن حجر فى كتابه "تجريد زوائد مسند البزار" اذاكان الحديث فى مسند احمد لم يعز الى غيره من المسانيد، وقال التيمى فى "زوائد المسند: مسند احمد اصح صحيحا من غيره اهـ كذا فى تدريب الراوى. فهذا الحديث لاينزل على درجة الحسن. واما علة ضعف عبدالرحمن بن اسحاق فقد عرفت ارتفاعها بقول العجلى: انه جائز الحديث يكتب حديثه، على انه قد تأيد بشواهد (اعلاء السنن ج۲ ص۱۹۳)

استدلال بھی فرماتے ہیں، اور اسحاق بن راہویہ بھی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث کو دوسری احادیث کے مقابلے میں زیادہ قوی قرار دیتے ہیں۔ اور مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال کرنا، اس کے نزدیک اس حدیث کے معتبر ہونے کی علامت ہونے کے علاوہ اس کے ضعف کو دُور کرنے میں بھی مؤثر ہوتا ہے، کماسیجیئ۔

دسویں روایت

(۱۰)......ابوداؤد میں روایت ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ (ابوداؤد، باب وضع اليمنى على اليسرى فى الصلاة، حديث نمبر ۷۴۵)

ترجمہ: ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حفص بن غیاث نے بیان کیا، عبدالرحمٰن بن اسحاق سے، انہوں نے زیاد بن زید سے انہوں نے ابی جحیفہ سے کہ بے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز میں (دائیں ہاتھ کی) ہتھیلی کو (بائیں ہاتھ کی) ہتھیلی (کی پشت) پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت میں عبدالرحمٰن بن اسحاق سے روایت کرنے والے حفص بن غیاث ہیں، جو کہ بہت اعلیٰ درجے کے ثقہ اور حافظِ حدیث ہیں۔ [1]

---

[1] حفص بن غياث بن طلق بن معاوية النخعي الازدى الكوفي، أبو عمر: قاض، من أهل الكوفة. ولي القضاء ببغداد الشرقية لهارون الرشيد، ثم ولاه قضاء الكوفة ومات فيها. كان من الفقهاء حفاظ الحديث الثقات، حدث بثلاثة أو اربعة آلاف حديث من حفظه. وله (كتاب) فيه نحو ۱۷۰ حديثا من روايته (الأعلام للزركلي ج۲ص۲۶۴)

قال أبو حاتم ثقة وذكره ابن حبان في الثقات وقال ربما أخطأ وقال أبو داوٗد تبعته إلى منزله ولم أسمع منه شيئا. قال البخاري وابن سعد مات سنة اثنين وعشرين ومائتين.

قلت: وزاد ابن سعد في ربيع الاول وقال العجلي وأبو زرعة ثقة وقال ابن شاهين في الثقات قال أحمد صدوق (تهذيب التهذيب لابن حجر العسقلاني ج۷ص۳۸۲)

اور حفص بن غیاث سے روایت کرنے والے محمد بن محبوب ہیں، یہ بھی ثقہ ہیں۔ [۱]

گیارھویں روایت

(۱۱)......اور مصنف ابن ابی شیبۃ میں روایت ہے:

حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنِ إِسْحَاقَ ، عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدِ السُّوَائِيِّ ، عَنْ أَبِیْ جُحَيْفَةَ ، عَنْ عَلِيٍّ ، قَالَ : مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ وَضْعُ الْأَيْدِیْ عَلَى الْأَيْدِیْ تَحْتَ السُّرَرِ (مصنف ابن ابی شيبة، كتاب الصلاة، باب وضع اليمين على الشمال)

ترجمہ: ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا، وہ عبدالرحمٰن بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں اور وہ زیاد بن زید سوائی سے روایت کرتے ہیں، اور وہ ابو جحیفہ سے روایت کرتے ہیں، اور وہ حضرت علی سے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ (دائیں) ہاتھوں کو (بائیں) ہاتھوں پر نافوں کے نیچے رکھنا نماز کی سنت میں سے ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت میں ایک اضافی راوی ابو معاویہ ہیں، یہ بھی حافظ الحدیث اور ثقہ ہیں۔ [۲]

بارھویں روایت

(۱۲)......امام ابن منذر رحمہ اللہ روایت فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ قُتَيْبَةَ ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ ، قَالَ : ثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِیْ جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيٍّ ، قَالَ : مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ وَضْعُ الْأَيْدِیْ عَلَى الْأَيْدِیْ تَحْتَ السُّرَّةِ (الاوسط

---

[۱] محمد بن محبوب البنانی بضم الموحدة وخفة النون البصری ثقة من العاشرة مات سنة ثلاث وعشرين (تقريب التهذيب ج۲ ص ۱۲۹)

روى عنه : البخاری ، وأبو داود (تهذيب الكمال ج۲۶ ص ۳۷۰ تحت رقم الترجمة ۵۵۸۲)

[۲] محمد بن خازم بمعجمتين أبو معاوية الضرير الكوفی عمی وهو صغير ثقة أحفظ الناس لحديث الأعمش وقد يهم فی حديث غيره من كبار التاسعة (تقريب التهذيب ج۲ ص ۷۰)

محمد بن خازم التميمی السعدی، مولاهم، أبو معاوية : حافظ للحديث (الأعلام للزركلی ج۶ ص ۱۱۲)

لابن المنذر تحت حديث رقم ۲۲۴۲)

ترجمہ: ہم سے اسماعیل بن قتیبہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابوبکر نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابومعاویہ نے بیان کیا، انہوں نے عبدالرحمٰن بن اسحاق سے، اور انہوں نے زیاد بن زید سے، اور انہوں نے ابوجحیفہ سے، اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

نماز کی (ایک) سنت (دائیں) ہاتھوں کو (بائیں) ہاتھوں پر ناف کے نیچے رکھنا ہے

(ترجمہ ختم)

ئدہ: اس روایت میں عبدالرحمٰن بن اسحاق سے روایت کرنے والے ابومعاویہ ہیں، اور عبدالرحمٰن ن اسحاق زیاد بن زید سے روایت کرتے ہیں، جن پر کلام پہلے گزر چکا ہے۔

امام ابنِ منذر اس روایت کو اسماعیل بن قتیبہ سے روایت کرتے ہیں، جو کہ بہت بڑے محدث امام ہیں۔ [1]

اسماعیل بن قتیبہ ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت کرتے ہیں، جو کہ سید الحفاظ ہیں، اور ان سے م بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ نے روایات لی ہیں۔ [2]

رہویں روایت

۱۳)......اور دارقطنی میں روایت ہے:

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ

[1] إسماعيل بن قتيبة ابن عبدالرحمن :الامام، القدوة، المحدث، الحجة، ابو يعقوب السلمي النيسابوري(سير اعلام النبلاء للذهبي ج ۱۳ ص ۳۴۴)

[2] ابن أبي شيبة (خ، م، د، س، ق) عبدالله بن محمد بن القاضي أبي شيبة إبراهيم بن عثمان بن خواستي الامام العلم، سيد الحفاظ، وصاحب الكتب الكبار "المسند" و "المصنف"، "والتفسير"، ابو بكر العبسي مولاهم الكوفي وكان بحرا من بحور العلم، وبه يضرب المثل في قوة الحفظ .حدث عنه :الشيخان، وابو داوٗد، وابن ماجة، وروى النسائي عن أصحابه، ولا شيئ له في "جامع أبي عيسى(سير اعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۱۲۲)

زَكَرِيَّا الْمُحَارِبِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ زَيْدٍ السُّوَائِيُّ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضْعَ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ (دارقطني، باب في أخذ الشمال باليمين في الصلاة، حديث نمبر ۱۱۱۲)

ترجمہ: ہم سے یعقوب بن ابراہیم بزاز نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حسن بن عرفہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابومعاویہ نے عبدالرحمٰن بن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم سے زیاد بن زید سوائی نے بیان کیا، ابوجحیفہ سے روایت کرتے ہوئے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ (دائیں) ہاتھ کو (بائیں) ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا نماز کی سنت میں سے ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: امام دارقطنی رحمہ اللہ نے عبدالرحمٰن بن اسحاق تک دو سندوں سے اس کو روایت کیا ہے۔ ایک سند میں عبدالرحمٰن بن اسحاق سے روایت کرنے والے ابومعاویہ ہیں، اور دوسری سند میں یحیٰی بن ابی زائدہ ہیں، اور دونوں روایتوں میں عبدالرحمٰن بن اسحاق، زیاد بن زید سے روایت کرتے ہیں، ان راویوں پر کلام پہلے گزر چکا ہے۔ [1]

چودھویں روایت

(۱۴)......اور دارقطنی میں ہی روایت ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِنَّ مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ وَضْعَ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ (دارقطني، باب في أخذ الشمال باليمين في الصلاة، حديث نمبر ۱۱۱۳)

---

[1] اور ابومعاویہ تک کیونکہ اس روایت کی سند کے معتبر ہونے پر پہلے کلام گزر چکا، اس لیے ان سے پہلے کے راویوں کلام کی ضرورت نہیں، اور اگر کوئی راوی ضعیف بھی ہو، تو اس بارے میں مضر نہیں۔

ترجمہ: ہم سے محمد بن قاسم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابوکریب نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حفص بن غیاث نے بیان کیا، عبدالرحمٰن بن اسحاق سے، انہوں نے نعمان بن سعد سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت میں عبدالرحمٰن بن اسحاق سے روایت کرنے والے حفص بن غیاث ہیں اور عبدالرحمٰن بن اسحاق، نعمان بن سعد سے روایت کرتے ہیں۔

حفص بن غیاث کے بارے میں تو کلام گزر چکا ہے، اور نعمان بن سعد پر محدثین نے کوئی جرح نہیں فرمائی، بلکہ ابنِ حبان نے ان کو ثقہ شمار فرمایا ہے۔ [1]

پندرہویں روایت

(۱۵)......اور سننِ کبریٰ بیہقی میں روایت ہے:

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَارِثِ الْفَقِيهُ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ الْحَافِظُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ زَكَرِيَّا حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ زَيْدٍ السُّوَائِيُّ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضْعَ

---

[1] النعمان بن سعد بن حبتة، ويقال :ابن حبتر، الأنصاری الكوفی، خال عبد الرحمن بن إسحاق الكوفی روی عن :الاشعث بن قيس، وزيد بن ارقم، وعلی بن ابی طالب (ت)، والمغيرة بن شعت.(روی عنه :ابن اخته ابو شيبة عبد الرحمن بن إسحاق (ت.(قال ابو حاتم ولم يرو عنه غيره وذكره ابن حبان فی كتاب "الثقات روی له الترمذی(تهذيب الكمال ج۲۹ ص۴۵۰، تحت رقم الترجمة ۶۴۴۲)

النعمان بن سعد بن حبتة الأنصاری الكوفی عن علی رضی الله عنه وعنه بن أخته عبد الرحمن بن إسحاق فقط وثقه ابن حبان(لسان الميزان لابن حجر العسقلانی، حرف النون)

النعمان بن سعد الانصاری عن علی والمغيرة وعنه ابن أخته عبد الرحمن بن إسحاق وثق (الكاشف فی معرفة من له رواية فی الكتب الستة المؤلف :الامام شمس الدين أبی عبد الله محمد بن أحمد بن الذهبی، ج۲ ص۳۲۳، تحت رقم الترجمة ۵۸۴۸)

الْکَفِّ عَلَی الْکَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ .(ت) وَکَذٰلِکَ رَوَاهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ (السنن الکبرىٰ للبيهقي، باب وضع اليدين على الصدر في الصلاة من السنة، حديث نمبر ٢٣٣٥)

ترجمہ: ہمیں ابوبکر بن حارث فقیہ نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں علی بن عمر حافظ نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے محمد بن قاسم بن زکریا نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابوکریب نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن ابی زائدہ نے بیان کیا، عبدالرحمٰن بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے زیاد بن زید سوائی نے بیان کیا ابوحجیفہ سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نماز میں (دائیں ہاتھ کی) ہتھیلی کو (بائیں ہاتھ کی) ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

(امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے ابومعاویہ نے بھی عبدالرحمٰن بن اسحاق سے (ترجمہ ختم)

فائدہ: امام بیہقی رحمہ اللہ نے عبدالرحمٰن بن اسحاق سے روایت کرنے والے دو راویوں کا نام بتلایا ہے، ایک یحییٰ بن ابی زائدۃ (جن سے مراد یحییٰ بن زکریا ہیں) اور دوسرے ابومعاویہ، جن پر کلام پہلے گزر چکا ہے۔

اور یحییٰ بن زکریا سے ابوکریب روایت کرتے ہیں، یہ بھی ثقہ ہیں۔ [1]

سولہویں روایت

(١٦)......اور سننِ کبریٰ بیہقی میں ہی روایت ہے:

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَارِثِ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ الْحَافِظُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

[1] أبو كريب (ع) محمد بن العلاء بن كريب الحافظ الثقة الامام، شيخ المحدثين، أبو كريب الهمداني الكوفي. ولد سنة إحدى وستين ومئة (سير اعلام النبلاء، ج ١١ ص ٣٩٤، تحت رقم الترجمة ٨٦)

إِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ :إِنَّ مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ وَضْعُ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ (السنن الكبرىٰ للبيهقي ، باب وضع اليدين على الصدر في الصلاة من السنة، حديث نمبر ۲۳۳۶)

ترجمہ: ہمیں ابوبکر بن حارث نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں علی بن عمر حافظ نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے محمد بن قاسم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابوکریب نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حفص بن غیاث نے بیان کیا، عبدالرحمٰن بن اسحاق سے، انہوں نے نعمان بن سعد سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

بلاشبہ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے (ترجمہ ختم)

ہ: اس روایت میں عبدالرحمٰن بن اسحاق سے روایت کرنے والے حفص بن غیاث ہیں عبدالرحمٰن بن اسحاق، نعمان بن سعد سے روایت کرتے ہیں، اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ۔

ہے کہ اس روایت میں ابوجحیفہ موجود نہیں، اور ان کے بجائے نعمان بن سعد ہیں، اور نعمان بن کے ثقہ ہونے کا پہلے ذکر گزر چکا ہے۔

تک مذکورہ روایات میں عبدالرحمان بن اسحاق سے روایت کرنے والے تین راوی گزر چکے ا

(۱) حفص بن غیاث (۲) یحییٰ بن ابی زائدۃ (۳) ابومعاویۃ

بدالرحمٰن بن اسحاق جن سے روایت کرتے ہیں، وہ راوی یہ ہیں۔

(۱) زیاد بن زید (۲) نعمان بن سعد

ضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے بھی دو راوی ہیں۔

ایک ابوجحیفۃ، اور دوسرے نعمان بن سعد

آگے آنے والی حضرت ابوہریرہ کی روایت میں عبدالرحمٰن، سیار بن الحکم سے روایت

کرتے ہیں۔

سترہویں روایت

(۱۷)......ابوداؤد میں روایت ہے:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحٰقَ الْكُوفِيِّ عَنْ سَيَّارٍ أَبِي الْحَكَمِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَخْذُ الْأَكُفِّ عَلَى الْأَكُفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ(ابوداؤد، حدیث نمبر ۷۴۷)

ترجمہ: ہم سے مسدد نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، وہ عبدالرحمٰن بن اسحاق کوفی سے روایت کرتے ہیں، اور وہ سیار ابوالحکم سے روایت کرتے ہیں، اور وہ ابو وائل سے روایت کرتے ہیں، کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہتھیلی کو ہتھیلی سے نماز میں پکڑنا ناف کے نیچے ہے(ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت میں عبدالرحمٰن بن اسحاق سے روایت کرنے والے عبدالواحد بن زیاد ہیں اور عبدالرحمٰن بن اسحاق، سیار ابوالحکم سے روایت کرتے ہیں۔ [1]

جہاں تک اس روایت کے پہلے راوی مسدد کا معاملہ ہے، تو یہ امام ابوداؤد کے شیخ ہیں۔ اور یہ اعلیٰ درجے کے حافظ الحدیث ہیں۔ [2]

اور اس روایت میں حضرت مسدد عبدالواحد بن زیاد سے روایت کرتے ہیں، امام احمد بن حنبل نے ان کو ثقہ اور صالح قرار دیا ہے، اور امام ترمذی نے ان کو ثقہ اور حافظ قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] اور عبدالرحمٰن بن اسحاق سے حضرت علی کی روایت میں تین راوی پہلے گزر چکے ہیں، اس طرح یہ چوتھے راوی ہیں۔

[2] مسدد بن مسرهد(خ، د، ت، س) ابن مسربل، الامام الحافظ الحجة أبو الحسن الاسدی البصری، أحد أعلام الحديث ولد فی حدود الخمسین ومئة(سیر اعلام النبلاء ج۱۰ ص ۵۹۱، تحت رقم الترجمة ۲۰۸)

[3] عبد الواحد بن زياد العبدی مولاهم أبو بشر البصری.........قال أحمد بن حنبل: كان ثقة صالحا من أفاضل المسلمين اشترى نفسه من الله أربع مرات فتصدق بوزن نفسه فضة أربع مرات. وقال الترمذی: ثقة حافظ. وقال إسحاق الأزرق: ما أدركت أفضل من خالد الطحان(طبقات الحفاظ للسيوطی ج۱ ص۲۰، الطبقة السادسة)

ر عبدالرحمٰن بن اسحاق پر کلام آگے مستقل عنوان کے تحت آرہا ہے، جس کے مطابق ان کی یہ
دیث حسن درجے کی ہے۔

راس روایت میں تیسرے راوی سیار ابوالحکم ہیں، جن کو صادق اور ثقہ قرار دیا گیا ہے۔ ؎۱

ر چوتھے راوی ابووائل ہیں، جنہوں نے حضور ﷺ کے زمانے کو پایا ہے۔

ر چہ عمر میں چھوٹے ہونے کے باعث صحابیت کا مقام حاصل نہیں ہوا، اور انہوں نے صحابۂ کرام
سے روایات کی ہیں۔

دران کے ثقہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ؎۲

ٹھارہویں روایت

(۱۸)......اور امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''سنن کبریٰ بیہقی'' میں فرماتے ہیں:

وَرَوَاهُ أَيْضًا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ

؎۱ سيار أبو الحكم العنزى الواسطى ، ويقال :البصرى ، من عنزة بن أسامة بن ربيعة بن نزار .وهو سيار بن أبى سيار ، واسمه وردان ، وقيل :ورد ، وقيل :دينار .ويقال : إنه أخو مساور الوراق لامه.........قال عبد الله بن احمد بن حنبل ، عن ابيه :صدوق ثقة ثبت فى كل المشايخ.

وقال إسحاق بن منصور عن يحيى بن معين ، والنسائى :ثقة.

قال اسلم بن سهل الواسطى ، عن الليث بن بكار ، عن ابيه :مات سنة اثنتين وعشرين ومئة ، وكان لنا جارا، روى له الجماعة (تهذيب الكمال، جزء١٢، صفحه ٣١٣)

سيار أبو الحكم العنزى بنون وزاى وأبوه يكنى أبا سيار واسمه وردان وقيل ورد وقيل غير ذلك وهو أخو مساور الوراق لأمه ثقة وليس هو الذى يروى عن طارق بن شهاب من السادسة مات سنة اثنتين وعشرين (تقريب التهذيب، جزء١ صفحه ٢٠٧)

؎۲ أبو وائل شقيق بن سلمة الاسدى الكوفى شيخ الكوفة وعالمها، مخضرم جليل روى عن عمر وعثمان وعلى وابن مسعود وعائشة رضى الله عنهم وجماعة، وعنه الاعمش ومنصور وحصين وخلق سواهم، يقال اسلم فى حياة النبى صلى الله عليه وآله وسلم، روى محمد بن فضيل عن ابيه عن شقيق انه تعلم القرآن فى شهرين فهذا غاية الذكاء (تذكرة الحفاظ للذهبى، جزء١ صفحه ٦٠)

أبو وائل شقيق بن سلمة الاسدى كان مولده سنة إحدى من الهجرة أدرك النبى صلى الله عليه وسلم وليست له صحبة وسمع من الصحابة مات سنة ثلاث وثمانين (مشاهير علماء الامصار لابن حبان، جزء١ صفحه ١٥٩)

کَذٰلِکَ(السنن الکبریٰ للبیهقی ، باب وضع الیدین علی الصدر فی الصلاۃ من السنة. حدیث نمبر ۲۴۳۶)

ترجمہ: اور اس کو عبدالرحمٰن نے سیار سے اور انہوں نے ابو وائل سے اور انہوں نے ابو ہریرہ سے اسی طرح (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کی طرح) روایت کیا ہے(ترجمہ ختم)

فائدہ: اس کی سند پر پہلے گفتگو گزر چکی ہے۔

اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ناف کے نیچے سنت والی روایت کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت کا تذکرہ فرمایا ہے۔

انیسویں روایت

(۱۹)......اور امام ابنِ منذر روایت فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ هَارُوْنَ ، قَالَ :ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ ، قَالَ :ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ ، عَنْ سَيَّارٍ أَبِي الْحَكَمِ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى تَحْتَ السُّرَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَبِهِ قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ ، وَإِسْحَاقُ ، وَقَالَ إِسْحَاقُ :تَحْتَ السُّرَّةِ أَقْوٰى فِي الْحَدِيْثِ ، وَأَقْرَبُ إِلَى التَّوَاضُعِ .وَقَالَ قَائِلٌ :لَيْسَ فِي الْمَكَانِ الَّذِيْ يَضَعُ عَلَيْهِ الْيَدُ خَبَرٌ يَثْبُتُ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَإِنْ شَاءَ وَضَعَهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ ، وَإِنْ شَاءَ فَوْقَهَا (الاوسط لابن المنذر تحت حدیث رقم ۱۲۴۳)

ترجمہ: ہم سے موسیٰ بن ہارون نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن عبدالحمید نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، انہوں نے عبدالرحمٰن بن اسحاق سے، انہوں نے سیار ابوالحکم سے، اور انہوں نے ابووائل سے، اور

انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: نماز کی (ایک) سنت (دائیں) ہاتھ کو (بائیں) ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے۔ اور یہی قول سفیان ثوری اور اسحاق کا ہے، اور اسحاق نے یہ بھی فرمایا کہ ناف کے نیچے کی حدیث زیادہ قوی ہے، اور تواضع کے بھی زیادہ قریب ہے، اور کہنے والے نے یہ بھی کہا ہے کہ جس جگہ ہاتھ رکھے جائیں، اس کے بارے میں نبی ﷺ سے کوئی بات ثابت نہیں، اگر چاہے تو ناف کے نیچے رکھے اور چاہے تو ناف کے اوپر رکھے۔

ئدہ: حضرت سفیان ثوری فقیہ ہونے کے علاوہ بڑے محدث بھی ہیں، اور محدث وفقیہ حضرت حاق بن راہویہ کا ناف کے نیچے کی حدیث کو قوی تر اور تواضع کے زیادہ لائق قرار دینا ان کے دیک اس حدیث کے نقلاً وعقلاً معتبر ومستند ہونے کی دلیل ہے۔

ں روایت کے سب سے پہلے راوی موسیٰ بن ہارون ہیں، جو کہ ثقہ اور حافظ ہیں۔ ۱
ر دوسرے راوی یحییٰ بن عبدالحمید ہیں جن کو صدوق، مشہور قرار دیا گیا ہے۔ ۲

---

۱ موسى بن هارون بن عبد الله الحمال بالمهملة ثقة حافظ كبير بغدادى من صغار الحادية عشرة ت سنة أربع وتسعين ومائتين (تقريب التهذيب ج۲ ص ۲۳۰)
فاظ الحديث اهيب ولا اورع من موسى بن هارون. وقال الخطيب: كان ثقة حافظا. وقال عبد ى بن سعيد الحافظ: احسن الناس كلاما على حديث رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم على ن المديني في زمانه، وموسى بن هارون في وقته، والدار قطني في وقته. قال الحاكم سمعت ابا هل بن زياد يقول كان اسماعيل القاضي يجلس موسى بن هارون معه على سريره ينظر في كل ما را عليه. وقيل كان موسى كثير الحج يقيم ببغداد سنة ويجاور سنة. مولده سنة اربع وعشرة ائتين، ومات في شعبان سنة اربع وتسعين ومائتين رحمه الله تعالى (تذكرة الحفاظ ج۲ ص ۶۷۰)

۲ يحيى بن عبد الحميد بن عبد الرحمن بن ميمون بن عبد الرحمن بن ميمون أبو زكريا الحماني كوفي: قدم بغداد وحدث بها عن سليمان بن بلال و إبراهيم بن سعد وسفيان بن عيينة وأبي بكر عياش وغيرهم روى عنه حمدان بن علي الوراق و أحمد بن يحيى الحلواني وأبو بكر بن أبي دنيا وعبد الله البغوي في آخرين حدث عنه إمامنا ذكره الخطيب في السابق واللاحق فقال: دث يحيى الحماني عن أحمد بن حنبل وبين وفاته ووفاة البغوي تسع وثمانون سنة. ومات يحيى الحماني بسر من رأى في شهر رمضان سنة ثمان وعشرين ومائتين. قال أبو حاتم الرازي سألت حيى بن معين عن الحماني فأجمل القول فيه وقال عثمان الدارمي سمعت يحيى بن معين يقول ابن حماني صدوق مشهور بالكوفة مثل ابن الحماني (طبقات الحنابلة للموصلي، جزء ۱ صفحه ۴۰۰)

اور باقی راویوں کے بارے میں تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

بیسویں روایت

(۲۰)......اور امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَالَ بَعْضُهُمْ :تُوضَعَانِ تَحْتَ السُّرَّةِ وَمِمَّنْ قَالَ بِذٰلِکَ مِنْهُمْ :أَبُوْ حَنِيْفَةَ، وَأَبُوْ يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٌ، وَرَوَوْا ذٰلِکَ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ :حَدَّثَنَا نُعَيْمٌ، قَالَ :حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ، عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ، قَالَ " :وَضْعُ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ مِنَ السُّنَّةِ "

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ، قَالَ :حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَيَّارٍ أَبِي الْحَكَمِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ " :مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ السُّرَّةِ فِي الصَّلَاةِ "وَسَقَطَ مِنَ الْحَدِيْثِ الْيَدُ الْيُسْرٰى وَلَمَّا كَانَ فِي مَوْضِعِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ مِنَ الِاخْتِلَافِ مَا ذَكَرْنَا، وَوَجَدْنَا التَّكْبِيْرَ مِنَ النَّاسِ بَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ هُوَ وَضْعُ الْيَدَيْنِ عَلَى الصَّدْرِ، وَذٰلِکَ مَكْرُوْهٌ، فَكَانَ أَوْلٰى بِنَا أَنْ نَجْعَلَ الْمُبَاحَ لَنَا بِخِلَافِهِ(وَبَعْدَ اَسْطُرٍ) وَهُوَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ :تُوضَعُ تَحْتَ السُّرَّةِ، وَتَابَعَهُ عَلٰى ذٰلِکَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَا جَمِيْعًا :إِنَّ ذٰلِکَ مِنَ السُّنَّةِ، وَذٰلِکَ مِمَّا لَا يُوْجَدُ مِنْ جِهَةِ الِاسْتِنْبَاطِ وَلَا مِنْ جِهَةِ الرَّأْيِ، فَيَكُوْنُ مَا رَوٰى وَائِلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِکَ أَوْلٰى مِنْ قَوْلِهِمَا، وَلٰكِنَّهُ إِنَّمَا يُوْجَدُ مِنْ جِهَةِ التَّوْقِيْفِ مِنَ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُمَا عَلٰى

ذٰلِکَ، فَصَارَ مَا رَوَیْنَاهُ عَنْهُمَا ذٰلِکَ مُکَافِئًا لِمَا رَوَیْنَاهُ فِیْهِ عَنْ وَائِلٍ، وَلَمَّا کَانَ الَّذِیْ رَوَاهُ وَائِلٌ فِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا یُوَافِقُ أَفْعَالَ أَهْلِ الْکِتَابَیْنِ فِیْ صَلَاتِهِمْ، وَالَّذِیْ رَوَیْنَاهُ، عَنْ عَلِیٍّ، وَأَبِیْ هُرَیْرَةَ، مِمَّا لَا یَکُوْنُ مَأْخُوْذًا عَنْ غَیْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِخِلَافِ ذٰلِکَ کَانَ أَوْلٰی مِمَّا رَوَی وَائِلٌ، لِأَنَّ الَّذِیْ کَانَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِتِّبَاعُ شَرِیْعَةِ مَنْ کَانَ قَبْلَهُ مِنَ الْأَنْبِیَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ حَتّٰی یُحْدِثَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ شَرِیْعَةً مَا تَنْسَخُ ذٰلِکَ، فَصَحَّحْنَا الرِّوَایَتَیْنِ جَمِیْعًا، فَجَعَلْنَا مَا رَوَی وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ مِنْ ذٰلِکَ مُتَقَدِّمًا، وَمَا رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ، وَأَبِیْ هُرَیْرَةَ فِیْ ذٰلِکَ مُتَأَخِّرًا نَاسِخًا لِمَا کَانَ قَبْلَهُ (احکام القرآن للطحاوی، کتاب الصلاۃ، تاویل قولہ تعالٰی: "فصل لربک وانحر")

ترجمہ: اور بعض حضرات نے فرمایا کہ دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے جائیں گے، اور جن حضرات نے یہ بات فرمائی، اُن میں سے امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد بھی ہیں؛ اور انہوں نے یہ حضرت علی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

ہم سے بیان کیا یحییٰ بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے نعیم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حفص نے بیان کیا، انہوں نے عبدالرحمٰن بن اسحاق سے روایت کیا، انہوں نے زیاد بن زید سے اور انہوں نے ابوجحیفہ سے اور انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے، انہوں نے فرمایا کہ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

نیز ہم سے فہد نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن عبدالحمید نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، انہوں نے عبدالرحمٰن بن اسحاق سے روایت کیا، انہوں نے سیار ابوالحکم سے، انہوں نے ابووائل سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا، سنت یہ ہے کہ آدمی نماز میں

اپنے دائیں ہاتھ کو ناف کے نیچے رکھے۔

اور حدیث سے بائیں ہاتھ کا ذکر ساقط ہو گیا۔

اور جب ہاتھ رکھنے کی جگہ کے بارے میں مذکورہ اختلاف پایا جاتا ہے، اور ہم نے بعض لوگوں کو بعض کے سامنے تکبر کے طور پر سینہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے پایا ہے۔

اور یہ (یعنی متکبرین کا طریقہ ومشابہت) مکروہ ہے، تو ہمارے لئے بہتر ہے کہ ہم مباح عمل اس کے خلاف کریں (اور چند سطور کے بعد فرماتے ہیں)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاتھ ناف کے نیچے رکھے جائیں گے، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موافقت کی ہے، دونوں نے فرمایا کہ یہ سنت ہے، اور یہ بات خود سے استنباط کر کے اور اپنی رائے سے نہیں معلوم کی جاسکتی (بلکہ حضور ﷺ کے قول یا فعل سے ہی معلوم کی جاسکتی ہے) پس حضرت وائل نے نبی ﷺ سے جو روایت کی ہے (کہ حضور ﷺ نے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھے) اس کا درجہ حضرت علی وابو ہریرہ کے قول سے زیادہ تھا (کہ اس میں حضور ﷺ کے فعل کا ذکر ہے) لیکن حضرت علی وحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بھی رسول اللہ ﷺ کے قول یا فعل ہی سے اس کو حاصل کیا ہے (اور اس لئے انہوں نے سنت فرمایا) لہٰذا ہم نے حضرت علی وابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی طرف سے جو کچھ روایت کیا ہے، وہ اس کے لئے کافی ہوگا، جو ہم نے حضرت وائل سے روایت کیا ہے (یعنی حضرت علی وابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایت حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی روایت کے جواب میں آگئی)

اور حضرت وائل نے نبی ﷺ سے جو روایت کیا ہے، اس عمل میں اہلِ کتاب کی نماز کے ساتھ موافقت پائی جاتی تھی، اور ہم نے حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے جو روایت کیا ہے وہ ان چیزوں میں سے ہے، کہ نبی ﷺ کے علاوہ کسی اور سے اس کے خلاف حاصل نہیں کیا جاسکتا (یعنی سنت ہونے کو نبی ﷺ کے علاوہ اہلِ کتاب وغیرہ سے حاصل نہیں کیا جاسکتا، سنت ہونے کا مفہوم تو حضور ﷺ سے ہی

حاصل کیا جاسکتا ہے) تو حضرت علی وابو ہریرہ کی اس روایت کا درجہ حضرت وائل کی روایت سے زیادہ ہوگا۔ اس لئے کہ نبی ﷺ اپنے سے پہلے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی شریعت کی اتباع کرنے کے پابند تھے، جب تک کہ اللہ عز وجل پہلی شریعت کے احکام منسوخ کر کے نئے احکام عطا نہ فرمادیں۔

پس ہم نے دونوں قسم کی روایات کو صحیح قرار دیا، اور حضرت وائل بن حجر کی روایت کو حضرت علی وابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایت سے مقدم قرار دیا (یعنی سینے پر ہاتھ باندھنے کا عمل اس وقت کا ہے، جب تک نئے حکم کے ذریعہ سے اس بارے میں اہلِ کتاب کی مخالفت کا حکم نہیں آیا تھا) اور حضرت علی وابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی اس سلسلہ میں مروی روایات کو مؤخر (یعنی جب اس سلسلہ میں اہلِ کتاب کی مخالفت کا حکم آ گیا تھا؛ کے بعد کا) سمجھا جائے گا اور اپنے سے پہلے کے لئے ناسخ قرار دیا جائے گا (ترجمہ ختم)

رہ: امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کو یحییٰ بن عثمان سے روایت کیا ، جو کہ حافظ الحدیث ہیں۔ [1]

---

[1] يحيى بن عثمان بن صالح بن صفوان :العلامة، الحافظ، الاخبارى، أبو زكريا السهمى المصرى .حدث عن :أبيه عثمان بن صالح، وسعيد بن أبى مريم، وعبد الله بن صالح، ونعيم بن حماد، وأصبغ بن الفرج، والنضر بن عبد الجبار، وإسحاق بن بكر بن مضر، وطبقتهم من أصحاب الليث، وابن لهيعة .حدث عنه :ابن ماجة، وعبد المؤمن بن خلف النسفى، وأبو جعفر محمد بن محمد بن عبدالله بن حمزة الجمال، وعلى بن محمد المصرى الواعظ، ومحمد بن جعفر بن كامل، وعلى بن حسن بن قديد، وأبو القاسم الطبرانى، وخلق كثير .قال ابن يونس :كان عالما بأخبار مصر، وبموت العلماء، حافظا للحديث، وحدث بما لم يكن يوجد عند غيره .وقال ابن أبى حاتم :كتبت عنه، (وكتب عنه أبى) وتكلموا فيه .قلت :هذا جرح غير مفسر، فلا يطرح به مثل هذا العالم .قال ابن يونس ،مات فى ذى القعدة، سنة اثنتين وثمانين ومئتين(سير اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۳۵۴)

وقال أبو سعيد بن يونس :كان عالما بأخبار البلد وبموت العلماء، وكان حافظا للحديث، وحدث بما لم يكن يوجد عند غيره، وتوفى فى ذى القعدة سنة اثنتين وثمانين ومئتين(تهذيب الكمال ج ۳۱ ص ۴۶۲، تحت رقم الترجمة)

اور یحییٰ بن عثمان سے روایت کرنے والے نعیم بن حماد ہیں، جن کو امام احمد، امام عجلی اور یحییٰ بن معین وغیرہ نے ثقہ قرار دیا ہے، اور ابو حاتم نے ان کو صادق قرار دیا ہے۔ [۱]

اور مذکورہ روایت کے باقی راویوں پر تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو فہد بن سلیمان سے روایت کیا ہے، جو کہ ثقہ اور ثبت ہیں۔ [۲]

اور باقی راویوں کے بارے میں تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

جاننا چاہئے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ خود بھی مجتہد ہیں، اور ان کا کسی حدیث سے استدلال کرنا، ہمارے نزدیک اس حدیث کے ضعف کو دُور کرنے میں مؤثر ہے۔ [۳]

امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت وائل بن حجر کی اس روایت کو تسلیم کرتے ہوئے جس میں سینے پر

---

[۱] نعيم بن حماد بن معاوية بن الحارث بن همام بن سلمة بن مالك الخزاعى :ابو عبد الله المروزى الفارضى الأعور، سكن مصر ...... عن احمد :كان من الثقات. وعن يحيى :ثقة .وعنه :يروى عن غير الثقات .وقال على بن الحسين بن حبان: وجدت فى كتاب ابى بخط يده :قال ابو زكريا :نعيم بن حماد ثقة، صدوق، رجل صدق، انا اعرف الناس به، كان رفيقى بالبصرة، كتب عن روح بن عبادة خمسين الف حديث .وقال العجلى :مروزى ثقة .وقال ابو زرعة الدمشقى :وصل احاديث يوقفها الناس .وقال ابو حاتم :محله الصدق(مغانى الاخيار لبدر الدين العينى ج۵ص۱۶۸)

[۲] فهد بن سليمان بن يحيى :احد مشايخ ابى جعفر الطحاوى الذين روى عنهم وكتب وحدث .ذكره أبو سعيد بن يونس فى تاريخ الغرباء الذين قدموا مصر، وقال: فهد بن سليمان بن يحيى، يكنى أبا محمد، كوفى قدم مصر قديمًا، وكان بدل فى البر وحدث بها عن الغرباء وأهل مصر، توفى بمصر فى صفر سنة خمس وسبعين ومائتين، وكان ثقة ثبتًا .قلت :وكذا نقل الحافظ أبو سليمان الربعى، عن أبى جعفر الطحاوى أنه توفى فى صفر سنة خمس وسبعين ومائتين(مغانى الاخيار ج۴ص۲۵)

وكان ثقة ثبتا (تاريخ دمشق لابن عساكر ج۴۸ص۴۵۹)

[۳] أَنَّ الْمُجْتَهِدَ إِذَا اسْتَدَلَّ بِحَدِيثٍ كَانَ تَصْحِيحًا فَلَا يَحْتَاجُ إلى شَيْءٍ بَعْدَهُ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى إمَّا مُجْتَهِدٌ أَوْ نَاقِلُ أَدِلَّةِ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ فَاسْتِدْلَالُهُ تَصْحِيحٌ (البحر الرائق، فصل يدخل البناء)

قلت: فكل حديث ذكره محمد بن الحسن الامام، او المحدث الحافظ الطحاوى، محتجين به، فهو حجة صحيحة على هذاالاصل لكونهما محدثين مجتهدين كماسنبينه فى موضعه(قواعد فى علوم الحديث مقدمة اعلاء السنن جلد ۱۹ ص۵۸)

باندھنے کا ذکر ہے۔

روایت کو مقدم اور اس کے مقابلہ میں حضرت علی وابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی (مبحوث فیہ) یات کو مؤخر اور ناسخ قرار دیا ہے، اور اس کی عمدہ دلیل بھی تحریر فرمائی ہے۔ ۱

ار ہے کہ بعض حضرات نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے موقوفات کو حکماً مرفوع کا درجہ دیا ہے۔ ۲

اگر مرفوع حدیث کا بھی درجہ نہ دیا جائے تب بھی کوئی ضرر نہیں، کیونکہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تک اس کی سند کا موقوف ہونا اور مزید براں اس میں سنت کا لفظ ہونا بھی اقتداء کے لئے کافی ہے۔ ۳

سویں روایت

۲)......ابوداؤد میں روایت ہے کہ:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ يَعْنِيْ ابْنَ أَعْيَنَ عَنْ أَبِيْ بَدْرٍ عَنْ أَبِيْ طَالُوْتَ عَبْدِ السَّلَامِ عَنِ ابْنِ جَرِيْرٍ الضَّبِّيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُمْسِكُ شِمَالَهُ بِيَمِيْنِهِ عَلَى الرُّسْغِ فَوْقَ السُّرَّةِ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۷۴۶)

---

۱ اور اگر حضرت وائل کی اس روایت کی سند کو دیکھا جائے تو وہ بھی مجروح ہے، جس پر تفصیل پہلے عرض کی جاچکی ہے۔

۲ قوله: حدثنا مسدد الخ ،قلت: هذا ايضا موقوف فى حكم المرفوع، وقد روى الطحاوى عن محمد بن سيرين انه كان اذا حدث عن ابى هريرة فقيل له:عن النبى ﷺ؟فقال: كل حديث ابى هريرة عن النبى ﷺ اهـ ورجاله ثقات،فهذا يدل على ان كل حديث ابى هريرة مرفوع، فثبت انه سنة وضع اليدين فى الصلاة ان يجعلهما اسفل من السرة وهو قول ابى حنيفة واصحابه (اعلاء السنن ج ۲ ص ۱۹۴)

۱ بعض حضرات نے کنز العمال میں مذکور مندرجہ ذیل روایت سے بھی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر استدلال کیا ہے۔

عن علي قال :ثلاثة من أخلاق الانبياء :تعجيل الافطار ، وتأخير السحور ، ووضع الاكف تحت السرة فى الصلاة (ابن شاهين وابو محمد الابراهيم فى كتاب الصلاة (كنز العمال ج ۱۶ ص ۲۳۰، وحديث نمبر ۴۴۲۷۱مطبوعه: اداره تاليفات اشرفيه،ملتان)

ر اس روایت کی سند کا حال معلوم نہیں ہوسکا، اس لیے ہم نے اس روایت کو ناف کے نیچے دلائل کی روایات میں مستقل طور شامل نہیں کیا۔

ترجمہ: ہم سے محمد بن قدامہ یعنی ابنِ اعین نے بیان کیا، ابو بدر سے، انہوں نے ابو طالوت عبدالسلام سے، انہوں نے ابنِ جریر ضبی سے، انہوں نے اپنے والد حضرت جریر سے کہ میں نے حضرت علی کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو گٹے پر سے پکڑ رکھا تھا، ناف کے اوپر (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت میں پہلے راوی محمد بن قدامہ ہیں، جن کو دارقطنی اور ابنِ حجر نے ثقہ قرار دیا ہے۔ ا

اور دوسرے راوی ابو بدر ہیں، جن کو ابنِ معین اور مروزی نے ثقہ قرار دیا ہے، اور امام احمد بن حنبل اور علامہ ابنِ حجر نے صدوق قرار دیا ہے، لیکن ابنِ حجر نے ان کے بارے میں "له أَوْهَامٌ" بھی کہا ہے؛ اور ابوحاتم نے ان کے بارے میں "شَيْخٌ لَيْسَ بِالْمَتِيْنِ لا يحتج بِحدِيْثِه" فرمایا ہے۔ ۲

ا محمد بن قدامة بن أعين المسور القرشي ، ابو عبد الله المصيصي ، مولى بني هاشم ......قال النسائي : محمد بن قدامة مصيصي لا باس به .وقال في موضع آخر صالح. وقال ابو بكر البرقاني : قلت لأبي الحسن الدارقطني :محمد بن قدامة ثقة ؟ قال نعم(تهذيب الكمال ج٢٦ ص٣٠٨)

محمد بن قدامة بن أعين الهاشمي مولاهم المصيصي ثقة من العاشرة مات سنة خمسين تقريبا(تقريب التهذيب ج ٢ص١٢٥)

٢ شجاع بن الوليد بن قيس السكوني ابو بدر الكوفي صدوق ورع له اوهام من التاسعة مات سنة أربع ومائتين(تقريب التهذيب ج ١ص٢١٣)

شجاع بن الوليد بن قيس، الامام المحدث العابد الصادق، ابو بدر السكوني الكوفي، نزيل بغداد ...قال احمد بن حنبل :صدوق. وقال محمد بن سعد :كان كثير الصلاة ورعا .وقال سفيان الثوري :لم يكن بالكوفة احد اعبد منه(سير اعلام النبلاء ج ٩ص٣٥٣)

وقال المروذى ايضا : قلت له :ابو بدر ثقة هو ؟ قال :ارجو ان يكون صدوقا قد جالس قوما صالحين. وقال حنبل بن إسحاق : قال أبو عبد الله :كان ابو بدر شيخا صالحا صدوقا كتبنا عنه قديما ، قال :ولقيه يحيى بن معين يوما فقال له :يا كذاب .فقال له الشيخ :إن كنت كذابا وإلا فهتكك الله .قال أبو عبد الله :فاظن دعوة الشيخ ادركته .وقال عبد الخالق بن منصور وأبو بكر بن أبي خيثمة ،عن يحيى بن معين :شجاع بن الوليد ثقة. وقال احمد بن عبد الله العجلي : كوفي لا باس به. وقال أبو حاتم الرازي : عبد الله بن بكر السهمي احب إلي منه ، وهو شيخ ليس بالمتين لا يحتج بحديثه(تهذيب الكمال ج١٢ ص٣٨٢)

رے راوی عبدالسلام ہیں، جن کو امام احمد، ابنِ حبان اور یحییٰ بن معین اور علامہ ابنِ حجر نے ثقہ
یا ہے۔ ۱؎

وتھے راوی غزوان بن جریر ضبی ہیں، جن کو ابنِ حبان نے ثقہ شمار کیا ہے۔ ۲؎

خری راوی غزوان بن جریر ضبی کے والد جریر ضبی ہیں، جو کہ مقبول اور ثقہ ہیں۔ ۳؎

ہ اس روایت میں فوق السرۃ یعنی ناف کے اوپر کے الفاظ کو ابو بدر راوی کی وجہ سے بعض
ات نے غیر محفوظ قرار دیا ہے، اور کہا ہے کہ یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ناف کے نیچے
باندھنے کے سنت فرمانے کے خلاف ہے۔ ۴؎

۱؎ عبد السلام بن أبی حازم ، واسمه شداد ، العبدی القیسی ، أبو طالوت البصری ....وقال أبو بکر الأثرم .عن أحمد بن حنبل :لاأعلمه إلا ثقة .وقال معاویة بن صالح ، عن یحیی بن معین :ثقة.وقال أبو حاتم : یکتب حدیثه .وذکره ابن حبان فی کتاب "الثقات" (تهذیب الکمال ج۱۸ ص۶۴)

عبد السلام بن أبی حازم شداد العبدی أبو طالوت البصری ثقة من الرابعة(تقریب التهذیب ج ۱ ص ۵۹۹)

۲؎ غزوان بن جریر الضبی ، مولاهم ، الکوفی والد فضیل بن غزوان ، وجد محمد بن فضیل بن غزوان.

روی عن :أبیه (د) قال :رأیت علیا یمسک شماله بیمینه علی الرسغ فوق السرة.

روی عنه :الاخضر بن عجلان ، وأبو طالوت عبد السلام بن أبی حازم ذکره ابن حبان فی کتاب (الثقات)(تهذیب الکمال، ج۲۳ ص ۹۹، تحت رقم الترجمة ۴۶۸۵)

۳؎ جریر الضبی جد فضیل بن غزوان مقبول من الثالثة (تقریب التهذیب ج ۱ ص ۱۵۹)

غزوان بن جریر الضبی مولاهم الکوفی والد فضیل بن غزوان.روی عن أبیه عن علی من فعله فی الصلاة.وعنه الاخضر بن عجلان وأبو طالوت عبد السلام بن أبی حازم.ذکره ابن حبان فی الثقات .روی له أبو داود هذا الحدیث الواحد ولم یسمه .قلت :وعلقه البخاری من فعل علی (تهذیب التهذیب، ج۸ ص ۲۲۰، حرف الغین)

۴؎ قال الشیخ النیموی فی آثار السنن وزیادة فوق السرة غیر محفوظة وقال فی تعلیقهٖ تفرد بها ابوبدر شجاع بن الولید عن ابی طالوت عبد السلام بن ابی حازم وثقهٗ غیرواحد ولینهٗ ابوحاتم وقال علیٰ مانقله الحافظ ابن حجر فی مقدمته والذهبی فی میزانهٖ لین الحدیث شیخ لیس بالمتقن، فلایحتج بهٖ الا ان لهٗ عن محمد بن عمرو بن علقمة احادیث صحاحا، وقال الحافظ فی التقریب لهٗ اوهام.قلت ورواه مسلم بن ابراهیم احد شیوخ البخاری بدون هذه الزیادة عن عبدالسلام بن ابی حازم عن غزوان بن جریر الضبی عن ابیه وطولهٗ اخرجه فی السفینة الجرائد. وکذا قال الحافظ فی الفتح (بذل المجهود ج۲ ص۲۴، باب وضع الیمنیٰ علی الیسری فی الصلاة)

لیکن اگر اس روایت کی سند کو قبول بھی کرلیا جائے تو اس کا درحقیقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ناف کے نیچے سنت والی روایت سے کوئی ٹکراؤ نہیں، کیونکہ اولاً تو ناف پر ہاتھ باندھنا بھی جائز ہے، جیسہ کہ امام ترمذی رحمہ اللہ کے حوالے سے پہلے گزر چکا ہے۔

لہٰذا اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی وقت اس پر عمل کرلیا، تو اس میں کوئی حرج والی بات نہیں۔

اور حضرت علی کی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی روایت میں کیونکہ سنت ہونے کے الفاظ ہیں۔ جس سے اس عمل کا جائز ہونے کے بجائے سنت ہونا معلوم ہوتا ہے۔ [1]

دوسرے اس روایت میں دیکھنے والے راوی نے حضرت علی کے ناف پر ہاتھ باندھنے کو دیکھنا بیان کیا ہے، اور ناف کے قریب ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے والے کو ناف پر ہاتھ باندھنے سے تعبیر کردینے میں کوئی حرج نہیں۔

کیونکہ ناف سے نیچے متصل ہاتھ باندھنے والا دور سے ناف پر ہاتھ باندھنے والا ہی محسوس ہوتا ہے۔

اور اس کو ''فوق السرۃ'' یعنی ناف کے اوپر سے تعبیر کردیا جاتا ہے، اور عربی میں ''فوق'' جس کے معنیٰ اوپر کے آتے ہیں، یہ ''علیٰ'' کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوتا ہے، اور ''علیٰ'' کے معنیٰ ''پر'' کے آتے ہیں، اور خود قرآن وحدیث میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔

چنانچہ ایک مقام پر قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اِنِّیْ اَرَانِیْ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا (سورہ یوسف آیت ۳۶)

یعنی میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میں اپنے سر پر روٹی اُٹھائے ہوئے ہوں۔

اس آیت میں لفظ ''فوق'' ''علیٰ'' کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔

اور ایک مقام پر ارشاد ہے:

وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا (سورہ حم سجدہ، آیت نمبر ۱۰)

---

[1] وهو لايعارض حديث المتن المروى عنه فان التطبيق ممكن بان كل منهما جائز وقد عرفت قول الترمذى ان كل ذالك واسع عندالعلماء اهـ، ولكن حديث المتن لكونه قولا اقوىٰ منه، فان القول مقدم على الفعل دائما، واللّٰه تعالىٰ اعلم (اعلاء السنن ج۲ ص ۲۰۲)

یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین میں اس کے اوپر کیلیں (یعنی پہاڑ) قائم فرمادیے۔

ا آیت میں بھی لفظ ''فوق'' ''علیٰ'' کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔

ہمارے عرف میں بھی اوپر کا لفظ اس معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے، مثلاً کہا جاتا ہے کہ:

ننگے سر رہنا اچھی بات نہیں، سر کے اوپر ٹوپی رکھنی چاہیے۔

ہ مثال میں ''سر کے اوپر'' سے مراد ''سر پر'' ہے۔

ا مذکورہ تفصیل کے پیشِ نظر یہ روایت ناف کے متصل نیچے ہاتھ باندھنے کے سنت ہونے کے
اف نہیں ہے۔ [1]

---

[1] وعندی أن لفظة فوق السرة ليس معناها ان يديه رضى الله عنه كانتا فى مكان منفصل مرتفع من السرة بل المراد ان امساک الشمال باليمين الواقع على الرسغ قدوقع على السرة نفسها كما فى قوله تعالىٰ حكاية عن صاحب السجن الى ارانى احمل فوق راسى خبزا، وقوله تعالىٰ وجعل فيها (اى فى الارض) رواسى من فوقها وهذا المعنى لاينافى لفظة تحت السرة التى يستعملها فقهائنا رحمهم الله تعالىٰ فان التفاوت بينهما يسير بل كلا تفاوت فهذا يشبه ماقلمنا عن شرح المنهاج من التطبيق بين قول الشوافع تحت الصدر ولفظ الحديث عند ابن خزيمة على صدره وحينئذ يمكن ان يقال ان مارواه ابوداؤد من طريق عبدالرحمن بن اسحاق الواسطى ان عليا قال السنة وضع الكف على الكف تحت السرة وكذا ما رواه ابوداؤد من طريقه عن ابى هريرة اخذ الكف على الكف فى الصلاة تحت السرة مع ضعف كل واحد منهما لاينافى روايات فوق السرة بل كانه مما اجاده الراوى المضعف لاسيما وآثار التابعين كابى مجلز وابراهيم النخعى على تاييده، قال الشيخ الانور والصحيح ان فوق السره وتحتها وعند الصدر (كما هو عند البزار) الفاظ متقاربة وليس البون بينهما بعيداً (فتح الملهم الجزء الثانى، صفحه ۴۰، باب التشهد فى الصلاة)

ورفوق السرۃ اور تحت السرۃ میں زیادہ فرق نہ ہونے ہی کی وجہ سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے امام احمد سے مروی تحت السرۃ والی روایت کو امام احمد کے فوق السرۃ ہاتھ رکھنے کی دلیل بنایا ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔

حدثنا قال رأيت ابى اذا صلى وضع يديه احدهما على الاخرى فوق السرة حدثنا قال حدثنى ابى قال نا يحيى بن زكريا بن زائدة ابو سعيد عن عبد الرحمن بن اسحق عن زياد بن زيد السوائى عن ابى جحيفة قال على ان من السنة فى الصلاة وضع الاكف على الاكف تحت السرة (مسائل احمد بن حنبل رواية ابنه عبدالله ج ۱ ص ۷۲، باب صفة الصلاة)

بائیسویں روایت

(۲۲)......عبدالرزاق صنعانی کی ''الآمالی فی آثارالصحابۃ'' میں روایت ہے کہ:

أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ إِسْمَاعِيلُ ، ثَنَا أَحْمَدُ ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، قَالَ : وَأَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ ، قَالَ : قَالَ لِيْ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ : سُئِلَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ : أَيْنَ مَوْضِعُ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ ؟ فَقَالَ : فَوْقَ السُّرَّةِ (الآمالی فی آثار الصحابة لعبد الرزاق صنعانی، حدیث نمبر ۵۴)

ترجمہ: ہمیں ابواسماعیل نے خبردی، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے احمد (بن منصور رمادی) نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابوزبیر نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عطاء بن ابی رباح نے فرمایا کہ سعید بن جبیر سے سوال کیا گیا کہ نماز میں ہاتھ رکھنے کی جگہ کون سی ہے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ''فوق السرۃ'' یعنی ناف کے اوپر۔

فائدہ: یہ روایت سند کے اعتبار سے درست ہے۔ [۱]

اس روایت میں بھی گزشتہ روایت کی طرح ''فوق السرۃ'' یعنی ناف کے اوپر کے الفاظ ہیں، اوران الفاظ کے بارے میں تفصیل پہلے گزرچکی ہے۔

لہٰذا مذکورہ تفصیل کے پیشِ نظر یہ روایت بھی ناف کے متصل نیچے ہاتھ باندھنے کے سنت ہونے

---

[۱] اس روایت کے پہلے راوی ابوعلی إسماعیل بن محمد بن إسماعیل بن صالح الصفار ہیں، جن کو ثقہ قرار دیا گیا ہے۔

إسماعيل بن محمد بن إسماعيل بن صالح بن عبد الرحمن الصفار الثقة الإمام النحوى المشهور حدث عن الحسن بن عرفة واحمد بن منصور الزيادى والكبار وانتهى إليه علو الإسناد روى عنه الدارقطنى وابن مندة والحاكم ووثقوه (لسان الميزان لابن حجر ج ۱ ص ۴۳۲)

اور دوسرے راوی احمد بن منصور الرمادی ہیں، ان کو بھی ثقہ قرار دیا گیا ہے۔

الرَّمَادِيُّ أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْبَغْدَادِيُّ الإِمَامُ، الحَافِظُ، الضَّابِطُ، أَبُو بَكْرٍ، أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُوْرِ بنِ سَيَّارِ بنِ مُعَارِكٍ، الرَّمَادِيُّ الْبَغْدَادِيُّ.........قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ : هُوَ ثِقَةٌ. وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ: كَانَ أَبِي يُوَثِّقُهُ. (سیر اعلام النبلاء ج ۲۳ ص ۳۸۲)

اوران کے بعد کے راوی بھی مشہور اور قابلِ اعتبار ہیں۔

،خلاف قرار نہیں دی جائے گی۔ [1]

اس روایت میں حضرت عطاء کے سوال میں ''این موضع الیدین فی الصلاۃ'' کے الفاظ ہیں، جس کے جواب میں سعید
نبیر نے ''فوق السرۃ'' فرمایا ہے۔ اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے جو روایت بیان کی ہے، اس میں حضرت عطاء کے سوال میں
ق السرۃ اور اسفل من السرۃ'' کی تفصیل ہے، مگر ہمارے نزدیک اس کے مقابلہ میں مندرجہ بالا روایت امام بیہقی کی
بت کردہ سند سے بہتر ہونے کی وجہ سے راجح ہے، کیونکہ امام بیہقی رحمہ اللہ کی پیش کردہ روایت کی سند پر کلام ہے۔

ا بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَأَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَنَا زَيْدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ :أَمَرَنِي عَطَاءٌ أَنْ أَسْأَلَ سَعِيدًا أَيْنَ تَكُونُ الْيَدَانِ فِي الصَّلاَةِ؟ فَوْقَ السُّرَّةِ أَوْ أَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ؟ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ :فَوْقَ السُّرَّةِ .يَعْنِي بِهِ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ .(ق) وَكَذَلِكَ قَالَهُ أَبُو مِجْلَزٍ لاَحِقُ بْنُ حُمَيْدٍ ، وَأَصَحُّ أَثَرٍ رُوِىَ فِي هَذَا الْبَابِ أَثَرُ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَأَبِي مِجْلَزٍ (سنن البیهقی، حدیث نمبر ۲۴۳۴)

م بیہقی رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت کے بارے میں علامہ علاء الدین ابن ترکمانی فرماتے ہیں:

ت *فی هذا اربعة اشیاء *احدها *ان قوله و کذلک قاله أبو مجلز الظاهر انه کلام البیهقی ولم
.کر سنده لینظر فیه ومذهب ابی مجلز الوضع اسفل السرۃ حکاه عنه أبو عمر فی التمهید وجاء
ک عنه بسند جید *قال ابن ابی شیبة فی مصنفه لنا یزید بن هارون انا الحجاج بن حسان
سمعت ابا مجلز او سالته قلت کیف اضع قال یضع باطن کف یمینه علی ظاهر کف شماله
جعلهما اسفل من السرة *والحجاج هذا هو ثقفی . قال احمد لیس به بأس وقال مرة ثقة وقال
، معین صالح ومع هذا کیف یجعل البیهقی ما نسبه إلی ابی مجلز بغیر سند من الوضع فوق السرة
سح الر روی فی هذا الباب *والثانی *ان قوله اصح الر یفهم عنه صحة الری علی و ابن عباس
متقدمین وقد قدمنا ما فیهما *والثالث *کیف یکون الر ابن جبیر اصح ما فی هذا الباب وفی
سنده یحیی بن ابی طالب تکلموا فیه وفی تاریخ بغداد للخطیب عن موسی بن هارون قال اشهد
لی یحیی بن ابی طالب انه یکذب وفیه ایضا عن ابی احمد محمد بن اسحاق الحافظ انه قال لیس
لمتهن ؟ ؟ وفیه ایضا عن ابی عبید الآجری انه قال خط أبو داؤد سلیمان بن الاشعث علی حدیث
حیی بن ابی طالب *والرابع *انه سمی کلام ابن جبیر و ابی مجلز الرا والمعروف عند الفقهاء ان
الر ما وقف علی الصحابة و الامر فی هذا قریب وقال ابن حزم روینا عن ابی هریرة قال وضع
کف علی الکف فی الصلوة تحت السرة.
عن انس قال ثلاث من اخلاق النبوة تعجیل الافطار وتاخیر السحور ووضع الید الیمنی علی
یسری فی الصلوة تحت السرة (الجوهر النقی، جزء۲ صفحه ۳۱، ۳۲)
ت فی اسناده یحیٰی بن ابی طالب جعفر بن الزبرقان محدث مشهور، وثقه الدارقطنی وغیره وقال
وسیٰ بن هارون اشهد انهٗ یکذب عنی فی کلامهٖ ولم یعن فی الحدیث فالله اعلم (بذل المجهود
؛۲ ص ۲۴، باب وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ فی الصلاة)
لمت قول البیهقی هذا مخالف لما ذکره ابو داؤد ولما اخرجه ابن ابی شیبة ولما حکاه ابوعمرو فی
تمهید من مذهبه فاما ان یؤل بان یشار الیه بقوله و کذالک هو وضع الیدین فقط من غیر ان یقید
ید فوق السرة والا فیکون غلطاً من النساخ، والله اعلم (ایضاً)

تیئسویں روایت

(۲۳)......ابوداؤد میں روایت ہے:

حَدَّثَنَا أَبُوْ تَوْبَةَ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ -يَعْنِي ابْنَ حُمَيْدٍ- عَنْ ثَوْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ طَاوُسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلٰى صَدْرِهٖ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ (ابو داؤد، باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة، حديث نمبر ۷۵۹)

ترجمہ: ہم سے ابوتوبہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ہیثم یعنی ابنِ حمید نے بیان کیا، انہوں نے ثور سے روایت کیا، انہوں نے سلیمان بن موسیٰ سے، انہوں نے طاؤس سے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر اپنے سینے پر باندھ لیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: جو فقہاء نماز میں ہاتھ ناف کے اوپر باندھنے کے قائل ہیں، انہوں نے تو ''علیٰ صدرہٖ'' (یعنی سینے پر) کا مطلب ''عند صدرہٖ'' (یعنی سینے کے قریب) بیان کیا ہے۔

لیکن دیگر حضرات نے فرمایا کہ یہ روایت مرسل ہے، یعنی اس میں روایت کرنے والے صحابی کا نام موجود نہیں (جس کو بہت سے محدثین قابلِ حجت نہیں سمجھتے) اور اسی کے ساتھ اس میں ایک فعل کی حکایت ہے، جس کو عموم نہیں ہوتا، جیسا کہ تفصیل پہلے گزر چکی ہے، اور حضرت علی وابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایت میں سنت کا لفظ ہے، جس میں سنت کے علاوہ کوئی اور احتمال نہیں۔ [1]

اس لیے سنت اور تواضع کے مفہوم کو پیشِ نظر رکھ کر ناف کے نیچے والی روایت کو ترجیح حاصل ہوگی۔

ہمارے فقہاء نے سینے پر ہاتھ رکھنے والی روایت کو ستر اور پردے کے قاعدہ کو پیشِ نظر رکھ کر خواتین کے لیے خاص فرمایا، اور اس طرح اس سلسلے میں پائے جانے والی ہر قسم کی روایات کو قابلِ عمل بنایا، اور کسی ایک قسم کی روایت کو بھی بالکل مہمل نہیں چھوڑا۔

---

[1] اور اگر لفظ ''کان'' سے کوئی استمرار مراد لینے پر اصرار کرے، اور وہ مرسل کو قابلِ حجت بھی سمجھتا ہو، تو پھر امام طحاوی رحمہ اللہ کے بقول یہ اہلِ کتاب کی موافقت کے زمانے پر محمول ہوگا؛ جیسا کہ احکام القرآن کے حوالے سے تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

علمائے احناف کی مختلف روایات میں ترجیح و تطبیق

علمائے احناف کی امتیازی شان یہی ہے کہ وہ ترجیح و تطبیق کے اصول کو اجتہاد کی روشنی میں بہت اچھے طریقے پر بروئے کار لاتے ہیں، جس سے مختلف قسم کی احادیث و روایات قابلِ عمل ہو جاتی ہیں۔

چنانچہ علامہ عینی رحمہ اللہ بخاری شریف کی شرح میں فرماتے ہیں:

وَاحْتَجَّ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ لِأَصْحَابِنَا فِيْ ذٰلِكَ بِقَوْلِهِ إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْيُمْنٰى عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ (قُلْتُ) هٰذَا قَوْلُ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ وَإِسْنَادُهُ إِلَى النَّبِيِّ غَيْرُ صَحِيْحٍ وَإِنَّمَا رَوَاهُ أَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهِ وَالدَّارَقُطْنِيُّ ثُمَّ الْبَيْهَقِيُّ مِنْ جِهَتِهِ فِيْ سُنَنِهِمَا مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ وَقَوْلُ عَلِيٍّ أَنَّ مِنَ السُّنَّةِ هٰذَا اللَّفْظُ يَدْخُلُ فِي الْمَرْفُوْعِ عِنْدَهُمْ وَقَالَ أَبُوْ عُمَرَ فِي التَّقَصِّيْ وَاعْلَمْ أَنَّ الصَّحَابِيَّ إِذَا أَطْلَقَ اِسْمَ السُّنَّةِ فَالْمُرَادُ بِهِ سُنَّةُ النَّبِيِّ وَكَذٰلِكَ إِذَا أَطْلَقَهَا غَيْرُهُ مَا لَمْ تُضِفْ إِلٰى صَاحِبِهَا كَقَوْلِهِمْ سُنَّةَ الْعُمَرَيْنِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ (عمدة القاری، باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلاۃ)

ترجمہ: اور اس سلسلہ میں ہمارے فقہاء کے لئے صاحبِ ہدایہ نے اس روایت سے دلیل پکڑی ہے، کہ سنت دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول ہے، اور نبی ﷺ کی طرف اس کو منسوب کرنا صحیح نہیں ہے (یعنی یہ حضور ﷺ کا قول نہیں ہے) اور اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور دارقطنی نے اور پھر بیہقی نے اپنی سند سے اپنی سنن (دار قطنی و بیہقی) میں ابوجحیفہ کی حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

انہوں نے فرمایا کہ سنت (دائیں) ہتھیلی کا (بائیں) ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ سنت ہے، یہ لفظ فقہاء کے نزدیک مرفوع حدیث میں داخل ہے، اور ابو عمر نے تقصی میں فرمایا کہ یہ بات جان لینی چاہئے کہ صحابی جب سنت کے لفظ کا اطلاق فرمائے تو اس سے نبی علیہ السلام کی سنت مراد ہوا کرتی ہے، اور اسی طریقہ سے جب غیر صحابی سنت کا اطلاق کرے (تب بھی نبی ﷺ کی سنت مراد ہوا کرتی ہے) جب تک اس کی نسبت کسی دوسرے کی طرف نہ ہو، جیسا کہ علماء کا قول کہ عمرین کی سنت اور اس کے مشابہ دوسرے الفاظ (ترجمہ ختم)

اور اعلاء السنن میں ہے:

فَنَقُوْلُ اَنَّ حَدِيْثَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَرْجَحُ مِنْهُ عِنْدَنَا لِمَا فِيْهِ مِنَ التَّصْرِيْحِ لِاَنَّ وَضْعَ الْيَدَيْنِ تَحْتَ السُّرَّةِ مِنَ السُّنَّةِ وَاَحَادِيْثُ الصَّدْرِ كُلُّهَا مِنْ قَبِيْلِ الْاَفْعَالِ لَايَثْبُتُ مِنْهَا اَنَّ الْوَضْعَ عَلَى الصَّدْرِ سُنَّةٌ وَاظَبَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ وَاِنَّمَا هِيَ حِكَايَةُ اَحْوَالٍ لَا عُمُوْمَ لَهَا.

وَاَمَّا لَفْظُ "كَانَ" فَلَا تَقْتَضِيُ الْاِسْتِمْرَارَ، وَاَيْضًا فَدَلَالَتُهَا عَلَيْهِ دُوْنَ دَلَالَةِ لَفْظِ "السُّنَّةِ"، فَكَانَ الْاَخْذُ بِحَدِيْثِ "تَحْتَ السُّرَّةِ" اَوْلٰى وَغَيْرُهُ مَحْمُوْلٌ عَلٰى بَيَانِ الْجَوَازِ عِنْدَنَا، وَالْقِيَاسُ اَيْضًا يُرَجِّحُ الْوَضْعَ تَحْتَ السُّرَّةِ لِاَنَّهُ الْمَعْهُوْدُ حَالَ قَصْدِ التَّعْظِيْمِ (اعلاء السنن ج۲ ص۱۹۷، باب وضع اليدين تحت السرة و كيفية الوضع)

ترجمہ: پس میں کہتا ہوں کہ ہمارے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث اس (یعنی طاؤس کی مرسل حدیث) کے مقابلہ میں راجح ہے، کیونکہ اس (یعنی حضرت علی کی حدیث) میں دونوں ہاتھوں کے ناف کے نیچے رکھنے کے سنت ہونے کی تصریح ہے، اور سینے پر ہاتھ رکھنے کی تمام احادیث افعال کے قبیل سے ہیں (یعنی ان میں ایک فعل کا ذکر ہے، سنت ہونے کا ذکر نہیں) جن سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ سینے پر ہاتھ رکھنا

ایسی سنت ہو کہ جس پر نبی علیہ السلام نے مواظبت فرمائی ہو، اور وہ تو صرف احوال کی حکایت ہے، جن کو عموم نہیں ہوتا، اور رہا لفظ ''کَانَ'' کا معاملہ؟ تو یہ استمرار کا تقاضا نہیں کرتا۔ [1]

اور مزید براں یہ کہ اس (یعنی طاؤس کی مرسل حدیث) کی دلالت سنت کے لفظ کی دلالت سے کمزور ہے، پس ناف کے نیچے والی حدیث کو لینا زیادہ اولیٰ ہے، اور اس کے علاوہ دوسری احادیث (جواز قبیلِ افعال ہیں) وہ ہمارے نزدیک بیانِ جواز پر محمول ہیں۔

اس کے علاوہ قیاس بھی ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کو ترجیح دیتا ہے، کیونکہ تعظیم کا ارادہ کرنے کی حالت میں اسی طرح (ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا) رائج ہے (ترجمہ ختم)

محدث شیخ مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ (المتوفی ۱۱۷۴ھ) فرماتے ہیں:

لَمَّا وَقَعَ التَّعَارُضُ بَيْنَ الْجَانِبَيْنِ رَجَّحَ اَبُوْحَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى الْوَضْعَ تَحْتَ السُّرَّةِ لِحَدِيْثِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مِنَ السُّنَّةِ كَذَا، وَهُوَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ لِغَيْرِهٖ، وَاِنْ كَانَ ضَعِيْفًا فِيْ نَفْسِهٖ، وَلِاَنَّهٗ اَبْلَغُ فِي التَّوَاضُعِ وَالتَّعْظِيْمِ، وَلِهٰذَا عَهِدَ بَيْنَ يَدِي الْاُمَرَاءِ وَالْمُلُوْكِ وَالتَّعْظِيْمُ هُوَ الْمَطْلُوْبُ فِيْ اَحْوَالِ الصَّلَاةِ كُلِّهَا، وَهٰذَا فِيْ حَقِّ الرِّجَالِ وَاَمَّا فِيْ حَقِّ النِّسَاءِ فَنَظَرَ اِلٰى مَا هُوَ الْاَسْتُرُ لَهُنَّ، وَرَاٰى اَنَّ رِعَايَةَ الْاَسْتُرِ فِيْ حَقِّهِنَّ اَوْلٰى مِنْ رِعَايَةِ التَّعْظِيْمِ مَعَ مَا فِيْهِ مِنْ اَعْمَالِ النَّصَّيْنِ، وَهُوَ اَوْلٰى مِنْ اِهْمَالِ اَحَدِهِمَا بِالْكُلِّيَّةِ (معیار النقاد فی تمییز المغشوش عن الجیاد مشمولة درهم الصرة ص ۱۱۵؛ مطبوعة: ادارة القرآن، کراچی)

ترجمہ: جب دونوں طرف (یعنی ناف اور سینے کے متعلق روایات میں) ٹکراؤ پیدا ہوگیا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کو ترجیح دی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی وجہ سے جس میں اس طرح کے عمل کو سنت بتلایا گیا ہے۔

---

[1] اور اگر استمرار پر ہی اصرار ہو تو پھر امام طحاوی رحمہ اللہ کے حوالے سے اس کا جواب گزر چکا ہے۔

اور وہ (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی حدیث حسن لغیرہ ہے، اگرچہ فی نفسہٖ ضعیف ہو۔

اور ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا تواضع اور تعظیم کے زیادہ لائق ہے، اور اسی وجہ سے امراء اور بادشاہوں کے سامنے بھی (تعظیم کا یہی طریقہ) رائج ہے۔

اور نماز کی تمام حالتوں میں تعظیم ہی مطلوب ہے۔

اور یہ مَردوں کے حق میں ہے، اور جہاں تک عورتوں کا معاملہ ہے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ان کے لیے جو صورت زیادہ ستر اور پردہ والی تھی، اس پر نظر کی، اور یہ دیکھا کہ عورتوں کے حق میں پردہ کی رعایت، تعظیم کی رعایت کے مقابلہ میں بہتر ہے، اور اس پر عمل کرنے میں دونوں قسم کی روایات پر بھی عمل ہوجاتا ہے، اور دونوں قسم کی روایات پر عمل کرنا، کسی ایک (قسم کی روایت) کو بالکل مہمل چھوڑ دینے سے بہتر ہے (ترجمہ ختم)

اور محدث شیخ مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ (المتوفی ۱۱۷۴ھ) ہی اپنے رسالے ''معیارُ النقاد فی تمییز المغشوش عن الجیاد'' میں مدلّل ومفصّل بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

اَلْجَمْعُ بِالنِّسْبَةِ اِلَيْنَا،وَذٰلِكَ وَاقِعٌ مِنْ اِمَامِنَاالْاَعْظَمِ رَحِمَهُ اللّٰهُ،حَيْثُ خَصَّ اَحَدَالْمَرْوِيَّيْنِ بِالرِّجَالِ لِمَافِيْهِ مِنْ زِيَادَةِ التَّوَاضُعِ وَالتَّعْظِيْمِ ، وَثَانِيَهُمَا بِالنِّسَاءِ،وَهُوَمَاكَانَ اَسْتَرُفِيْ حَقِّهِنَّ ،وَرَاٰى اَنَّ رِعَايَةَ الْاَسْتَرِفِيْ حَقِّهِنَّ اَوْلٰى مِنْ رِعَايَةِ مَافِيْهِ زِيَادَةُ التَّعْظِيْمِ ،وَهٰكَذَافَعَلَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ اُحَادِيْثِ اُخَرَ ،مِنْهَا رَفْعُ الْيَدَيْنِ ،فَاِنَّهُ لَمَّااخْتَلَفَتِ الرِّوَايَاتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابِهٖ فِيْ كَوْنِهٖ اِلَى الْاُذُنَيْنِ وَالْكَتِفَيْنِ -خَصَّ الْاَسْتَرَمِنْهُمَا-وَهُوَالْاَخِيْرُ-بِالنِّسَاءِ، وَغَيْرَالْاَسْتَرِ - وَهُوَالْاَوَّلُ - بِالرِّجَالِ . وَمِنْهَاالْجُلُوْسُ فِي التَّشَهُّدِ،لَمَّااخْتَلَفَتِ الرِّوَايَاتُ فِيْهِ اِفْتِرَاشًا وَتَوَرُّكًا،خَصَّ الْاَسْتَرَمِنْهُمَا-وَهُوَالتَّوَرُّكُ-بِالنِّسَاءِ، وَغَيْرَالْاَسْتَرِ- وَهُوَالْاِفْتِرَاشُ-بِالرِّجَالِ .وَقَدْقَدَّمْنَاعَنِ التَّحْرِيْرِوَشَرْحِهٖ اَنَّهُ يَجُوْزُ

لِلْمُجْتَهِدِ تَرْجِيْحُ اَحَدِ النَّصَّيْنِ الْمُتَعَارِضَيْنِ لِمُوَافَقَةٍ بِالْقِيَاسِ، اِنْتَهٰى.
وَلاَ يَخْفٰى أَنَّ هٰذَا الْجَمْعَ جَمْعٌ مِنْ وَجْهٍ لِمَا فِيْهِ مِنْ إِعْمَالِ النَّصَّيْنِ، وَلاَ شَكَّ أَنَّ إِعْمَالَ النَّصَّيْنِ الْمُتَعَارِضَيْنِ بَعْدَ ثُبُوْتِهِمَا أَوْلٰى مِنْ اِهْمَالِ اَحَدِهِمَا بِالْكُلِّيَّةِ، وَتَرْجِيْحٌ بِالْقِيَاسِ مِنْ وَجْهٍ لِمَا فِيْهِ مِنْ رِعَايَةِ مَا فِيْهِ زِيَادَةُ التَّعْظِيْمِ فِيْ حَقِّ الرِّجَالِ، وَمَا فِيْهِ زِيَادَةُ السَّتْرِ فِيْ حَقِّ النِّسَاءِ، وَالتَّرْجِيْحُ بِالْقِيَاسِ يَجُوْزُ لِلْمُجْتَهِدِ، وَفِيْهِ عَمَلٌ بِالْقَوْلَيْنِ، أَعْنِيْ أَنَّ النَّصَّيْنِ إِذَا تَعَارَضَا فَالْجَمْعُ مُقَدَّمٌ عَلَى التَّرْجِيْحِ، أَوْ عَكْسُهُ.
فَظَهَرَ أَنَّ قَوْلَكُمْ: ثُمَّ مُقْتَضَى الْجَمْعِ أَنْ يَكُوْنَ كُلٌّ مِنَ الْوَضْعِ تَحْتَ السُّرَّةِ وَعَلَى الصَّدْرِ سُنَّةُ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ، مِنْ غَيْرِ تَخْصِيْصِ الْأَوَّلِ بِالْأَوَّلِ، وَالثَّانِيْ بِالثَّانِيْ اِلٰى آخِرِهٖ – بَاطِلٌ بِمُقَدِّمَاتِهٖ بِأَسْرِهَا (معيار النقاد فی تميز المغشوش عن الجياد مشمولة درهم الصرة فی وضع اليدين تحت السرة صفحه ۱۱۱، ۱۱۲؛ مطبوعة: ادارة القرآن كراچی)

ترجمہ: ”دونوں قسم کی روایتوں میں جمع کرنا ہمارے نزدیک زیادہ بہتر ہے، اور جمع کرنے کا معاملہ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے واقع ہے؛ اس طور پر کہ آپ نے ایک طرح کی (یعنی ناف سے متعلق) روایات مَردوں کے ساتھ خاص فرمائیں، کیونکہ ان میں تواضع اور تعظیم زیادہ پائی جاتی ہے، اور دوسری (یعنی سینے سے متعلق) روایات عورتوں کے ساتھ خاص فرمائیں کیونکہ عورتوں کے حق میں اُن میں زیادہ پردے کی رعایت پائی جاتی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے یہ دیکھا کہ عورتوں کے حق میں پردے کی رعایت کی اہمیت تعظیم کی زیادتی کی رعایت سے زیادہ ہے۔

اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے یہی طرزِ عمل دوسری احادیث میں بھی اختیار فرمایا؛ مثلاً تکبیرِ تحریمہ کے لیے ہاتھ اُٹھائے جانے والی احادیث جو کہ رسول اللہ ﷺ سے اور ان کے

صحابہ سے منقول ہیں؛ بعض میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر موجود ہے اور بعض میں کاندھوں تک؛ کاندھوں تک ہاتھ اٹھانے والی روایات میں پردے کی رعایت زیادہ ہے اُن کو خواتین کے ساتھ خاص فرمایا اور کانوں تک ہاتھ اُٹھائے جانے والی روایات کو مردوں کے ساتھ خاص فرمایا (اس طرح سب روایات پرعمل ہوگیا اور کوئی روایت بھی ضائع نہیں گئی) اور مثلاً تشہد کی حالت میں بیٹھنے کی روایات مختلف ہیں، بعض میں دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر بیٹھنے کا ذکر ہے اور بعض میں ایک پاؤں کھڑے کرنے اور دوسرے کو بچھا کر اس پر بیٹھنے کا ذکر ہے۔

پہلی قسم کی روایات کو عورتوں کے ساتھ خاص فرمایا کیونکہ اس میں پردے کی زیادہ رعایت ہے اور دوسری قسم کی روایات کو مردوں کے ساتھ خاص فرمایا اور ہم یہ بات تحریر اور اُس کی شرح کے حوالے سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مجتہد کے لیے دو متعارض نصوص (مثلاً احادیث) میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا جو قیاس کے موافق ہو، جائز ہے۔

اور یہ بات مخفی نہ رہے کہ روایات میں یہ جمع و تطبیق (جو اوپر مذکور ہوا) ایک اعتبار سے تو تطبیق ہے لیکن ایک اعتبار سے ترجیح ہے، تطبیق تو اس طرح ہے کہ دونوں باہم متعارض روایات کو قابلِ عمل بنا دیا اور اس سے اچھی کیا بات ہوسکتی ہے کہ باہم متعارض نصوص جو استنادی حیثیت سے پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہوں تو ان دونوں پرعمل کرلیا جائے، بجائے اس کے کہ ایک کو لے کر دوسری کو مکمل طور پر نظر انداز کردیا جائے، اور ترجیح اس طرح کہ جن روایات میں تعظیم وادب والی ہیئت ظاہر ہوتی تھی وہ تو مقرر کردیں مردوں کے لیے اور جن روایات سے زیادہ ستر والی صورت وہیئت سامنے آتی تھی وہ مقرر کردیں عورتوں کے لیے (کہ پہلی طرح کی روایات مَردوں کے ہی زیادہ مناسب تھیں اور دوسری طرح کی عورتوں کے زیادہ مناسب تھیں تو قیاس ونظر سے ایک قسم کی روایات کو ایک صِنف کے لیے مقرر کرنا اور دوسری کو دوسری صنف کے لیے مقرر کرنا، اس کو ترجیح کہتے ہیں، اور اس طرح دونوں روایات پر بھی عمل ہوگیا)

اور قیاس کے ذریعہ سے ایسے طریقے پر ترجیح دینا کہ مَردوں کے حق میں جس صورت میں تعظیم کی زیادتی کی رعایت ہو اور عورتوں کے حق میں جس صورت میں پردے کی زیادتی کی رعایت ہو، مجتہد کے لیے جائز ہے؛ اس طرح بیک وقت ترجیح وتطبیق دونوں قولوں پر (یعنی تطبیق مقدم ہے ترجیح پر یا ترجیح مقدم ہے تطبیق پر) عمل ہوگیا۔

پس اس تفصیل سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ یہ اعتراض کرنا سراسر غلط ہے کہ عورتوں اور مَردوں سب کے حق میں ناف سے نیچے اور سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہونا چاہیے اور ایک طریقے کو مَردوں کے ساتھ اور ایک طریقے کو عورتوں کے ساتھ خاص نہیں کرنا چاہیے‘‘ (ترجمہ ختم)

ںدہ: فقہائے احناف کی مذکورہ چند عبارات سے واضح ہوا کہ فقہ حنفی میں مرد حضرات کے حق میں ـ سے نیچے متصل ہاتھ باندھنے کو اور خواتین کے حق میں سینے پر ہاتھ باندھنے کو ترجیح دینا، دیث وروایات اور شرعی اُصولوں کے عین مطابق ہے، اور اس کو غلط یا خلافِ سنت قرار دینا بہت ں نادانی کی بات ہے، جس سے توبہ کرنی چاہیے۔

عبدالرحمٰن کی ''تحت السرۃ'' والی روایت کی سند پر مفصل کلام

حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کے سنت ہونے کی روایات کے دیگر راویوں پر تو کلام پیچھے گزر چکا ہے۔
لیکن ان میں ایک راوی عبدالرحمان بن اسحاق ہیں، جن کو متعدد محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔
اس لئے بعض معترضین کا کہنا یہ ہے کہ اس روایت سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر استدلال کرنا درست نہیں۔
مگر یہ اعتراض صحیح نہیں ہے۔
کیونکہ اولاً تو بعض حضرات نے عبدالرحمٰن بن اسحاق کو صالح الحدیث اور ان کی حدیث کو قابلِ تحمل اور ان کو جائز الحدیث وغیرہ فرمایا ہے۔ [۱]

---

[۱] چنانچہ امام بزار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ أَبُو شَيْبَةَ ، وَهُوَ وَاسِطِيٌّ حَدَّثَ عَنْهُ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ، وَالْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ ، وَمَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ. صَالِحُ الْحَدِيثِ (مسند البزار، مسند علی بن ابی طالب، تحت حدیث رقم ۶۹۲)
یاد رہے کہ ''صالح الحدیث'' کو الفاظِ تعدیل میں شمار کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو: قواعد فی علوم الحدیث صفحہ ۲۴۹)
اور دوسرے مقام پر امام بزار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ كُوفِيٌّ يُقَالُ لَهُ أَبُو شَيْبَةَ ، حَدَّثَ عَنْهُ مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ، وَالْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ ، وَعَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ، وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَغَيْرُهُمْ ، وَلَيْسَ حَدِيثُهُ حَدِيثَ حَافِظٍ ، وَقَدِ احْتَمَلَ حَدِيثَهُ (مسند البزار، مسند عثمان بن ابی العاص تحت حدیث رقم ۲۳۲۴)
امام بزار کی مذکورہ عبارت سے عبدالرحمٰن کے ''صالح الحدیث'' اور ''قد احتمل حدیثہ'' ہونے کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے حافظہ میں کچھ کلام ہے، مگر وہ شدید نہیں، مزید تفصیل امام ترمذی رحمہ اللہ کے حوالے سے آ رہی ہے۔
اور امام عجلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
عبد الرحمن بن إسحاق بن سعد بن الحارث أبو شيبة الواسطي ضعيف جائز الحديث يكتب حديثه (معرفة الثقات ج ۲ ص ۷۲ تحت رقم ۱۰۱۸)
جس سے معلوم ہوا کہ ان کی یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔ امام بزار اور امام عجلی کے مذکورہ معتدل فیصلے سے ابوحاتم وغیرہ کے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ر امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ عبدالرحمٰن بن اسحاق پر بعض محدثین نے کلام کیا
ہے، اور وہ کلام بھی ان کے حفظ کے سلسلہ میں کیا گیا ہے، نہ کہ فسق وکذب کے سلسلہ میں، نیز ان
کے حفظ کے سلسلہ میں وہ کلام بھی زیادہ شدید نہیں ہے۔ [1]
ر امام ترمذی رحمہ اللہ نے عبدالرحمٰن بن اسحاق کی بعض احادیث پر تحسین کا بھی حکم لگایا ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لینے کا بھی جواب ہوگیا کہ " لا یحتج بحدیثہ " کیونکہ ابوحاتم کی متعدد جروح کو محدثین نے مبالغہ پر محمول کیا ہے، اور ان جرح کو معتدل نہیں سمجھا (ملاحظہ ہو: قواعد فی علوم الحدیث)

بر سبیلِ تسلیم بھی یہ اس وقت ہے جبکہ اس کی تائید دیگر روایات سے نہ ہو، اور یہاں محوث فیہ مسئلہ میں معاملہ اس طرح ں، یہی وجہ ہے کہ متعدد مجتہدین وفقہاء نے ان کی مذکورہ حدیث سے حجت پکڑی ہے، لہٰذا ان کا یہ قول مجتہدین کے فیصلے متعارض بھی ہے، اور ان پر حجت بھی نہیں۔ وسیجیٔ بقیۃ التفصیل۔

چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحٰقَ هٰذَا مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَهُوَ كُوفِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحٰقَ الْقُرَشِيُّ مَدَنِيٌّ وَهُوَ أَثْبَتُ مِنْ هٰذَا وَكِلَاهُمَا كَانَا فِي عَصْرٍ وَاحِدٍ (ترمذی، ابواب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ، بَاب مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الْمَعْرُوفِ)

اور مقام پر فرماتے ہیں:

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحٰقَ هٰذَا مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَهُوَ كُوفِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحٰقَ الْقُرَشِيُّ مَدَنِيٌّ وَهُوَ أَثْبَتُ مِنْ هٰذَا (ترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی صفۃ غرف الجنۃ)

ترمذی رحمہ اللہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ان پر بعض محدثین نے کلام کیا ہے، اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ ثین نے ان کی عدالت پر کلام نہیں کیا بلکہ حفظ کی جہت سے کلام کیا ہے، نیز امام ترمذی رحمہ اللہ کے عبدالرحمان بن ق مدنی کو البت من ھذا فرمانے سے ان کے مقابلہ میں عبدالرحمان بن اسحاق کوفی کا کم از کم ثبت ہونا بھی معلوم ہوا۔

قلت: فالحفظ لیس بشرط لصحۃ الحدیث (قواعد فی علوم الحدیث، صفحہ ۴۱۳)

چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيُّ شَهْرٍ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصُومَ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ لَهُ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَسْأَلُ عَنْ هٰذَا إِلَّا رَجُلًا سَمِعْتُهُ يَسْأَلُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا قَاعِدٌ عِنْدَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ شَهْرٍ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصُومَ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ إِنْ كُنْتَ صَائِمًا بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ فَصُمِ الْمُحَرَّمَ فَإِنَّهُ شَهْرُ اللّٰهِ فِيهِ يَوْمٌ تَابَ فِيهِ عَلَى قَوْمٍ وَيَتُوبُ فِيهِ عَلَى قَوْمٍ آخَرِينَ

قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ (ترمذی حدیث نمبر ۶۷۲)

پس اس وجہ سے ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کے سنت ہونے کی یہ حدیث حسن درجہ میں داخل ہے۔ [1]

دوسرے ہم مسند احمد کے حوالہ سے عبدالرحمٰن کی حضرت علی رضی اللہ عنہ والی اس حدیث کو پہلے ذکر کر چکے ہیں، اور ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ بھی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں (اور اس روایت کو ان کے بعض متبعین نے مشہور قرار دیا ہے، اور بعض نے اس کی تصحیح بھی فرمائی ہے، اور متعدد و معتمد حنابلہ نے کتبِ فقہ میں اسی کو اختیار کیا ہے) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کے ضعف کو مقبول درجہ دیا ہے۔ [2]

اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ مسند احمد میں مذکور عام اور اکثر ضعیف احادیث کے بارے میں متعدد محدثین نے فرمایا ہے کہ وہ اس درجہ کی ضعیف نہیں ہیں کہ ان کو قبول ہی نہ کیا جائے۔ بلکہ وہ مقبول اور حسن درجہ کی ہیں۔ [3]

تیسرے عبدالرحمان بن اسحاق کی اس روایت کو متعدد محدثین نے اپنی کتب احادیث میں روایت کیا ہے۔

---

[1] قلت: ولم ينسبه احد الى الكذب وانما يضعفه من قبل حفظه فحاله كحال ابن ابى ليلىٰ وابن لهيعة وغيرهما فى تهذيب التهذيب (٦: ١٣) قال البزار ليس حديثه حديث حافظ، وقال العجلى ضعيف جائز الحديث، يكتب حديثهٗ اه، فالحديث حسن (متن اعلاء السنن جلد٢ صفحه ١٩٣)

[2] اور یہی وجہ ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ عبدالرحمٰن مذکور کو ضعیف کہنے کے باوجود یہ بھی فرماتے ہیں کہ:
والمدلى اعجب الى من الواسطى (تهذيب التهذيب، جلد٦ صفحه ١٢٤)

[3] علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
وَلِهٰذَا يُوجَدُ فِى كَلَامِ أَحْمَدَ وَغَيْرِهِ مِنَ الْفُقَهَاءِ أَنَّهُمْ يَحْتَجُّونَ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ؛ كَحَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ وَإِبْرَاهِيمَ الْهَجَرِىِّ وَغَيْرِهِمَا؛ فَإِنَّ ذٰلِكَ الَّذِى سَمَّاهُ أُولٰئِكَ ضَعِيفًا هُوَ أَرْفَعُ مِنْ كَثِيرٍ مِنَ الْحَسَنِ؛ بَلْ هُوَ مِمَّا يَجْعَلُهُ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ صَحِيحًا (مجموع الفتاوىٰ ج١٨ ص ٢٤٩، فصل مدار الاسلام على ثلاثة احاديث)

مسند احمد کی احادیث کے بارے میں محدثین کی بعض عبارات پہلے ذکر کی جا چکی ہیں۔

اسی سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے ابوداؤد وغیرہ کے حوالے سے عبدالرحمان بن اسحاق کو ضعیف فرمانے کی بھی توضیح ہو جاتی ہے، کہ وہ ان کو کس درجہ کا ضعیف قرار دیتے ہیں۔ یعنی وہ شدید ضعیف نہیں فرماتے۔

نچہ امام ابوداؤد، امام احمد، دار قطنی، ابنِ ابی شیبۃ، امام بیہقی، امام طحاوی، امام ابنِ منذر کے حوالہ ،ان کی اسی روایت کو ہم نے مکمل سند کے ساتھ تحریر کر دیا ہے۔

، کے علاوہ ان کی روایات کو ترمذی، دارمی، امام طبرانی، ابویعلی الموصلی، امام حاکم، امام عبد بن ر، ابنِ خزیمہ، بزار اور امام قضاعی نے اپنی مسند شہاب میں بیان کیا ہے۔

عبدالرحمٰن بن اسحاق قرونِ ثلاثہ میں سے ہیں جن کو ہمارے نزدیک عدالت پر محمول کیا جائے گا، ان کو ثقہ وعادل قرار دیا جائے گا، اور ان کو فاسق وکاذب نہیں کہا جائے گا۔ ۱

یہی وجہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن اسحاق پر جن محدثین نے جرح فرمائی ہے (مثلاً ضعیف، منکر وغیرہ) کی جرح کے الفاظ مرتبۂ رابعہ سے نیچے کے ہیں، جو راوی میں فسق یا کذب کو ثابت نہیں کرتے، ان کی عدالت کو مجروح نہیں کرتے، بلکہ بعض الفاظ تو سرے سے باعثِ جرح ہی نہیں، جس معلوم ہوا کہ ان کے ضعف پر اتفاق نہیں، اور اس پر ہم پہلے گفتگو کر چکے ہیں۔ ۲

س روایت میں عبدالرحمان بن اسحاق سے روایت کرنے والے اور جن سے یہ روایت کرتے ،ان راویوں کے متعدد اور ایک دوسرے کے متابع نیز ثقہ راویوں کے ان سے روایت کرنے

قال العلامة المحدث الفقيه الشيخ محمد هاشم السندى التتوى:
فجهالة حال الرجل فى القرون الثلاثة لاتضر عند الحنفية وتكون محمولة على العدالة بشهادة النبى صلى الله عليه وسلم لاهل ثلاثتها بالخيرية، كماهو مصرح به فى التوضيح وغيره من كتب اصول الحنفية، ولا شک ان عبدالرحمن المذكور من اهل القرن الثالث، اى اتباع التابعين لماذكره الحافظ ابن حجر فى التقريب ان عبدالرحمن بن اسحاق من الطبقة السابعة وقال هو ايضاً فى مقدمة التقريب ان المراد بالطبقة السابعة اتباع التابعين كالامام مالک وامثاله فتدبر (ترصيع الدرة على درهم الصرة، صفحه ۸۱)

۲ واذا قالوا ليس بقوى يكتب حديثه ايضاً للاعتبار وهو دون لين، وهذه مرتبة ثانية. واذا قالوا ضعيف الحديث فدون ليس بقوى ولايطرح بل يعتبر به ايضاً وهذه مرتبة ثالثة. ومنها ماذكره العراقى ضعيف، منكر الحديث عند غير البخارى، حديثه منكر، واه، ضعفوه، مضطرب الحديث، لايحتج به، مجهول (قواعد فى علوم الحديث، صفحه ۲۵۱، و۲۵۲)

قلت: واما عند غيره (اى البخارى، ناقل) فمنكر الحديث فى درجة ضعيف الحديث، وهو المرتبة الثالثة من الجرح، فيكتب حديثه اعتبارا (ايضاً، صفحه ۲۵۸)

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ترصيع الدرة على درهم الصرة، صفحہ ۷۸تا۸۰، ۸۱، ومعيار النقاد فى تميز المغشوش عن الجياد مشمولة درهم الصرة، صفحہ ۹۶ تا ۱۰۱، وقواعد فی علوم الحدیث، صفحہ ۲۶۰، ۲۶۳، و۲۶۷۔

کے باعث بھی اس حدیث کا ضعف کافی حد تک دور ہو جاتا ہے۔ [1]

چوتھے اس روایت کے ساتھ جب حضرت وائل کی روایت (جو مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے ذکر کی گئی) اور ابومجلز اور ابراہیم نخعی کی روایات کو ملایا جائے تو پھر تائیداً واستشہاداً اس روایت کے قبول ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

جبکہ ہمارے نزدیک اگر سرے سے یہ روایات نہ ہوتیں تب بھی حضرت ابومجلز وابراھیم نخعی جیسے جلیل القدر تابعین کے اقوال اقتداء وحجت کے لئے کافی تھے۔

پانچویں جب کسی حدیث سے مجتہد استدلال کرے تو وہ حدیث اس کے نزدیک مقبول ہونے کی دلیل ہوتی ہے، بلکہ مجتہد کے اجتہاد سے حدیث کا ضعف دور ہو کر وہ حدیث حسن لغیرہ میں داخل ہو جاتی ہے، اگرچہ فی نفسہٖ ضعیف ہو۔

اور متعدد مجتہدین نے حدیثِ علی وابوہریرہ سے استدلال کیا ہے، جن کی عبارات ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔

اور امام طحاوی رحمہ اللہ جو کہ خود مجتہد ہیں ان کے استدلال کو بھی مفصلاً ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں، اور یہ بات ممکن ہے کہ محدثین ایک روایت کو ضعیف کہیں مگر وہ حدیث مجتہد کے نزدیک ضعیف نہ ہو۔ [2]

---

[1] الضعيف يتقوى بكثرة الطرق سواء كان مداره على واحد او منقولا عن كثيرين كماافاده عبارة التحرير تلويحاً وعبارة شرحه تصريحاً ومن ادعىٰ خلاف ذالک فعليه بالدليل علىٰ ...... ثم ان سلمنا ان الحديث الضعيف لايتقوىٰ بكثرة الطرق اذا كان المدار على واحد فنقول حديث على رضى الله عنه يتقوىٰ بسائر الاحاديث والآثار التى قدمناها فى درهم الصرة والاثر وان اختلف فى كونه دليلاً مستقلاً لكنهٗ لاشک فى كونه مرجحاً (ترصيع الدرة على درهم الصرة، صفحه ۷۹؛ مطبوعة: ادارة القرآن، كراچى)

[2] چنانچہ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقال ابو المحاسن الشيخ قائم بن صالح السندى ثم المدنى فى رسالته فوز الكرام بما ثبت فى وضع اليدين تحت السرة او فوقها تحت الصدر عن الشفيع المظلل بالغمام بعد ذكر تعريف الشاذ والمنكر فاذا احطت علما بهذا علمت ان قول من قال فى احد هم منكر الحديث جرح مجرد اذ حاصله انه ضعيف خالف الثقات ولا ريب ان قولهم هذا ضعيف جرح مجرد فيمكن ان يكون ضعفه عند الجارح بما لا يراه المجتهدالعامل بروايته جرحا فان قيل ان الانكار جرح مفسر كما صرح به الحفاظ اجيب بان معنى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نیز جب کسی حدیث کی عمل سے موافقت ہوجائے، یا اس کی کوئی دوسری روایت شاہد ہو، تو یہ بھی ضعیف حدیث کی صحت کا قرینہ بن جاتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

منكر الحديث كما سمعت ضعيف خالف الثقة والاسباب الحاملة للائمة على الجرح متفاوتة منها ما يقدح ومنها لا يقدح فربما ضعف بشيء لا يراه الاخر جرحا ومع قطع النظر عن هذا التحقيق لا تضر النكارة الا عند كثرة المخالفة للثقات انتهى.

وقال ايضا من ضعفه يعنى عبدالرحمن بن الواسطى رواه حديث وضع اليد تحت السرة المخرج فى سنن لابى داؤد انما ضعفه لانه خالف فى بعض المواضع الثقات وتفرد فى بعضها بالروايات وهو لا يضر وانما تضر كثرة المناكير وكثرة مخالفة الثقات ولم تثبت انتهى (الرفع والتكميل فى الجرح والتعديل، ايقاظ ٧، فى الفرق بين قولهم حديث منكر ومنكر الخ، مشموله: مجموعه رسائل اللكنوى ج٥ ص٢٨، مطبوعة: ادارة القرآن، كراتشى)

مذکورہ عبارت سے بعض حضرات کے عبدالرحمٰن مذکور کو منکر الحدیث کہنے کا بھی جواب ہوگیا۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والحديث ضعيف اه وتبعه ابن حجر أقول الصحيح أنه حسن كما سيأتى مع أن أخذ المجتهد به يدل على قوته ولا يضر ضعف حدث بالحديث بعده (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الاضحية)

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أن المجتهد إذا استدل بحديث كان تصحيحا له كما فى التحرير وغيره (رد المحتار، كتاب البيوع، مطلب كل مادخل تبعا لايقابله شئ من الثمن)

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ الْعَلَّامَةُ نُوحٌ أَفَنْدِي فِي حَوَاشِي الدُّرَرِ بَعْدَ نَقْلِ كَلَامِ الطَّحَاوِيِّ أَقُولُ: حَاشَاهُ ثُمَّ حَاشَاهُ أَنْ يَبْنِيَ شَيْئًا فِي دِينِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى مَا لَا أَصْلَ لَهُ بَلْ لَهُ أَصْلٌ أَصِيلٌ عِنْدَهُ فَالْحَدِيثُ بِالنِّسْبَةِ إلَيْهِ صَحِيحٌ، وَإِنْ كَانَ بِالنِّسْبَةِ إلَى غَيْرِهِ ضَعِيفًا فَالْعِبْرَةُ فِي هَذَا الْبَابِ بِرَأْيِ الْمُجْتَهِدِ لَا بِرَأْيِ غَيْرِهِ وَقَوْلُهُ لَا أَصْلَ لَهُ مَرْدُودٌ؛ لِأَنَّهُ مُشْعِرٌ بِأَنَّهُ مَوْضُوعٌ، وَلَيْسَ كَذَلِكَ لِأَنَّ غَايَةَ مَا قِيلَ فِيهِ إنَّهُ ضَعِيفٌ، وَهُوَ غَيْرُ الْمَوْضُوعِ عَلَى أَنَّ الْحُسْنَ وَالصِّحَّةَ وَالضَّعْفَ بِاعْتِبَارِ السَّنَدِ ظَنًّا عَلَى الصَّحِيحِ أَمَّا فِي الْوَاقِعِ فَيَجُوزُ ضَعْفُ الصَّحِيحِ وَصِحَّةُ الضَّعِيفِ فَلَا نَقْطَعُ بِصِحَّةِ صَحِيحٍ وَلَا ضَعْفِ ضَعِيفٍ لِاحْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ الْوَاقِعُ خِلَافَهُ مَعَ أَنَّ الْحَدِيثَ الْوَاحِدَ قَدْ يَكُونُ صَحِيحًا عِنْدَ الْبَعْضِ ضَعِيفًا عِنْدَ آخَرَ فَدَارَ عَلَى اجْتِهَادِ الْمُجْتَهِدِ فَإِذَا بَنَى عَلَى حَدِيثٍ حُكْمًا يَجِبُ عَلَى مَنْ قَلَّدَهُ أَنْ يَأْخُذَهُ بِالْقَبُولِ وَلَا يَلْتَفِتُ إلَى قَوْلِ مَنْ ضَعَّفَهُ بَعْدَهُ وَكَمْ فِي كُتُبِ الْفِقْهِ مِنْ الِاحْتِجَاجِ بِمِثْلِ ذَلِكَ عَلَى أَنَّ مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْحَدِيثِ الْمَذْكُورِ (البحر الرائق، كتاب الطهارة)

اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر صحابہ وتابعین اور بعد کے بہت سے اہلِ علم حضرات کے عمل کا ذکر گزر چکا ہے، اور اس بارے میں امام ترمذی رحمہ اللہ کی تصریح بھی شروع میں گزر چکی ہے۔ ۱
گزشتہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہو چکا کہ کسی راوی پر جرح سے اس کی تمام مرویات کا ضعیف ہونا

---

۱ چنانچہ علامہ جمال الدین قاسمی دمشقی فرماتے ہیں:

وظاهر كلام أبي الحسن بن القطان يرشد إليه فإنه قال)(هذا القسم لا يحتج به كله بل يعمل به في فضائل الأعمال ويتوقف عن العمل به في الأحكام إلا إذا كثرت طرقه أو عضده اتصال عمل أو موافقة شاهد صحيح أو ظاهر القرآن واستحسنه شيخنا -يعني ابن حجر(قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث المؤلف :العلامة جمال الدين القاسمي الدمشقي، الباب الرابع، بيان الضعيف ماهية الضعيف وأقسامه،بحث الضعيف إذا تعددت طرقه)

اور علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قد يحكم بالحديث بالصحة، الى تلقاه الناس بالقبول، وان لم يكن له اسناد صحيح. قال ابن عبدالبر في الاستذكار لماحكى عن الترمذى ان البخارى صحح حديث البحر هو الطهور ماء ه، واهل الحديث لايصححون مثل اسناده. لكن الحديث عندى صحيح ، لان العلماء تلقوه بالقبول. قلت: والقبول تارة بالقول وتارة بالعمل عليه، ولذا محقق فى الفتح وقول الترمذى العمل عليه عند اهل العلم يقتضى قوة اصله، وان ضعف خصوص هذاالطريق اه .وقال السيوطى فى التعقبات :الحديث اخرجه الترمذى ،وقال حسن ضعفه احمد وغيره، والعمل عليه عند اهل العلم فاشار بذالک ان الحديث اعتضد بقول اهل العلم ، وقد صرح غير واحد بان من دليل صحة الحديث قول اهل العلم به ، وان لم يكن له اسناد يعتمد على مثله اه (قواعد فى علوم الحديث مقدمة اعلاء السنن جلد ١٩ ص ٦٠ تا ٦٢)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

المجتهد اذا استدل بحديث كان تصحيحا له، كمافى التخريج لابن الهمام وغيره. وفى تدريب الراوى: قال ابن الحسن بن الحصار فى تقريب المدارک على مؤطا مالک قديعلم الفقيه صحة الحديث. اذا لم يكن فى سنده كذاب، وموافقة آية من كتاب الله او بعض اصول الشريعة ، فيحمله ذالک على قبوله والعمل به. قلت فيكون مثل هذا تصحيحا لغيره لالذاته، كما يشعر به كلام السيوطى فى التدريب متصلا بقوله المذكور. وقال الحافظ فى التلخيص الحبير فى حديث تكلم فيه البيهقى مانصه ، وقد احتج بهذا الحديث احمد وابن المنذر ،وفى جزمهما بذالک دليل على صحته عندهما اه. قلت: وكذا فى جزم كل مجتهد بحديث دليل على صحته عنده فافهم. وقال ابن الجوزى فى التحقيق فاذا اورد الحديث محدث واحتج به حافظ، لم يقع فى النفوس الا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

آتا۔

ہمارے نزدیک کثرتِ جارحین بھی علتِ معتبرہ نہیں۔ ۱

وجوہات کے پیشِ نظر حضرت علی و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی حدیث کے قابلِ

یا قابلِ استشہاد ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ ۲

تفصیل سے بعض حضرات کے اس اعتراض کا جواب بھی ہو گیا کہ عبدالرحمٰن بن اسحاق کو بعض

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

صحيح، كذافي نصب الراية. وقال الحافظ في الفتح اخرجه ابن حزم محتجا به.

ت: فكل حديث ذكره محمد بن الحسن الامام، او المحدث الحافظ الطحاوى،

تجين به، فهو حجة صحيحة على هذاالاصل لكونهما محدثين مجتهدين كماسنبينه

موضعه. وقال المحقق في الفتح اذا تايد الضعيف بما يدل على صحته من القرائن

ان صحيحا. وقال ايضا لقائل ان يقول الحكم بالضعف والصحة انما هو في الظاهر،

ا في نفس الامر فيجوز صحة ماحكم بضعفه ظاهرا اه. اى اذا قامت قرينة عليها، كما

لذالك متصلا بكلامه المذكور بثبوت كون مذهب ابى هريرة، بكفاية الغسل ثلاثا

ن ولوغ الكلب في الاناء، انه قرينة تفيد صحة ماروى في هذا الباب عنه مرفوعا، وان

ذا مما اجاده الراوى المضعف (قواعد في علوم الحديث مقدمة اعلاء السنن جلد

ا ص۵۷تا ۵۹)

قلت فلايلزم من كون الراوى ضعيفا، ضعفه في جميع رواياته (قواعد في علوم

حديث صفحه ۴۰۹)

ت: فكثرة الجارحين ليست بعلة مطردة (ايضاً صفحه ۴۰۸)

۲ قد ذكر في التحرير وشرحه انه يثبت التعديل للراوى بعمل المجتهد العدل

روايته الشارط للعدالة في قبول الرواية، ثم هذا اذا علم ان لامستند له في العمل سوى

ايته، انتهى.

سلم منه فالدلالة جليلة، هى ان وجود احد الامرين متيقن. اما عدالة عبدالرحمن بن

حاق، واما وجود مستند آخر للحنفية قابل للحجية كحديث وائل بن حجر المذكور

مصنف ابى بكر بن ابى شيبة المتقدم ذكره في درهم الصره اوغيره (درهم الصرة

۸۰)

علوم الحدیث میں ہے:

ى التعليق الحسن الضعيف يكتفى للاعتضاد، وفي موضع منه: الضعيف يصلح

تقوية (مقدمه اعلاء السنن، قواعد في علوم الحديث، صفحه ۱۱۱)

لان لايتابع على حديثه فهذا ليس من الجرح في شيء (ايضاً صفحه ۲۷۷)

نے متروک قرار دیا ہے۔ [1]

کیونکہ یہ بات معلوم ہو چکی کہ عبدالرحمٰن بن اسحاق کو کسی نے بھی کذاب قرار نہیں دیا، بلکہ زیادہ سے زیادہ اُن کے حافظے کی وجہ سے اُن کو ضعیف قرار دیا ہے۔

لہٰذا متروک ہونا بھی اسی جہت سے ہوگا۔

اور متعدد محدثین نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ جب تک کسی کے ترک پر اجماع نہ ہو، اس وقت تک اس کو ترک نہیں کیا جائے گا۔ [2]

اور عبدالرحمٰن کی صرف اسی حدیث کے متعدد محدثین کے روایت کرنے اور مزید براں متعدد مجتہدین کے اس سے استدلال کرنے اور بعض کے ناف کے نیچے کی حدیث کو اقوی قرار دینے اور ان کو بعض کے صالح الحدیث اور جائز الحدیث وغیرہ فرمانے کی تصریح سے ان کے متروک ہونے پر عدمِ

---

[1] كما في السنن الكبرى للبيهقي:

وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ مَتْرُوكٌ (در ذیل حدیث نمبر ۲۴۳۶)

[2] اخبرنا أبو بكر بن عبد المنعم الصاعدى الفراوى، قراءة عليه بنيسابور قال: اخبرنا محمد بن إسماعيل الفارسي قال: أخبرنا ابو بكر احمد بن الحسين البيهقي الحافظ: أخبرنا الحسين بن الفضل: أخبرنا عبدالله بن جعفر: حدثنا يعقوب بن سفيان، قال: سمعت أحمد بن صالح، قال: لا يترك حديث رجل حتى يجتمع الجميع على ترك حديثه. قد يقال: فلان ضعيف، فأما أن يقال: فلان متروك، فلا، إلا أن يجتمع الجميع على ترك حديثه (مقدمة ابن الصلاح، النوع الرابع والعشرون، معرفة كيفية سماع الحديث وتحمله وصفة ضبطه)

قال يعقوب وقال لي أحمد مذهبي في الرجال انى لا اترك حديث محدث حتى يجتمع اهل مصر على ترك حديثه (تهذيب التهذيب، حرف العين، جزء۵ صفحه ۳۳۰)

قلت: وعند بعض النقاد لا يترك حديث الراوي حتى يجتمع الجميع على ترك حديثه، وعلى هذا فمن لم يتفق على ترك حديثه فهو عند هذه الطائفة صالح للاعتبار. وهذه طريقة أحمد بن صالح المصرى.

قال يعقوب بن سفيان: سمعت أحمد بن صالح، وذكر مسلمة بن على، قال " : لا يترك حديث رجل حتى يجتمع الجميع على ترك حديثه، قد يقال: (فلان ضعيف) ، فأما أن يقال: (فلان متروك) فلا، إلا أن يجتمع الجميع على ترك حديثه "

وكذلك جاء عن أحمد بن شعيب النسائي، أنه لا يترك حديث الرجل حتى يجتمع الجميع على ترك حديثه (تحرير علوم الحديث للجديع، جزء۳ صفحه ۲۸۴؛ تاليف عبد الله بن يوسف الجُديع)

تفوق ثابت ہوگیا۔

لہٰذا ان کی اس حدیث کو متروک قرار نہیں دیا جاسکتا۔

بعض حضرات نے اس موقعے پر ایک اعتراض یہ اُٹھایا ہے کہ امام بخاری نے عبدالرحمٰن بن اسحاق کے بارے میں **فیه نظر** فرمایا ہے۔

جواب یہ ہے کہ امام بخاری کا کسی بھی راوی کے بارے میں **فیه نظر** فرمانا، اس راوی کے بالکل غیر معتبر وغیر مستند ہونے کی دلیل نہیں ہے، اور اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ امام بخاری نے بعض راویوں کے بارے میں **فیه نظر** فرمایا، مگر اس کے باوجود وہ راوی معتبر قرار دیے گئے ہیں۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: قواعد فی علوم الحدیث مع حاشیہ صفحہ ۲۵۴ تا صفحہ ۲۵۷)

بعض حضرات نے عبدالرحمٰن بن اسحاق کی روایت پر یہ اعتراض کیا ہے، کہ اس کے بارے میں بعض حضرات نے **لایصح یالایثبت** فرمایا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کتبِ احادیثِ احکام میں ان الفاظ سے اُس حدیث کا موضوع ہونا مراد نہیں ہوا کرتا، بلکہ ضعیف ہونا مراد ہوا کرتا ہے۔

بخلاف کتبِ موضوعات کے۔ [1]

اور اس حدیث کے ضعف پر ہم مفصل بحث کر چکے ہیں۔

ان سب باتوں کے باوجود بعض حضرات کا ہمارے فقہاء کے ان روایات سے استدلال اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے مسئلہ پر اعتراض پر ڈٹے رہنا مکابرہ ہے، **وان اللّٰہ لا یحب المستکبرین.**

پس ہماری گزشتہ معروضات سے عبدالرحمٰن بن اسحاق کی روایت پر پیش کیے جانے والے اُن تمام

---

[1] **وعلیٰ ھذا فقول شیخنا المؤلف حفظه اللّٰه تعالیٰ**

"لایلزم من قولھم لایصح او لایثبت ھذا الحدیث کونه موضوعاً او ضعیفاً، وکذا لا یلزم من قولھم لم یصح او لم یثبت فی ھذا الباب شیٔ خلوہ عن الحسن ایضاً"

صحیح سدید، اذا قالوہ فی کتب احادیث الاحکام.

اما اذا قالوہ فی کتب الموضوعات والضعفاء فانما یعنون به ان ذالک الحدیث موضوع وان کل مایذکر فی ذالک الباب موضوع ایضاً (حاشیه قواعد فی علوم الحدیث، مشمولة مقدمه اعلاء السنن صفحه ۲۸۳)

شبہات کا اُصولی انداز میں جواب معلوم ہوگیا، جو اس روایت کے حجت نہ ہونے کے متعلق پیش کیے جاتے ہیں۔

گزشتہ تفصیل سے ایک منصف وحق پرست کے لیے اس بات میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں رہی کہ بعض لوگوں کا مرد حضرات کے لئے نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو خلافِ سنت اور سینے پر ہاتھ باندھنے کو موافقِ سنت قرار دینا شرعی دلائل اور تعاملِ امت کی روشنی میں درست نہیں۔ ؎

البتہ اگر کوئی حق پرستی اور اعتدال کی نعمت سے محروم ہو، اور تعصب وعناد اور ہٹ دھرمی کا عادی ہو، تو اس کے لیے بڑے بڑے دلائل بھی ناکافی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اعتدال پر قائم رہنے اور اہلِ حق کے ساتھ وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائیں، اور نفس وشیطان کی تلبیسات سے حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

فقط۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم واحکم

محمد رضوان

۳/ رمضان المبارک ۱۴۳۰ بمطابق 25/ اگست 2009ء بروز منگل

؎ ثم إن الأمر لا ينفصل قط إلا بالتعامل، وفي مسائل التعامل لا يؤخذ بالألفاظ، كلفظ: فوق الصدر عند ابن خزيمة، فإنه من توسع الرواة قطعا، لأنه لم يعمل به أحد من الأئمة، ولا يوجد الرفع بهذا النوع في كتب من الشافعية، إلا في الحاوي للماوردي، وهو أيضا مسامحة عندي. فإن الراوي أضاف لفظ: على الصدر بعد مرور القرون، ثم لم يرد به إلا قريبا من الصدر، وليس الطر - أن يبنى الدين على كل لفظ جديد بدون النظر إلى التعامل، ومن يفعل ذلك لا يثبت قدمه في موضع، ويخترع كل يوم مسألة، فإن توسع الرواة معلوم، واختلاف العبارات والتعبيرات غير خفي فاعلمه. فاللفظ وإن كان يصلح للوضع فوق الصدر، لكن لما فقدنا العمل به علمنا أنه من توسع الرواة، فهو بدعة عندي. وسأل عنه أبو داود الإمام أحمد رحمه الله تعالى، فقال: ليس بشيء. . . في كتاب المسائل. وهذا الذي عرض للمحدثين، فإنهم ينظرون إلى حال الإسناد فقط، ولا يراعو التعامل. فكثيرا ما يصح الحديث على طورهم، ثم يفقدون به العمل، فيتحيرون حتى أن الترمذي أخرج في جامعه حديثين صالحين للعمل، ثم قال: إنه لم يعمل بهما أحد، وذلك لفقدان العمل لا غير، وإلا فإسنادهما صحيح. وكذلك قد يضعفون حديثا من حيث الإسناد، مع أنه يكون دائرا سائرا فيما بينهم، ويكون معمولا به فيتضرر هناك من جهة أخرى. فلا بد أن يراعى مع الإسناد التعامل أيضا، فإن الشرع يدور على التعامل والتوارث (فيض الباري، باب إلزاق المنكب بالمنكب والقدم بالقدم في الصف)

ادارہ غفران کی عام فہم اور مفید مطبوعات

(۱)......ماہِ محرم کے فضائل واحکام
(۲)......ماہِ صفر اور جاہلانہ خیالات
(۳)......ماہِ ربیع الاول کے فضائل واحکام
(۴)......ماہِ ربیع الآخر
(۵)......ماہِ جمادی الاولیٰ وجمادی الاخریٰ
(۶)......ماہِ رجب کے فضائل واحکام
(۷)......شعبان وشبِ براءت کے فضائل واحکام
(۸)......ماہِ رمضان کے فضائل واحکام
(۹)......شوال اور عید الفطر کے فضائل واحکام
(۱۰)......ماہِ ذی قعدہ کے فضائل واحکام
(۱۱)......ذی الحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام
(۱۲)......وساوس اور ان کا علاج
(۱۳)......تکوین وتشریع مع سوانح تنویر
(۱۴)......بالوں ناخنوں اور مہندی وخضاب کے احکام
(۱۵)......شادی کو سادی بنائیے
(۱۶)......زلزلہ اور اس سے حفاظت
(۱۷)......پانی کا بحران اور اُس کا حل
(۱۸)......کھانے پینے کے آداب
(۱۹)......اجتماعی ذکر کی مجلسوں کا شرعی حکم
(۲۰)......انتخابات اور ووٹ کی شرعی حیثیت
(۲۱)......مرد وعورت کی نماز میں فرق کا ثبوت
(۲۲)......حالاتِ عشرت ومکتوباتِ مسیح الامت
(۲۳)......تذکرہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ
(۲۴)......(آفات وبلیات وغیرہ سے حفاظت کا) وظیفہ
(۲۵)......بکرے کے صدقہ کا شرعی حکم
(۲۶)......حج کا صحیح طریقہ اور حج کی غلطیاں
(۲۷)......مشورہ واستخارہ کے فضائل واحکام
(۲۸)......حضور ﷺ کا خواتین کو اہم خطاب
(۲۹)......فرض نماز کے بعد دعا کے شرعی احکام
(۳۰)......موزوں اور جرابوں پر مسح کے احکام
(۳۱)......ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا شرعی حکم
(۳۲)......آسان نماز مع چالیس مسنون دعائیں
(۳۳)......رنگین تجویدی قرآنی قاعدہ
(۳۴)......جمعۃ المبارک کے فضائل واحکام
(۳۵)......حسنِ معاشرت
(۳۶)......ایصالِ ثواب کے فضائل واحکام
(۳۷)......مسائل واحکام
(۳۸)......پندرہ سورتیں ومسنون دعائیں
(۳۹)......ایمان وعقائد بدعات ورسوم
(۴۰)......حسنِ اخلاق
(۴۱)......کرسی پر اور مریض کی نماز کے احکام
(۴۲)......پیارے بچے
(۴۳)......ڈاڑھی کا شرعی حکم
(۴۴)......ٹوپی کی شرعی حیثیت
(۴۵)......زکوۃ وصدقاتِ واجبہ کے فضائل واحکام
(۴۶)......صفائی وپاکیزگی کی فضیلت واہمیت
(۴۷)......نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ

IDARA GHUFRAN